



New era Magazine

زندگی سرے رنگ هزار



از سارہ ناز



www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زندگی تیرے رنگ ہزار

از ستارہ ناز

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین



خبردار! اگر تمہاری آواز نکلی۔۔۔ خاموشی سے گاڑی سے نکل جاؤ ورنہ گولی تمہارے جسم کے آر پار ہو جائے گی۔۔۔ چار لڑکے منہ کور کیے سفید جی ایل آئی کو گھیرے کھڑے تھے۔ اس وقت اس لنک روڈ پر ٹریفک نہیں تھی کالج سے واپسی پر ڈرائیور نے جلدی پہنچنے کے چکر میں لنک روڈ استعمال کی اور بری طرح پھنس گیا۔

تم لوگ کیا چاہتے ہو۔۔۔

ڈرائیور ہاتھ اٹھائے باہر نکل کر پریشانی سے بولا۔ اس کی عمر 50 سال کے قریب تھی اور وہ آرمی سے سپاہی ریٹائر ہوا تھا اس کا جواب دینے کے بجائے نیلی شرٹ والا لڑکا دوسرے لڑکے سے مخاطب ہوا۔

دو نمبر اس کو باندھ کر یہی سائیڈ پر ڈال دو۔۔۔

ان کا ایک ساتھی لڑکا گاڑی میں موجود لڑکی پر گن تانے کھڑا تھا۔ لڑکی کی عمر بیس سال کے قریب تھی اور بی ایس سی کی سٹوڈنٹ تھی گلابی چہرے پر خوف کے اثرات واضح تھے آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔

خدا کا واسطہ۔۔۔۔۔ بی بی کو چھوڑ دو گاڑی لے جاؤ۔۔۔

عباس نے ان کی منت کی

کئی لاکھ چھوڑ کر چند لاکھ کی گاڑی لے جائیں۔۔۔۔۔ بھائی ابھی ہمارا دماغ اتنا بھی خراب نہیں ہوا

نمبر 3 نے آواز کو کرخت بنانے کی کوشش کی۔

چند منٹوں میں انہوں نے اس کو باندھ کر روڈ کی سائیڈ پر پھینکا اور گاڑی میں بیٹھ کر لڑکی کے منہ پر بھیگا رومال رکھا۔ کلوروفام کا اثر تھا کہ چند سیکنڈ میں ہی وہ بے ہوش تھی۔

پانچ منٹ میں وہ چاروں اپنی کاروائی کر کے فارغ ہوئے اور گاڑی بھگا لے گئے۔ آدھے راستے میں پہنچ کر انہوں نے گاڑی ایک کچے راستے میں اتاری اور وہاں موجود کیبن رکشے میں لڑکی کو شفٹ کر کے گاڑی وہی چھوڑ کر واپس جانے کے لیے رکشے میں بیٹھے۔ رکشے کی پچھلی سائیڈ پر پردہ لگا کر اس کو کور کیا گیا تھا جب کہ اگلی سائیڈ پر آدھا پردہ موجود تھا تا کہ پچھلی سائیڈ پر نظر نہ پڑ سکے چاروں نے اطمینان ہونے کے بعد چہرے کھولے اور نقلی پستولیں وہی گاڑی کے پاس پھینک دیں۔



شہباز درانی پچھلے آدھے گھنٹے سے لاؤنج میں پریشان چکر لگا رہے تھے قریب ہی بیگم منزہ رو رو کر نڈھال ہو رہی تھیں جب کہ ان کے پاس سبحان درانی اور شعبان درانی متوحش سے موجود تھے۔

وہ دونوں جڑواں تھے دونوں کی عمر پندرہ سال تھی اس وقت میٹرک کے سٹوڈنٹ تھے شہباز درانی اور منزہ بیگم کی اعلیٰ پرورش کی وجہ سے کروڑوں کی جائیداد کے مالک بچے نہایت تمیز دار اور سلجھے ہوئے تھے دونوں کی آنکھیں نم تھیں اور چہرے سے دونوں کی تکلیف کا اندازہ ہو رہا تھا۔

آپ ایک بار پھر ٹرائی کریں۔۔۔

منزہ بیگم کی تڑپ پر شہباز درانی نے اپنے آپ پر قابو پاتے ڈرائیور کا نمبر ملایا مگر وہ ہنوز آف تھا اتفاق ہی تھا کہ آج وہ کھانا کھانے کے لئے گھر آ گئے تھے پانچ دس منٹ ماہم آنے جانے میں لیٹ ہو جاتی تھی مگر آج وقت بھی زیادہ ہو گیا تھا اور ڈرائیور کا موبائل بھی آف تھا جو ان کو تشویش میں مبتلا کر رہا تھا وقت آہستہ آہستہ سرک رہا تھا۔ ان کو انتظار کرتے چار گھنٹے ہو گئے تھے وہ کالج بھی دیکھ آئے مگر ان کا کچھ پتہ نہیں تھا وہ لنک روڈ استعمال کرتے تو یقیناً انہیں رسیوں سے بندھا عباس وہاں مل جاتا۔

سر باہر پولیس آئی ہے۔۔۔

گیٹ کیپر نے انٹر کام پر اندر اطلاع دی تو وہ چونکے اور بیتابی سے باہر نکلے ان کے اس طرح بھاگنے پر سبحان اور شعبان چونک کر ان کے پیچھے دوڑے جبکہ منزہ بیگم تیزی سے پیچھے لپکی تھیں۔

السلام علیکم۔۔۔ میں انسپیکٹر ذکا ہوں۔۔۔ آپ کا یہ ملازم ہمیں لنک روڈ پر بندھا ہوا ملا تھا ہم نے اس سے تفصیل جاننے کی کوشش کی مگر اس نے سوائے اپنے نام کے اور آپ کے گھر ملازمت کرنے کے علاوہ ہمیں کچھ نہیں بتایا اس کی ایک ہی رٹ ہے کہ اس کے ساتھ جو کچھ ہوا یہ آپ کو ہی بتائے گا۔۔۔

انسپیکٹر ذکا نے انہیں بتایا تو وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھے اور اسے

کھینچتے ہوئے لان میں لے آئے تاکہ ان کے مابین ہونے والی گفتگو پولیس نہ سن سکے۔

گڑیا کہاں ہے عباس۔۔۔ جلدی بتاؤ۔۔

ان کی بے تابی پر اب اس کی آنکھیں چھلک پڑیں بڑی دو سال ہو گئے تھے انہیں یہاں نوکری کرتے کبھی اسے احساس نہیں ہوا کہ وہ ان کا ملازم ہے اس لئے ان کی تکلیف پر وہ خود بھی رو دیا تھا۔

صاحب چار لڑکے تھے۔۔۔ انہوں نے لنک روڈ پر میری گاڑی روکی اور گن دکھا کر بی بی کو اغوا کر لیا۔۔۔ میں نے روکنے کی کوشش کی تو مجھے باندھ کر روڈ کی سائیڈ پر پھینک دیا۔۔۔ صاحب وہ چاروں لڑکے شاید پہلی بار ایسا کوئی کام کر رہے تھے۔۔۔ اس لیے ان کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وہ لاکھوں حاصل کرنے کی بات کر رہے تھے۔۔۔ مجھے لگتا ہے بی بی کو تاوان کے لیے اغواء کیا ہے۔۔۔

عباس نے آنکھوں دیکھا بتایا تو انہیں لگا کہ ان کا دل بند ہو جائے گا۔ پیچھے کھڑی منزہ بیگم لہرا کر ٹھنڈے فرش پر گری تھیں۔ سبحان اور شعبان حواس باختہ بے تابی سے ان کی طرف دوڑے اور ان کے بے ہوش وجود کو اپنی بانہوں کا سہارا دیا۔ شہباز درانی کو لگا وہ بیٹی کے غم سے مر ہی جائیں گے۔ بچوں کی چیخ پر انہوں نے ساکت نظروں سے اپنی شریک حیات کو دیکھا جو اس وقت ہوش و خرد سے بیگانہ پڑی تھیں۔

صاحب ہمیں پولیس کو بتا دینا چاہیے۔۔۔
 عباس کی نم آواز پر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔
 ہم ایسا کچھ نہیں کریں گے عباس۔۔۔۔۔ وہ میری معصوم بیٹی تھی جو ان
 بھیڑیوں کے ہتھے چڑھ گئی۔۔۔۔
 وہ دو زانو بیٹھے بلک بلک کر رو دیے انسپکٹر ذکا دور سے دیکھتے قدم بڑھا کر
 آگے آئے۔

سر سب کچھ ٹھیک ہے۔۔۔
 انسپکٹر ذکا کی آواز پر شہباز درانی نے سر اٹھایا۔
 سب کچھ ٹھیک ہے۔۔۔ آپ جا سکتے ہیں۔۔۔
 انہوں نے چہرہ چھپاتے کمزور آواز میں کہا تو ذکا ایک نظر عباس پر ڈالتا کندھے
 اچکا کر واپس جانے کے لئے مڑ گیا یہ تو وہ جان ہی گیا تھا کہ کوئی مسئلہ ہے
 لیکن جب وہ خود ہی پولیس کو درمیان میں نہیں لانا چاہتے تھے تو اس کو کیا
 پڑی تھی پرائے پھڑے میں ٹانگ اڑانے کی۔

صاحب آپ مجھ سے قسم لے لیں میں نے ان کی منتیں بھی کی۔۔۔ ہاتھ
 بھی جوڑے مگر ان کو رحم نہیں آیا میں ان سے لڑائی بھی کر لیتا اگر ماہم بٹیاں
 ان کے قبضہ میں نہ ہوتی۔۔۔

عباس ان کے قریب بھی بیٹھتا دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا۔
 عباس۔۔۔ مجھے تم پر یقین ہے۔۔۔۔۔ میں تمہیں بچپن سے جانتا ہوں

-----مجھے تمہاری سچائی پر کوئی شک نہیں-----

ان کا ٹوٹا لہجہ عباس کو مزید دکھی کر گیا عباس کا تعلق شہباز درانی کے آبائی گاؤں سے تھا اور ان کے دادا آپس میں دوست تھے اس وجہ سے شہباز درانی اس کو بہت اچھے طریقے سے جانتے تھے۔

صاحب ہمیں پولیس کی مدد لینے چاہیے ماہم بیٹی کو بچانے کے لئے۔
عباس نے ایک بار پھر ان کو قائل کرنا چاہا۔

عباس پولیس کو بیچ میں لانے کا مطلب اپنے ہاتھوں سے اپنی عزت کو اچھالنا ہے۔۔۔۔۔ میں اپنی بیٹی کے لئے دعا کروں گا اللہ اس کے ساتھ کچھ برا ہونے سے پہلے اسے موت دے دے۔۔۔

اپنے جگر کے ٹکڑے کے لئے ایسی دعا مانگتے وہ کانپ گئے اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے انہیں کچھ ہوش نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

بابا جانی۔۔ بابا جانی ماما کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے وہ اٹھ نہیں رہی۔۔

سبحان دوڑتا ہوا باہر آیا تھا وہ شعبان کی مدد سے منزہ بیگم کو اندر لے کر گیا تھا۔

شہباز درانی جھٹکے سے اٹھے اور اندر کی جانب دوڑے۔ منزہ کی حالت کو فراموش کر بیٹھے تھے عباس ان کے پیچھے دوڑا۔

لاونج میں انہیں بے ہوش دیکھ کر شہباز درانی نے جلدی سے موبائل نکالا اور فیملی ڈاکٹر کو کال کر کے فوراً پہنچنے کی ہدایت کی۔ منزہ بیگم کو بیڈروم میں

شفٹ کر کے سب وہی ڈاکٹر کا انتظار کرنے لگے۔
 بیٹا۔ آج اور ابھی سے یہ بات ذہن نشین کر لو ماہم کو ہم نے پڑھنے کے لئے
 باہر بھیج دیا ہے اور ہم خود بھی اسی ہفتے باہر جا رہے ہیں۔۔
 شہباز درانی بولے تو ان کی آواز میں کھوکھلا پن واضح تھا۔ دونوں نے نم
 آنکھوں سے اپنے باپ کو دیکھا جو غم سے نڈھال تھے کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر
 نے آکر چیک اپ کیا اور بتایا کہ ان کی یہ حالت شک کی وجہ سے ہے
 میڈیسن لکھ کر پریسکریپشن ان کی طرف بڑھائی اور اپنے پاس موجود دو
 انجیکشن ان کو لگا دیے۔

میں نے انجیکشن لگا دیے ہیں یہ ابھی سوئیں گی۔ جب اٹھیں تو انہیں کھانا کھلا
 کر باقی کی میڈیسن دے دیجئے گا اور کوشش کیجئے گا انہیں کسی قسم کی ٹینشن نہ
 ہو۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے اپنا کام مکمل کرنے کے بعد کھڑے ہو کر شہباز درانی کو کہا۔
 عباس میڈیسن لینے کے لیے جاچکا تھا گھر میں دوسری گاڑی موجود تھی پہلی
 گاڑی چھینے جانے کا وہ پولیس کو بتا چکا تھا مگر ماہم کا اغوا چھپا گیا کیونکہ اپنے
 مالک کو وہ بہت اچھی طرح جانتا تھا۔

بہت سال پہلے شہباز درانی کے لڑکپن میں ان کی پھپھو کو اغوا اور زیادتی کے
 بعد قتل کر دیا گیا سراسر ذاتی دشمنی کا شاخسانہ تھا جو معصوم بلقیس کو بھگتنا پڑا
 اس وقت شہباز درانی کے والد نے بہن کو دفنا کر گاؤں میں ان کو باہر کے

ملک بھیجنے کا شوشہ چھوڑ کر اپنی عزت بچا لی ان کی شادی اور کچھ عرصے بعد موت کی خبر اس گاؤں نے سنی۔



جگنو یار۔۔۔ ہم نے بہت غلط کیا ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔۔
دونوں ہاتھوں سے سر تھامے جھونپڑی میں بیٹھے فانی نے اضطرابی کیفیت میں کہا تو تینوں اس کو دیکھ کر استہزایہ ہنسی ہنسی۔

فانی۔۔۔ تیرا کیا خیال ہے تو ماں جی کے آپریشن کے لئے درختوں سے پیسے توڑ کر کر لائے گا۔۔۔

جگنو نے طنز کیا تو فانی نے اپنی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔ چاروں بچپن کے دوست تھے ایک دوسرے کی جان اور دکھ کے ساتھی۔

ہم جانتے ہیں فانی۔۔۔۔۔۔ ہم نے غلط کیا ہے اس لڑکی کے ساتھ مگر یار یہ تو سوچ ہماری نیت اس کو نقصان پہنچانے کی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ بس تاوان لیتے ہی عزت کے ساتھ اسے واپس چھوڑ آئیں گے۔۔۔۔۔۔

مراد اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا حوصلہ دینے کے لئے بولا اپنی جگہ چاروں پشیمان تھے اپنی اس حرکت پر مگر فانی کی ماں کا خیال آتا تو انہیں لگتا انہوں نے ٹھیک کیا ہے۔

مجھے کیوں پکڑا ہے۔۔

ہوش میں آتے ہی ارد گرد نظر ڈالتے وہ روتے ہوئے بھیگی آواز میں بولی اس

کا چہرہ خوف سے پیلا پڑ رہا تھا۔ آئے دن ہونے والے واقعات کی وجہ سے اس کا خوف بجا تھا۔

پلیز آپ حوصلہ رکھیں۔۔۔۔ دیکھیں ہم آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔۔

اس کی اونچی آواز پر فانی آہستہ آواز میں نرمی سے بولا۔

آپ مجھے نقصان پہنچا چکے ہیں اب مزید کونسا نقصان ہونا باقی ہے۔۔۔ ماہم کی سسکیاں بڑھ گئی۔

پلیز آپ روئیں نہیں۔۔۔ ہم آپ کو پیسے ملتے ہی واپس چھوڑ آئیں گے۔۔۔۔ فانی نے دھیمی آواز میں کہا۔

کہاں چھوڑ کر آئیں گے۔۔۔۔ وہاں جہاں صف ماتم بچھا ہو گا۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے اونچی آواز میں بولی۔

فانی سمیت تینوں نے شرمندگی سے سر جھکا دیا۔۔ اپنی غلطی پر انہیں افسوس ہو رہا تھا لڑکی کی جگہ لڑکا بھی اٹھا سکتے تھے یہ بات اب ان کے دماغوں میں گردش کر رہی تھی مگر اب تو تیر کمان سے نکل چکا تھا جس کی واپسی ناممکنات میں سے تھی

میرا خیال ہے کہ اب ہمیں تاوان کے لیے فون کر دینا چاہیے۔۔۔۔ ظہیر عرف جگنو نے کہا تو فانی نے بھاری دل کے ساتھ ایک نظر اس لڑکی پر ڈالی جس کا رونا وقفے سے جاری تھا وہ منت ترلے کر کر کے تھک چکی تھی

فانی نمبر دیکھ کر پریشانی سے بولا اور کال اٹینڈ کی۔ باقی تینوں بھی پریشان ہو گئے تھے

ماں۔۔۔۔۔امی۔۔۔۔۔جگنو میری امی۔۔۔۔۔

فانی کے ہاتھ سے فون نیچے گرا اور وہ ظہیر عرف جگنو کے گلے لگتا دھاڑے مار کر رونے لگا۔ اتنی دلخراش آواز پر ماہم نے روتے سے سر اٹھا کر انھیں دیکھا جو اپنے دوست کے ساتھ برابر اس کے دکھ میں رو رہے تھے۔

یہ میں نے کیا کیا۔۔۔۔۔میں نے کیا کر دیا اپنی ماں کے ساتھ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حرام کے پیسوں سے علاج کروانے چلا تھا دیکھ لیا

انجام۔۔۔۔۔میری ماں مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔۔۔

فانی کی گریہ و زاری ماہم ساکت ہو کر سن رہی تھی۔ پلکوں پر ٹھہرا آنسو گال پر پھسل آیا تھا۔

یار ہم نے تو اچھا سوچا تھا ان کے لیے۔۔

کبیر اس کو گلے لگاتا روتے ہوئے بھاری آواز میں بولا۔

تو غلط کہ رہا ہے۔۔۔۔۔ہم نے ان کے لیے اچھا نہیں سوچا تھا۔۔۔۔۔یہ

سب کرتے ہم بھول گئے تھے کہ اماں نے ساری زندگی بچوں کو قرآن پڑھایا

۔۔۔۔۔پانچ وقت نماز کی پابند حلال نوالہ کھانے والی میری ماں۔۔۔میں نے

کیا کر دیا ان کے ساتھ۔۔۔۔۔

اپنے بالوں کو بری طرح نوچتا ارد گرد سے بے نیاز تڑپ رہا تھا۔ وہ تینوں اپنی

پہلے چلیں۔۔۔ پہلے ہم آپ کو گھر چھوڑیں گے۔۔

14

آباد تھا اپنی بات مکمل کر کے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ جان سے پیارے والدین اور بھائیوں کو یوں ایک لمحے میں کھو دینا اس کو لگ رہا تھا کہ اس کا دل پھٹ جائے گا۔ افیت حد سے سوا تھی جو اس کا کلیجہ چیر رہی تھی۔ آپ ایسے کیوں سوچ رہی ہیں۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ ہم آپ کو کہیں اور نہیں لے کر جا سکتے۔۔۔۔۔ آپ کی عزت محفوظ ہے۔۔۔۔۔ ہم جا کر معافی مانگیں گے آپ کے والدین سے۔۔۔۔۔ ہم آپ کی بے گناہی ثابت کریں گے۔۔

فانی اس کے آگے دو زانو بیٹھا سر جھکائے دھیمی آواز میں بول رہا تھا۔ آپ کو یہ بہت آسان لگتا ہے۔۔۔ غلط فہمی ہے آپ کی میں اپنے والد کو بہت اچھی طرح جانتی ہوں یا تو وہ اب تک باقی فیملی کو لے کر باہر کے ملک جا چکے ہوں گے یا پھر میری موت کا اعلان کر چکے ہوں گے۔۔۔۔۔ ماہم کے لہجے میں صدیوں کی تھکن تھی۔ اپنی پھوپھو کا قصہ اسے اچھی طرح ازبر تھا اور آپ نے اپنے پاپا کی زبان سے سن چکی تھی۔ انہیں اپنے والد کا فیصلہ بہت پسند آیا تھا جو انہوں نے خاندان کی عزت بچانے کے لئے کیا تھا۔ آپ لوگ مجھے یہاں ہی چھوڑ جائیں۔۔۔

ماہم قطعی لہجے اور ٹوٹی ہوئی آواز میں بولی تو چاروں نے اسے یوں دیکھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہوں۔

آپ پاگل تو نہیں اس ویرانے میں آپ کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے

---کیسے بچائیں گی اپنے آپ کو
جگنو مضطرب سا بولا۔

آپ سب لوگوں کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں میری زندگی جتنی لکھی
ہے یہاں ہی گزار لوں گی چاہے عزت سے چاہے ذلت سے۔۔۔

اس کے قطعی لہجے پر چاروں نے ایک دوسرے کو دیکھا فانی بار بار اپنی بھیگی
پلیکیں صاف کر رہا تھا جو ماں کی یاد میں بار بار نم ہو رہی تھی۔ اس کے ہاتھ
پاؤں کی رسی کھول کر وہ چاروں چھونپڑی سے باہر نکل آئے۔

فانی کا گلٹ اسے سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔

میں ابھی ان سے نکاح کروں گا محرم رشتے کے بغیر میں ان کو کہیں نہیں لے
جاسکتا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہم کے گھر جانے سے انکار پر چند لمحے سوچ میں ڈوبے رہنے کے بعد بوٹ
کی نوک سے زمین کو کھودتے فانی نے ان سب کو چونکایا۔
یہ تو کیا کہہ رہا ہے۔۔

کبیر نے پریشانی سے کہا تو فانی نے تینوں کو ناراضگی سے دیکھا وہ ان کو یہ
نہیں کہہ سکتا تھا کہ آج یہ دن ان کی وجہ سے دیکھنا نصیب ہوا کیونکہ وہ ان
کی نیت اور خلوص کو اچھی طرح جانتا تھا۔

اندر بیٹھی ماہم باہر کے سناٹے سے گھبرا کر گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے بے آواز
رونے لگی وہ چاروں جھونپڑی سے کافی دور کھڑے تھے اس لئے ماہم کو ان

A decorative border consisting of a row of stylized tulip flowers. Each flower has a green stem with two leaves and a yellow flower head with a red center. The flowers are arranged in a repeating pattern along the bottom edge of the page.

تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔ ہم تینوں منگنی شدہ ہیں ہم میں سے تو ہی بچتا ہے

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مراد اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

کبیر کی بات پر سب نے سر ہلایا اور فانی کو ماہم سے بات کرنے کے لئے جھونپڑی کی طرف بھیجا۔

17

آپ پاگل ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔ یہ کیا کر رہی تھی آپ۔۔۔۔۔ حرام موت کو گلے لگانے لگی تھی۔۔۔

فانی نے رسی اس کے ہاتھ سے کھینچ کر باہر کی طرف اچھالی اس کی آواز پر ڈر کے مارے ماہم پیچھے ہوئی تھی۔

میں جو بھی کرو اس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں۔۔۔

ماہم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

آپ خاموش ہو کر میری بات سنیں۔۔۔۔۔ آپ کا ہم نامحرموں کے ساتھ رہنا ٹھیک نہیں۔۔۔۔۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد میں آپ سے نکاح کروں گا۔۔۔۔۔ اس لیے مجھے آپ کی اجازت درکار ہے۔

فانی بولا تو اس کے لہجے سے شرمندگی ٹپک رہی تھی ماہم ساکت بیٹھی اس کے الفاظ سن رہی تھی۔

میں جانتا ہوں کہ میں آپ کے قابل نہیں۔۔۔ یہ نکاح صرف آپ کی عزت محفوظ رکھنے کے لئے کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ نکاح کے بعد ہم نے ہو سپیٹل جانا ہے امی کی میت گاؤں لے کر جانی ہے تقریباً نو گھنٹے کا سفر بن جاتا ہے۔۔۔

اس نے آہستہ آہستہ کہ اپنی بات مکمل کی۔

آپ مجھے کسی دارالامان میں چھوڑ آئے۔۔۔

اس کی بات پر فانی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

کہنا نہیں منظور تو ہم آپ کو بہن بنا کر ساری زندگی آپ کی حفاظت کے لئے تیار ہیں۔۔

کبیر کی بات پر ماہم نے اڈتے ہوئے آنسوؤں کو بمشکل قابو کیا۔
میں کیا کہوں آپ لوگوں کو ایک جان بچانے کے لیے آپ لوگوں نے اتنا بڑا غلط قدم اٹھا لیا کوئی فائدہ بھی نہیں ہوا صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں میرے پاس۔۔

ماہم کی بھگی آواز پر ان سب کا دل کیا خود کو گولی مار لیں۔
میں نے آپ لوگوں کو معاف کیا صرف یہ سوچ کر کہ میرے نصیب میں یہ ذلت لکھی ہوئی تھی آپ لوگ نہ ہوتے تو کوئی اور ہوتا مجھے یہ ذلت ہر صورت میں برداشت کرنی پڑتی کیوں کے یہ تقدیر کا فیصلہ تھا۔۔۔۔
ماہم کی مثبت سوچ پر وہ چاروں اس کی شکل دیکھنے لگے ماہم کے دیکھنے پر ہڑ بڑا کر چاروں نے نظریں جھکا لیں اور اٹھ کر واپس مڑتے ناک کی سیدھ میں چلنے لگے۔ فانی لب بھینے ماہم سے ایک قدم پیچھے تھا۔
ایمبولینس کا انتظام کیسے کریں گے نو گھنٹے کا سفر ہے کم سے کم بھی پندرہ ہزار مانگیں گے۔۔۔

کبیر کی دھیمی آواز فانی کے ساتھ سب نے سنی وہ سب پیدل گاؤں سے گزرنے والی مین روڈ کی طرف جا رہے تھے جہاں سے رکشہ باآسانی مل جاتا۔
فانی نے ایک نظر سادہ سی ماہم پر ڈالی جو سر جھکائے لاپروا چل رہی تھی۔

آئے گی۔۔۔

وہ دھیمی آواز میں بولی تو چاروں کے چہرے پر خفت چھا گئی۔
جو کچھ اس کے ساتھ کر چکے تھے اس کے بعد ماہم کی یہ آفر ان کے منہ پر
پڑھنے والا وہ طمانچہ تھا جس نے ان کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔
ہمیں نہیں چاہیے ہم انتظام کر لیں گے۔۔۔

سب سے پہلے بولنے والا فانی تھا جس کی آواز شرمندگی میں ڈوبی تھی۔
میں یہ انسانی ہمدردی کے تحت کر رہی ہوں اور اگر پھر بھی آپ لوگوں کو
پر اہم ہے تو ادھار سمجھ لیں۔۔۔

اس بار اس کی آواز میں خفگی اور درشتگی تھی۔ فانی نے ٹھوکر مار کر رستے میں
پڑا پتھر ہٹایا۔ اس کی باتوں سے ہونے والی تکلیف کی کاٹ کو روح جھنجھوڑ رہی
تھی

ٹھیک ہے سسٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہیں اور سے بھی تو ہم نے ادھار ہی لینا
ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بس آپ وعدہ کریں جب ہم آپ کو رقم واپس کریں گے تو
آپ انکار نہیں کرے گی۔۔۔

عفان کو خود پر بہت غصہ آیا تھا۔ اپنی ماں کی بیماری اور پھر موت نے اس کو
اس دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا وہ ماں کے علاج کے لیے فیکٹری سے پہلے رقم
لے چکا تھا اس لئے آج یوں بے بس تھا۔

بھاجی کدھر کو جانا ہے۔۔۔

پیچھے سے آتے چنگ چی کے ڈرائیور نے قریب آکر پوچھا تو مراد نے آگے بڑھ کر اسے بتایا۔

باؤ شہر سول ہسپتال جانے کے پانچ سو لگے لگا۔۔۔

اس نے کہا تو مراد نے سب کی طرف دیکھا۔

اٹھیک ہے۔۔

ان سب کی رضامندی پا کے سب وہ تینوں آگے بیٹھ گئے اور فانی کو ماہم کے ساتھ پیچھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اس کے بیٹھنے کے بعد خود بھی فاصلے پر ہو کر بیٹھ گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے میں وہ لوگ ہاسپٹل کے سامنے تھے۔ ماہم نے پن کوڈ بتا کر کارڈ فانی کے ہاتھ میں دیا جس کو اس نے جھجکتے ہوئے تھاما تھا۔ کبیر کو ماہم کے پاس چھوڑ کر فانی پیسے نکلوانے چلا گیا جب کہ ظہیر اور مراد ایمبولینس کے ڈرائیور سے بات چیت کرنے چلے گئے۔ کبیر ماہم کو لے کر ہاسپٹل کے بیچ کی طرف بڑھا اور اسے بٹھا کر خود کینیٹین کی طرف چلا گیا کل سے سب بھوکے تھے ان سب کی تو خیر تھی مگر ماہم کا خیال کر کے وہ اس کے کچھ کھانے کا انتظام کرنے گیا تھا دس منٹ بعد چائے اور بسکٹ لے کر واپس آیا تو اس کو جھٹکا۔ لگا کپ اور بسکٹ وہی رکھ کر اس نے ارد گرد نظر دوڑائی مگر بے سود۔ وہ سر پر ہاتھ پھیرتا وہیں بیٹھ گیا۔ فانی اور سب کو کیا جواب دے گا اس بات کو سوچ کر اس کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ پانچ منٹ ہی گزرے تھے کہ اسے اپنے قریب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا ماہم کو کھڑا

دیکھ کر تیزی سے اٹھا
 سسٹر آپ کہاں چلی گئی تھی
 اس کی آواز میں بے تابی تھی۔
 ماہم نے سر جھٹکا۔
 یہی تھی۔۔۔

مختصر جواب دے کر بیچ پر بیٹھ گئی۔ اب اسے کیا بتاتی کہ واش روم گئی تھی۔
 آپ کی چائے اور بسکٹ لیں۔ چائے دیکھ لیں اگر ٹھنڈی ہوگئی ہے تو میں گرم
 کروا کے لے آتا ہوں کبیر کی بات پر اس نے قریب پڑے چائے کے کپ کو
 دیکھا۔

میں آپ کے لئے ڈسپوزیبل لایا ہوں۔۔۔
 اسے کپ کو دیکھتے پا کر کہا۔ جانتا تھا اسے کہاں عادت ہوگی گندے سندھے
 برتنوں میں کھانے کی۔ ماہم نے خاموشی سے بسکٹ کھول کر گود میں رکھا اور
 کپ اٹھا کر ہونٹوں کے ساتھ لگایا دودھ پتی تھی جو اسے پسند تھی بھوک کے
 مارے اسے چکر آ رہے تھے مگر خاموش تھی ان چاروں کی حالتیں اس کے
 سامنے تھی۔ فانی واپس آیا تو تب تک ظہیر اور مراد ایمبولینس والے سے بات
 کر کے آچکے تھے۔ اس نے بارہ ہزار مانگے تھے۔ فانی کے ہاتھ میں بیکری کا
 شاپر تھا جس میں ماہم کے لیے جوس کے ڈبے اور سینڈوچز کے ساتھ چھوٹی
 موٹی دوسری چیزیں تھیں۔۔

آپ پلیز یہ جوس اور سینڈوچ کھا لیں۔۔۔
 -فانی نے شاپر اس کے قریب رکھ کر کہا۔ ماہم کو یوں ہی بیٹھا دیکھ کر اس نے
 خود جوس نکال کر سٹرا ڈالا اور ایک سینڈوچ کھول کر دونوں چیزیں اس کی
 جانب بڑھائیں۔ ماہم نے چند لمحے اس کے ہاتھوں کو دیکھا اور لب بھینچے چیزیں
 پکڑ لیں۔ بسکٹ کھا کر اس کا گزارا نہیں ہوا تھا یہ چیزیں اسے غنیمت لگی مگر
 اس کا غصہ آڑے آرہا تھا اس لیے سرد پن دکھا رہی تھی۔ فانی کچھ مطمئن ہوتا
 قدرے فاصلے پر کھڑے تینوں دوستوں کی طرف بڑھا۔
 کینیٹین سے ناشتہ کر لو پھر نکلتے ہیں۔۔۔

فانی نے کہا ہے سب کا برا حال تھا اور ابھی نو گھنٹے کا سفر باقی تھا۔
 ہمیں کہہ رہے ہو تم نے خود ناشتہ نہیں کرنا خود بھی کل سے بھوکے
 ہوں۔۔۔۔

مراد میں تاسف سے کہا۔
 میرا دل نہیں کر رہا تم لوگ جاؤ۔۔۔۔
 اس کی آواز بھاری ہو رہی تھی۔

تیرا کیا خیال ہے کہ ہم تجھے چھوڑ کر خود ناشتہ کرنے چلے جائیں گے
 ۔۔۔۔ ابھی اتنا برا وقت نہیں آیا ہم تینوں پر دیکھ یار زندگی اور موت تو اللہ
 کے ہاتھ میں ہے ہم جانے والے کے ساتھ جا نہیں سکتے ہمیں بس اللہ
 نے صبر کا ہتھیار دیا ہے تو بھی صبر کر اور ماں جی کی تکلیف کا سبب نہ بن وہ

اگر وہ ہمارے پیچھے سے گھر آگئی تو پھر۔۔۔۔۔ شہباز صاحب کیا پھر لوگوں کو

پتہ نہیں چلے گا۔

ان کی رندھی آواز پر نہوں نے اٹھا کر اپنی شریک حیات کو دیکھا۔
منزہ اس کو اغوا ہوئے چوبیس گھنٹے گزر چکے ہیں۔۔۔۔۔ تمہارا کیا خیال ہے
چار جوان لڑکے جو اس کو اغوا کر کے لے کر گئے ہیں اپنا مقصد پورا کر کے
اس کو زندہ چھوڑ دیں گے۔۔۔۔۔ میں نے اس کی زندگی کی امید چھوڑ دی ہے
اور اللہ سے دعا کی ہے کہ اگر اس کے ساتھ کچھ برا ہوا ہے تو اللہ اس کو
موت دے دے۔۔۔۔۔ کیوں کہ اس کی زندگی اس کے لئے عذاب بن
جائے گی۔۔۔

شہباز صاحب کی سفاکیت بھری بات سن کر منزہ بیگم ششدر ان کو دیکھے
گئی۔

ایک باپ ہو کر آپ کس طرح اپنی بیٹی کے لیے اس حد تک جا کر سوچ
سکتے ہیں۔۔۔

ان کی کرب میں ڈوبی آواز پر شہباز صاحب نے نظر اٹھا کر بیوی کو دیکھا ان
کی آنکھوں میں افیت کا ایک جہاں رقم تھا۔ انہیں اپنی بیٹی جان سے بھی زیادہ
عزیز تھی وہ کس دل سے یہ سب اپنی زبان سے ادا کر پائے تھے یہ وہی
جانتے تھے۔ ایک حقیقت پسند انسان ہونے کی وجہ سے انہوں نے خود کو جلدی
سنجھال لیا تھا مگر منزہ بیگم ماں تھی ان کے لیے اس حقیقت کو قبول کرنا
آسان نہیں تھا۔

میں اگر ماہم کا باپ ہو تو دو بیٹوں کا بھی باپ ہوں میں نہیں چاہتا کہ زندگی میں کبھی بھی ان کو بہن کے حوالے سے کوئی بھی بات سننے کو ملے۔۔۔۔۔۔ بہت افیت ناک ہوتا ہے یہ سب سننا۔۔۔۔۔۔ مجھے وہ دن کبھی نہیں بھولتا جب پھپھو اغوا ہوئی تھی۔ دادا جی اور ابا جی پاگلوں کی طرح سارا دن بیٹھ کر روتے۔۔۔۔۔۔ اتنے دکھ اور تکلیف کے باوجود انہوں نے وہ تلخ فیصلہ کیا جن کی وجہ سے بعد میں پورا خاندان سر اٹھا کر چلتا تھا۔۔۔ میں کبھی کبھی سوچتا تھا کہ دادا جی اور ابا جی بہت سخت دل تھے لیکن جب آج خود پر گزری تو مجھے پتا چلا کہ ایک مرد کو سخت دل بنا پڑتا ہے ورنہ نسلیں برباد ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔۔ ہمارا معاشرہ اغوا شدہ لڑکی کے گھر والوں کو افیت دینے سے نہیں چونکتا۔۔۔۔۔۔ پھر چاہے وہ رشتہ دار ہو یا پھر ارد گرد کے لوگ سب ہی ان پر کیچڑ اچھالنے سے گریز نہیں کرتے یہ کوئی نہیں سوچتا کہ جن کی بیٹی اغوا ہوئی ہے ان پر کیا بیت رہی ہوگی۔۔۔ گھوم پھر کر بیٹی کے کردار پر ہی بات آتی ہے اور لوگوں کا رد عمل یقیناً یہ ہی ہوتا ہے کہ یقیناً ان کی بیٹی کا کردار ہی خراب ہوگا۔۔۔ میں مر کر بھی اپنی بیٹی کے لئے ایسے الفاظ نہیں سن سکتا۔۔۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ گھر پہنچے گی یا نہیں لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ وہ کسی بھی ذلت کے بدلے میں موت کو ترجیح دے گی۔

شہباز صاحب کی آواز میں ڈوبی تھی میں وہ جو کچھ کہہ رہے تھے سو فیصد درست تھا۔



آپ فکر نہیں کریں۔۔۔۔۔عباس یہاں ہے۔۔۔۔۔اگر وہ گھر آئی تو عباس ہمیں
خبر کر دے گا۔۔۔۔۔اس کا پاسپورٹ بھی میں ویزے کے لیے عباس کو
دیے چکا ہوں۔۔۔۔۔منزہ ہم یہاں رہے تو آنے جانے والے ماہم کا
پوچھیں گے۔۔۔۔۔ہم کب تک چھپا پائیں گے یہ بات۔۔۔۔۔ہمارے لیے
بہتر یہی ہے کہ ہم یہاں سے چلے جائیں۔۔۔۔۔

ان کی بات پر منزہ بیگم نے بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ چہرہ
سارا آنسوؤں سے تر تھا صدیوں کی بیمار لگ رہی تھیں ایک ہی دن میں۔
آپ پریشان نہیں ہوں۔۔۔۔۔عباس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ خفیہ طور پر
ماہم کو ڈھونڈے گا اور مجھے اس پر پورا بھروسہ ہے۔۔۔۔۔
منزہ کو ہنوز خاموش دیکھ کر انہوں نے بیوی کو تسلی دینے کے لئے دوبارہ
دہرایا تاکہ وہ اپنے آپ کو سنبھال لیں۔



ایمبولینس میں آگے جگنو اور کبیر بیٹھے تھے جب کہ پیچھے ماہم عفان اور ان
کے ساتھ مراد بیٹھا تھا۔ یہ ایمبولینس بڑی تھی انہوں نے اس بات کا دھیان
رکھا تھا کہ سفر میں بیٹھنے میں آسانی رہے۔

مراد تو تھوڑی دیر بعد ہی سو گیا جبکہ عفان کا سارا دھیان ماں کی طرف تھا جو
دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو چکی تھیں۔ ماہم کا سر سوتے ہوئے جھٹکے لگنے کے
باعث عفان کے کندھے پر لڑھک آیا تھا۔ عفان نے آنسو پونچھتے ایک نظر اس

کے سر کو دیکھا اور خود بھی آنکھیں موند لیں۔ اچانک بریک پر جھٹکا لگنے سے سب کی آنکھ کھلی تھی سب کی نظریں اپنی گھڑیوں پر گئی پانچ گھنٹے گزر چکے تھے انہیں سفر کرتے ہوئے۔ سوتے میں انہیں پتہ بھی نہیں چلا چونکہ سفر موٹروے سے تھا اس لیے وہ پرسکون سوتے رہے۔ ابھی شاید ایسبولینس پٹرول پمپ پر رکی تھی ماہم کی آنکھ کھلی تو عفان کے اتنے قریب ہونے پر سیدھی ہوتی خفت سے سر جھکا گئی۔

ایک طرف گردن رہنے سے درد کرنے لگی تھی جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کا سر عفان کے کندھے پر تھا جس پر اس نے فوراً سیدھے ہو کر اپنا رخ موڑا تھا۔

ایسبولینس کا دروازہ جگنو نے باہر سے کھولا تو سب نیچے اتر گئے تاکہ تھوڑی ٹانگیں سیدھی کر لیں۔

آپ بھی آجائے پلیز۔۔۔۔۔ کچھ دیر چہل قدمی کر لیں۔۔۔۔۔

عفان کا چہرہ دوسری طرف تھا جب اس نے ماہم کو کہا۔
ماہم خود بھی اترنا چاہ رہی تھی اس کے کہنے پر فوراً چونک کر جھکتی کنارے تک تو عفان نے اپنا سیدھا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا جسے نظر انداز کرتی وہ دروازے پر ہاتھ رکھ کر ایسبولینس کے فرش پر بیٹھی اور پھر ٹانگیں لٹکا کر ہلکی سی جمپ لگاتی نیچے اتر گئی۔

آدھے گھنٹے تک سب نے اپنی ٹانگیں سیدھی کیں اس دوران ڈرائیور چائے پی

کر آ چکا تھا۔ عفان نے ماہم کے لئے لی ہوئی چیزیں اس کے حوالے کی اور ایک سائیڈ پر بنے بیچ پر بٹھا کر خود دوستوں کے پاس آگیا۔

ماہم نے دیکھا ان چاروں میں سے کسی نے سوائے پانی کے کچھ نہیں کھایا پیا تھا۔ ماہم نے سینڈویچ اور جوس ختم کیا اور اٹھ کر ایسبولنس میں جا کر بیٹھ گئی ان کی نظر اس پر پڑی چکی تھی اس لیے اس نے باقی تینوں کو بھی بتایا اور سب ایسبولنس کی طرف بڑھ گئے۔

ماہم نے اندر آتے عفان کے چہرے پر ایک نظر ڈالی جو مضطرب لگ رہا تھا۔ ابھی بھی اس کے آنکھوں میں نمی موجود تھی۔

اگلے چار گھنٹوں کا سفر یوں ہی خاموشی کی نذر ہو گیا۔ ایسبولنس گاؤں کی حدود میں داخل ہوئی تو سائرن کی آواز گونجنے لگی۔ ان کے گاؤں کی گلیاں خاصی کشادہ تھیں اور پچھلے سال ہی پکی کی گئی تھی اس لئے ایسبولنس آرام سے اندرون گاؤں اندر ان کے دروازے پر آ کر رک گئی۔ جگنو نے دروازہ کھولا تو ایسبولنس کے باہر ایک دنیا اکٹھی تھی وہ سب باہر نکلے اور ماہم کے اترنے کے بعد عفان دوبارہ اوپر چڑھا میت کے سٹریچر کو باہر نکالنے کے لئے ہلکا سا زور لگایا۔ آگے کھڑے کبیر مراد اور جگنو نے احتیاط سے اسٹریچر کو باہر کھینچا۔ ان کی مدد کے لیے اور بھی لڑکے آگئے تھے۔

جیسے ہی میت اتری عورتوں کے بین شروع ہو گئے ماہم گھبرا کر سائیڈ پر ہو گئی ان کے بین سن کر خود بخود اس کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں اتنی اونچی

آوازوں پر اس کے رونے میں خود بخود تیزی آگئی۔

عفان کے گھر کا ٹوٹا پھوٹا دروازہ کھلا تھا پانچ مرلے کا یہ گھر گارے کی چنائی سے بنا تھا صحن میں چارپائی تیار رکھی تھی میت اس پر شفٹ کر کے سٹریچر واپس لے گئے ڈرائیور کو وہ کرایہ ادا کر چکے تھے۔

عورتیں میت کے آس پاس اکٹھی ہو کر اونچی آواز میں بین ڈال رہی تھی جگنو نے ارد گرد نگاہ دوڑائی ایک کونے پر ماہم روتی کھڑی نظر آئی۔ جگنو نے میت کے قریب کھڑی بہن کو اشارہ کیا جو بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔ ان تینوں دوستوں کی فیملیاں یہاں موجود تھی جگنو نے اشارے سے فاطمہ کو بلایا اور ماہم کے متعلق بتا کر اسے ماہم کے پاس بھیجا۔

ماہم۔۔۔ آپ آپ میرے ساتھ آئیں۔۔۔

اس کے قریب جا کر فاطمہ بولی تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ اتنی دیر سے کھڑے رہنے کی وجہ سے اس کی ٹانگوں میں شدید درد ہو رہا تھا بے آرامی کی وجہ سے اس کا چہرہ بخار کی حدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

جو شاید بخار کا اثر تھا۔

ماہم کی سوالیہ نظریں دیکھ کر فاطمہ نے اپنا تعارف کروایا تیکھے نین نقش اور سنہری رنگت کی حامل فاطمہ ماہم کو اچھی لگی اس کے بات کرنے کا انداز دھیما تھا۔

ماہم نے آنے سے قبل مڑ کر ایک نظر عفان کو دیکھا جو ماں کی چارپائی سے

سر ٹکائے بیٹھا تھا۔

آپ یہاں بیٹھے۔۔۔۔۔۔۔۔ میں آپ کے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔۔۔۔۔

ماہم کو بٹھا کر خود واپس مڑی پھر کچھ سوچ کر دوبارہ اس کے قریب آئی۔

آپ پہلے فریش ہو گی یا پھر کھانا لے آؤں۔۔۔۔۔

فاطمہ نے قدرے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

میں پہلے فریش ہونا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

ماہم نے آہستہ آواز میں جواب دیا۔

ٹھیک ہے آپ پہلے فریش ہو جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ میں آپ کو کپڑے دیتی

ہوں۔۔۔۔۔

فاطمہ کو دھیان آیا تو ماہم نے شرمندگی سے سر جھکایا زندگی میں پہلی بار خفت

اٹھانی پڑ رہی تھی۔

آپ یہ لیں سب چیزیں نئی ہیں۔۔۔۔۔

فاطمہ نے ایک سوٹ تو لیا اور شیمپو اس کی طرف بڑھایا ماہم نے تشکر سے اس

کو دیکھا۔

آپ کا ایک مسئلہ تو رہ گیا آپ دو منٹ انتظار کریں میں ابھی آتی ہوں

۔۔۔۔۔

فاطمہ نے تیزی سے کہا اور اس کا جواب سنے بغیر باہر نکل گئی۔

فاطمہ ماہم کو کہہ کر خود تیز چلتی ہوئی باہر نکلی اور ہمسائے کا دروازہ کھٹکھٹا کر

آپی آپ جب تک کھانا کھاتی ہیں میں آپ کے لیے چائے بنا لو۔۔۔۔۔
 فاطمہ نے باہر سے ہی اونچی آواز میں اسے کہا تو ماہم نے سسکتے ہوئے اپنا چہرہ
 صاف کیا۔ تھکن کی وجہ سے اسے چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔ فاطمہ تولیہ
 لیے باہر چلی گئی کچھ دیر بعد آئی تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں چائے
 کے دو کپ موجود تھے۔

آپی چائے کے ساتھ میں آپ کے لیے پین کلر بھی لائی ہو آپ ٹیبلٹ کھا
 کر سو جائیں۔۔۔ اس سے آپ کی تھکن بھی دور ہو جائے گی اور آپ اپنی
 طبیعت بھی بہتر محسوس کریں گی۔۔۔

فاطمہ نے نرمی سے کہا ماہم نے تشکر سے اس کو دیکھا جو بن کہے سب کچھ
 کر رہی تھی۔

کھانے اور چائے کے بعد فاطمہ برتن رکھ کر واپس آئی تو اسے یوں ہی بیٹھا
 دیکھ کر ٹوکا۔

آپی آپ کو یہاں پر ڈرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ آپ اطمینان سے سو جائیں
 میں یہاں ہی ہوں بس خالہ کے جنازے پر تھوڑی دیر کے لئے جاؤ گی پھر
 واپس آ جاؤ گی اس وقت تک آپ کے پاس میں گڈی کو بٹھا کر جاؤں گی۔۔۔
 فاطمہ نے اسے اطمینان دلانے کی کوشش کی جس پر گہری سانس لیتی وہ اٹھ کر
 سنگل بیڈ کی طرف آگئی جو اس کمرے کے کونے پر موجود تھا۔ بیڈ پر لیٹتے ہی
 ایک بار پھر اپنوں کی یاد اس پر پوری شدت سے حاوی ہوئی یوں ہی سسکتے

کبیر جنازہ سے واپس جا کر کھانے کے انتظامات دیکھ رہا تھا وہ دونوں بھی وہی تھے جب انہیں عفان کی غیر موجودگی کا دھیان آیا۔
کبیر کو بتا کر وہ قبرستان آگئے وہ جانتے تھے اگر اس کو لینے نہیں گئے تو وہ رات بھی ماں کی قبر پر ہی گزار دے گا۔
وہ لوگ گھر واپس آئے تو صحن میں صرف ان کی فیملیز موجود تھیں۔ باقی گاؤں والے واپس گھروں کو جا چکے تھے۔

گاؤں کی ایک یہ ہی بات تو اچھی ہے لوگ دکھ اور سکھ میں کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑتے۔ اس کو اندر آتا دیکھ کر سب سے پہلے جگنو کی والدہ نے اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر ماتھے پر بوسہ دیا پھر مراد اور کبیر کی والدہ آگے بڑھیں وہ ضبط کرتا ان کے تعزیتی الفاظ سن رہا تھا۔
چل پتر پہلے چل کر نہا دھولے۔ جگنو اس کے واسطے کھانا گرم کروا کے لے

ظہیر عرف جگنو کی والدہ نے حکم صادر کیا۔
کبیر نے زبردستی اسے غسل خانے میں گھسایا جب تک وہ نہا کر نکلا فرشی دسترخوان پر کھانا لگ چکا تھا وہ چاروں ہی بیٹھ گئے۔
کل سے بھاگ دوڑ میں سوائے ایک ناشتے کے کسی نے پانی کے علاوہ کچھ بھی حلق سے نہیں اتارا تھا۔
عفان ان سب کی خاطر بے دلی سے نوالے توڑ کر کھانے لگا کچھ دیر میں باقی

سب بھی اپنے گھروں کو چلے گئے مگر وہ تینوں عفان کے اکیلے پن کی وجہ سے اس کے پاس موجود تھے۔

پہلے گرم گرم چائے پی لو پھر سب لیٹنا۔۔۔۔۔
چائے کا تھرماں پکڑے مراد کی بڑی بہن آپا ثمنینہ صحن میں آتے ان سے مخاطب ہوئیں۔

آپا آپ نے کیوں زحمت کی ہم بنا لیتے۔۔۔۔۔
عفان میں شرمندگی سے کہا۔

جھلے بڑی بہن کو زحمت کیسی۔۔۔۔۔ بھائیوں کے لیے کچھ کرنا بہنوں کو اچھا لگتا ہے اور تم سب تو میرے پکے والے ویر ہو۔۔۔۔۔ اب چپ کر کے چائے پیو میں گھر واپس جا رہی ہوں۔۔۔
ان کے سامنے کپ اور تھرماں رکھ کر وہ واپس چلی گئیں۔

عفان کے والد کا انتقال ان کے جوان ہونے پر ہوا تھا پانچ مرلے کا مکان تھا جس میں دو کمرے ایک بیٹھک اور چھوٹا سا برآمدہ تھا اس کے آگے کھلا صحن تھا۔

عفان سے بڑا ریان تھا جو باہر جانے کے جنون میں مبتلا ایک دن گھر گروی رکھ کر بنا بتائے دوسرے ملک چلا گیا۔

وہ دن اور آج کا دن تین سال گزر گئے اس کی کوئی خبر نہیں آئی رحمت بی بی عفان کی والدہ بچوں کو قرآن پڑھاتی اور ان سے ریان کے لیے روز دعا

کرواتا مگر وہ ایسا بد نصیب کے ماں کا چہرہ دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔
گروی رکھے مکان کی مدت ختم ہونے کو تھی چند ہزار کی نوکری سے بس ماں
کی دوائیاں اور گھر کا راشن پانی چلتا۔ چاروں دوستوں نے ایم بی اے کیا تھا
ہاسٹل کا خرچ اور فیس سے وہ سب ٹیوشنز اور ہوٹلوں میں کام کر کے ادا کرتے
ایم بی اے کے بعد نوکری کے لئے دھکے کھاتے ایک فیکٹری میں پیکنگ کی
نوکری مل گئی جسے غنیمت جانتے ہوئے چاروں نے قبول کر لیا۔



ظہیر کا ایک بڑا بھائی باقر چھوٹا قمر اور بہن فاطمہ تھی۔ باقر کھیتی باڑی کا کام
کرتا تھا اس کی شادی خالہ زاد حمیرا سے ہوئی تھی جو اس کی طرح کم پڑھی
لکھی تھی جب کہ قمر گورنمنٹ کالج سے ایم اے انگلش کر رہا تھا اس کے
ساتھ فاطمہ بھی گورنمنٹ کالج برائے خواتین سے بی اے کر رہی تھی ظہیر کے
والد اور والدہ دونوں ہی کھیتی باڑی کرتے تھے تین عدد بھینسوں کا دودھ بیچ کر
اچھا گزارا ہو جاتا۔

مراد کی تین بہنیں تھیں سب سے بڑی ثمنینہ اس کے بعد مراد اور پھر عرفہ
اور صائمہ تھی اس کے والد کا جنرل سٹور تھا جو خوب چلتا تھا ثمنینہ آپا کو
شادی کے دو سال بعد بانجھ پن کی وجہ سے طلاق ہو گئی تھی جب کہ عارفہ
اور صائمہ فاطمہ کے ساتھ پڑھتی تھیں۔ عارفہ ایم اے جبکہ صائمہ فاطمہ کے
ساتھ بی اے کر رہی تھی۔

کبیر کی فیملی میں اس کے جڑواں بہن بھائی برہان اور شمسہ جبکہ چھوٹی بہن کو کب تھی۔

برہان قمر کے ساتھ ایم اے اکنامکس کر رہا تھا جبکہ شمسہ ارفع کے ساتھ ایم اے اردو کر رہی تھی اور کوکب اے کے پیپر دے کر فارغ تھی اتفاق کی بات تھی کہ چاروں دوستوں کی مائیں بھی بچپن کی سہیلیاں تھیں اور آگے سے ان کے سب بچے آپس میں گہرے دوست تھے ان میں سب سے پہلے بچھڑنے والی رحمت بی بی تھی عفان کی والدہ۔



فجر کے وقت عفان کی آنکھ کھلی تو کتنی ہی دیر خالی الذہن آسمان کو دیکھتا رہا قریب ہی جگنو اور کبیر سو رہے تھے جب کہ مراد رات کو گھر چلا گیا تھا آج اس کو آواز دینے والی ماں منوں مٹی تلے جا سوئی تھی۔

ماں کے اکیلے پن کی وجہ سے وہ انہیں زبردستی شہر لے آیا تھا مگر شہر انہیں راس نہیں آیا چند ہی ماہ میں ہائی شوگر ہائی بی پی کی مرضی بن کر راہ عدم سدھار گئیں۔

رحمت بی بی نے بہت ضد کی تھی عفان کے ساتھ نہ جانے کی مگر عفان کی رات کی تنہائی کا خیال کر کے انہیں ساتھ لے کر گیا تھا اس کا خود بھی اپنی ماں کے بغیر دل نہیں لگتا تھا۔

وہ چاروں ایک ہی کرائے کے گھر میں رہ رہے تھے دو کمروں ایک سٹور پر

مشتعل یہ گھر چھوٹا تھا کمروں کے آگے چھوٹا سا برآمدہ اور گیٹ تک آٹھ قدم کا صحن تھا جس میں ماں جی نے بعد میں گملے رکھ کر اس کی خوبصورتی میں اضافہ کروا دیا تھا۔



لندن

منزہ بیگم کافی دیر سے ہاتھ میں پکڑی ماہم کی تصویر دیکھنے میں محو تھیں ان کو ارد گرد سے بیگانہ دیکھ کر شہباز درانی نے افیت سے سر جھٹکا۔ انہیں دن رات بیٹی کے لیے تڑپتا دیکھ کر وہ خود بھی افیت سے گزرتے مگر کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے عباس سے کئی مرتبہ رابطہ کیا مگر بے سود۔ عباس نے سارے ہو اسپٹل کھنگال دیے۔ کئی بار افیت سے مجبور ہو کر انہوں نے اپنی بیٹی کی موت کی دعا مانگی تھی کیوں کے اغوا شدہ لڑکیوں کے ساتھ کیا کچھ ہوتا تھا وہ سوچتے تو ان کی روح کانپ جاتی اپنی گزشتہ زندگی پر نظر ثانی کرتے تو اپنا کوئی ایسا گناہ نظر نہ آتا جس کی پاداش میں ان کی بیٹی کو سزا جھیلنی پڑی شروع سے صنف نازک کا احترام ماں نے گھٹی میں گھول کر پلایا تھا ماں کی پسند سے شادی کی اور کچھ ہی عرصے میں منزہ کی محبت میں گرفتار ہو گئے یوں کے ان کو دیکھے بنا سانس نہیں آتی تھی۔



اکیس سالہ شادی شدہ زندگی میں انہوں نے کبھی منزہ سے سخت لہجے اور اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی انہیں یوں بیٹی کے غم میں گھلتا دیکھ کر ان کا دل

خون کے آنسو روتا مگر وہ بے بس تھے۔

لوگوں کی افیت بھری باتیں سننے کا حوصلہ نہیں تھا ان میں۔ اسی لیے وہاں سے بھاگ آئے تھے۔ سبحان اور شعبان کو انہوں نے یہی کالج میں داخل کروا دیا تھا وہ دونوں دن میں کئی بار بہن کو یاد کر کے رو دیتے مگر اپنے آنسو اپنے ماں باپ سے چھپا کر رکھتے۔

شہباز درانی پاکستان میں اپنے بزنس کی دیکھ بھال کے لئے اپنے منیجر ارشد کو تمام اختیارات سونپ کر کے آئے تھے جو شروع سے ان کے بزنس میں ہم قدم رہے تھے۔ شہباز درانی ریڈی میڈ کپڑوں کا بزنس کرتے تھے۔ باہر کے ملکوں سے ریڈی میڈ کپڑے منگوا کر پاکستان میں سپلائی کرتے۔ اس کے علاوہ ان کی ایک فیکٹری اور تھی جس میں کاٹن کی مردانہ و بچگانہ شرٹس تیار کی جاتی تھیں۔



ماہم کی آنکھ آدھی رات کے بعد کھلی اس نے اٹھ کر ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ قریب ہی موجود دوسرے بیڈ پر فاطمہ سو رہی تھی۔ کمرے میں نائٹ بلب کی ملچھی سی روشنی تھی۔ ماہم نے قریب موجود چھوٹے ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھا کر اپنے لئے پانی ڈالا گھڑی کی طرف نگاہ ڈالی مگر کم روشنی کی وجہ سے وقت کا اندازہ نہیں ہو سکا۔ پانی پی کر گلاس واپس رکھ کر اٹھی اور سوئچ بورڈ تلاش کیا۔ تین بٹن دبانے کے بعد چوتھے بٹن سے آخر کمرے کی لائٹ آن

ہو گئی۔ گھڑی رات کے تین بج رہی تھی۔ فاطمہ کی نیند کے خیال سے لائٹ آف کر کے واپس بیڈ کی طرف آ گئی۔ تکیہ اونچا کر کے بیڈ کی پشت کے ساتھ رکھا اور ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

آنکھیں بند کرنے پر اس کے ذہن کے پردے پر اپنے پیاروں کی شبیہ لہرائی۔۔۔ اس کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ ابھری اور دوسرے ہی لمحے جیسے کسی نے اس کے ہونٹوں سے وہ مسکراہٹ نوچ ڈالی۔ اس کے چہرے پر کرب کے سائے لہرائے اپنے اوپر گزرنے والی قیامت جیسے سامنے آ گھڑی ہوئی۔ بے اختیار ہی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

وہ گھٹنوں پر سر رکھے کے دبی آواز میں رونے لگی اس کا سارا وجود جھٹکے کھا رہا تھا۔ فاطمہ کو سوتے میں محسوس ہوا جیسے کوئی رو رہا ہے اس نے سوتے میں بے چینی سے کروٹ بدلی تو سسکی کی آواز پر آنکھ کھول کر کمرے کا جائزہ لیا جیسے ہی نگاہ روتی ہوئی ماہم پر پڑی تیزی سے اٹھی اور اس کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔

ماہم آپ۔۔۔ کیا ہوا آپ ایسے کیوں رو رہی ہیں۔۔۔ اس کو متوجہ کرنے کے لیے بازو پر ہاتھ رکھ کر فاطمہ نے پریشانی سے پوچھا۔ میرا سر شدید درد کر رہا ہے۔۔۔

ماہم نے جھوٹ کا سہارا لیا اور دونوں ہاتھوں سے کنپٹیوں کو دبایا۔
ماہم۔۔۔ رونے کے بجائے اگر آپ مجھے جگا دیتی تو میں آپ کو دوائی دے

دیتی۔ پتہ نہیں کس وقت سے آپ رو رہی ہیں۔۔۔۔
فاطمہ کے چہرے پر اس کے لئے فکر تھی۔

تم سو جاو فاطمہ۔۔۔۔ مجھے آرام آ جائے گا پریشان نہیں ہوں۔۔۔۔
ماہم نے آنسو صاف کرتے آواز پر قابو پا کر کہا ورنہ تو اس کا دل کر رہا تھا
فاطمہ کے گلے لگ کر اپنی ساری تکلیف آنسوؤں میں بہا دے مگر وہ ایسا نہیں
کرنا چاہتی تھی اپنے لئے ہمدردی اسے کسی صورت بھی منظور نہیں تھی۔
آپ لیٹیں۔۔۔۔ میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ساتھ
میں بریڈ لے آتی ہوں خالی پیٹ دوائی کھانا ٹھیک نہیں۔۔۔۔
ماہم کے روکنے کے باوجود فاطمہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑاتی دروازہ کھول کر باہر
نکل گئی۔ ماہم کوشش کے باوجود آنسوؤں پر بندھ نہیں بندھ سکی اور گھٹنوں پر
دوبارہ اپنا سر رکھ کر گٹھی آواز میں رونے لگی۔

دو تین منٹ رونے کے بعد جیسے اس کا دل ہلکا ہو گیا اس نے سر اٹھا کر
دوپٹے سے اپنا سارا چہرہ اچھی طرح صاف کیا۔ فاطمہ چائے لے کر واپس آئی
تب تک ماہم اپنے آپ کو سنبھال چکی تھی۔

یہ آپ کی چائے اور بریڈ۔۔۔ اب جلدی سے کھائیں تاکہ آپ کو میڈیسن
دوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فاطمہ کے اتنی محبت پر ماہم کا دل بھر آیا۔
جب تک ماہم نے چائے اور بریڈ ختم نہیں کی فاطمہ اس کے پاس بیٹھی رہی

اپنے ہاتھوں سے اس کو میڈیسن کھلا کر سونے کے لئے لٹایا اور ماہم کی آنکھیں بند کرنے پر خود بھی اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئی۔

ماہم کافی دیر آنکھیں بند کیے لیٹی رہی جب فاطمہ کے سونے کا یقین ہو گیا تو آنکھیں کھول کر سیدھی لیٹ گئی۔ ماما پاپا کو یاد کرتے اس بار اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے مگر آواز کے بغیر۔ وہ ڈھیر سارا رونا چاہتی تھی اور وہ تب ہی ممکن تھا جب وہ بے آواز روتی۔



عفان فجر کی نماز پڑھ کر قرآن پاک ہاتھ میں لیے قبرستان چلا گیا ایک گھنٹہ ماں کی قبر پر قرآن کی تلاوت کرنے کے بعد تھکے تھکے قدموں سے گھر کی طرف چل پڑا۔

اپنے غم میں ڈوبے اسے ایک بار بھی ماہم کا خیال نہیں آیا تھا۔ گھر پہنچا تو جگنو اور کبیر ابھی تک سو رہے تھے قرآن پاک واپس الماری میں رکھ کر وہ چارپائی پر آکر لیٹ گیا ماں جیسی پیاری ہستی سے بچھڑ جانے کا غم اسے اندر سے کاٹ رہا تھا۔

آنکھیں بند کرنے پر جیسے یادوں کا عکس اس کے سامنے لہرایا۔

امی جان۔۔۔۔۔ مجھے پتا ہے آپ ریان بھائی سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔۔۔۔۔

رحمت بی بی کی گود میں سر رکھے عفان نے روٹھے ہوئے بچے کی طرح منہ بسور کر کہا۔

رحمت بی بی اپنے ازلی دھیمے پن سے عفان کو سمجھا رہی تھیں۔

48

پتر-----جب انسان تنگدستی کا شکار ہو تو دوسروں کا منہ دیکھنے اور کچھ الٹا سیدھا کرنے کے بجائے سیدھا اللہ کے حضور جھک جانا چاہیے۔۔۔۔۔بندوں سے مانگ کر شرمندہ ہونے کے بجائے اللہ کے آگے عرضی پیش کرنی چاہیے پھر پتر مصیبت چھوٹی ہو یا بڑی جب اللہ کے پاس عرضی پیش کر دیں تو خود کچھ سوچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بس صبر اور برداشت سے اچھے وقت کا انتظار کرنا چاہیے تکلیف اور آزمائش پر صبر کرنے والا ہی ایک اچھا مسلمان کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

ان کا انداز ہنوز دھیما اور نصیحت آمیز تھا۔
ماں کا کہا گیا ایک ایک لفظ اس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے اسے یاد آ رہا تھا کہ اس نے ماں کا دیا ہوا سبق بھلا دیا تھا۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ ماں کی پریشانی میں اس نے ایک بار بھی اللہ کے حضور عرضی نہیں پیش کی تھی اس نے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا تھا۔

وہ ایک اچھا مسلمان نہیں رہا تھا یہ بات اس کو کچوکے لگا رہی تھی مصیبت اور پریشانی میں اس نے اللہ کا ہاتھ تھامنے کے بجائے لوگوں سے مدد مانگنے کو ترجیح دی تھی اس ایک غلطی نے اسے اب ساری زندگی تڑپانا تھا۔
اٹھ جاؤ پوستیوں ٹائم دیکھا ہے صبح کے آٹھ بج رہے ہیں آپا ناشتہ لا رہی ہیں۔۔۔۔۔جگنو اٹھتا ہے یا ڈالو کے ایک بالٹی بھر کے پانی کی۔۔۔۔۔

ان کو ہلتے نہ دیکھ کر مراد نے جگنو کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔
ذلیل انسان۔۔۔ اگر تیری آنکھ جلدی کھل گئی ہے تو ہماری نیند کیوں حرام کر
رہا ہے۔۔۔۔۔

کبیر کھیس پرے ہٹاتا اٹھ کر بولا۔

آلو کی دم۔۔۔۔۔ آپا کا آرڈر ہے ماں جی کا آج دوسرا دن ہے ابھی گاؤں سے
لوگ تعزیت کے لیے آنا شروع ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ یہاں سے چار پائیاں اٹھاؤ
ناشتہ کر کے قتاتیں لگوانی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مراد نے جلدی جگانے کی وجہ بیان کی۔

یار تھکاوٹ کی وجہ سے دماغ سے ہی نکل گیا۔ ہم ہاتھ منہ دھوتے ہیں تو دوڑ
کے ناشتہ لے آ۔

جگنو جمائی لیتا اتر کر غسل خانے کی جانب گیا جبکہ مراد عفان کو دیکھنے کے
لئے اندر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اٹھ جا جگر۔۔۔۔۔ میں ناشتہ لینے جا رہا ہوں۔ قمر کو میں نے مسجد سے
سپارے اور گھٹلیاں لینے بھیجا ہے وہ آئے تو اس سے سپارے لے کر رکھ
لینا۔ اور گھٹلیاں برآمدے میں ہی رہنے دینا۔ دریاں بجھا کر گھٹلیاں دری پر رکھ
دیں گے۔۔۔۔۔

مراد نے اپنی بات کر کے عفان کو دیکھا جو ہنوز ایک ہی زاویہ میں سر جھکائے
بیٹھا تھا۔

مراد اس کے قریب بیٹھا تھا کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

عفان نے اپنے آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتے مراد سے پوچھا۔

مراد اسے بتا کر باہر نکل گیا۔ جاتے ہوئے کبیر کو چار پائیاں اٹھا کر اندر رکھنے اور ناشتے کے لیے ٹیبل رکھنے کا بول گیا۔

صبح سے شام ہو گئی آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہا عفاں سارا دن

نہا دھو کر ناشتہ کرنے تک آٹھ کا ٹائم ہو گیا گاؤں میں ختم کا وقت گیارہ بجے مقرر تھا اس لیے ناشتہ سے فارغ ہو کر کبیر اور مراد کو جگنو نے دیگوں

کی طرف بھیجا اور خود عفان کو گھر ہی چھوڑ کر ختم کے لیے فروٹ لینے چلا گیا۔



پتر بخار اُترا۔۔۔۔۔ اب کیسی طبیعت ہے۔۔۔۔۔ ناشتے میں کیا لے گی۔۔۔۔۔
 فاطمہ کی امی نے ماہم کو باہر آتے دیکھا تو ایک ساتھ سب کچھ پوچھ ڈالا۔
 جی میں اب ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ آپ جو بنائی گی میں کھا لوں گی۔۔۔۔۔
 ماہم نے ادب سے جواب دیا تو وہ سر ہلاتی کچن کی طرف چلی گئیں۔
 ماہم ان تین دنوں میں ان کی اچھائی کی قائل ہو گئی تھی ایک اجنبی ہوتے
 ہوئے سب نے اس کو اتنی محبت اور عزت دی تھی۔ باقر اور قمر نے بالکل
 فاطمہ کی طرح اسے ٹریٹ کیا تھا۔ کسی نے اس سے کوئی فضول سوال نہیں کیا۔
 ماہم۔۔۔۔۔ آج خالہ رحمت کا قل کا ختم ہے آپ چلیں گی۔۔۔۔۔
 فاطمہ نے اسے باہر کھڑا دیکھ کر قریب آ کر پوچھا۔

ہاں کتنے بچے جانا ہے۔۔۔

اثبات میں سر ہلا کر ماہم نے پوچھا۔

نو بچے جائیں گے۔۔۔۔۔ وہاں جا کر انتظامات بھی دیکھنے ہیں اس لیے جلدی
 جائیں گے۔۔۔۔۔

فاطمہ نے اسے آگاہ کیا۔

ماہم نے ایک نظر اپنے ملجے کے کپڑوں پر ڈالی اس نے کبھی ایک سوٹ ایک

دن سے زیادہ نہیں پہنا تھا مگر اب وہ تین دن سے ایک ہی سوٹ میں پھر رہی تھی۔

فاطمہ یہاں قریب میں کوئی ریڈی میڈ کپڑوں کی شاپ ہے۔۔۔
ماہم نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

نہیں آپ۔۔۔۔۔ شاپ تو نہیں ہے لیکن ہمارے ہمسائے میں آپا کلثوم
ہیں۔۔۔۔۔۔۔ ان کے پاس سلے سلائے کپڑے ہوتے ہیں آپ ناشتہ کر لیں
میں آپ کو لے جاتی ہو۔۔

فاطمہ نے اس کی مشکل آسان کی۔ کیونکہ فاطمہ کے پاس اب کوئی نیا جوڑا
موجود نہیں تھا اس لیے اس نے بہتر جانا کہ ماہم کو آپا کی طرف لے
جائے۔ ناشتے سے فارغ ہو کر فاطمہ ماہم کو ساتھ لیے آپا کلثوم کی طرف آگئی
انہوں نے بہت محبت سے اس کا استقبال کیا تھا۔

آپ آؤ میں آپ کو کپڑے دکھاتی ہوں۔۔۔۔
آپا کلثوم انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتی ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
ماہم نے اندر قدم رکھ کر کمرے کا جائزہ لیا ایک طرف شیلف بنا کر سوٹوں کو
ترتیب سے رکھا گیا تھا جبکہ دوسری طرف ایک سٹینڈ پر سلے ہوئے کپڑے لگے
تھے۔

آپ ان میں سے اپنے لئے پسند کر لو یہ سب اچھے والے اچھے سوٹ لگے
ہوئے ہیں۔۔۔

آپا کلثوم اسے سٹینڈ کے پاس لے آئیں ماہم نے کپڑوں کا جائزہ لیا ان سوٹوں میں سے اسے کوئی بھی سوٹ اپنے معیار کا نہیں لگ رہا تھا مگر اس وقت اسے ان کی ضرورت تھی اس لیے چپ چاپ اپنے ناپ کے حساب سے پانچ سوٹ نکال لئے۔

آپا ان کا بل بنا دیں میں آپ کو پیسے بھیجوا دوں گی۔۔۔
وہ پانچوں سوٹ آپا کے آگے کر کے ماہم نے ان سے درخواست کی۔
آپا نے سوٹ لے لئے تو بس چلے پیسوں کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

فاطمہ نے وہ سوٹ اس کے ہاتھ سے لے کر وہیں موجود ٹیبل پر رکھ کر انہیں تہہ لگائی اور ایک شاپر اٹھا کر اس میں ان کو ڈالا۔
فاطمہ پلینز اس بار میں آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گی۔۔۔۔۔ آپا پلینز آپ نے کپڑوں کی ٹوٹل پرائز بتائیں۔۔۔

ماہم نے ذرا سختی سے فاطمہ کو کہا اور آپا کلثوم کی طرف دیکھا۔
ان کے ساڑھے سات ہزار بنتے ہیں۔۔

انہوں نے حساب لگا کر اسے بتایا تو فاطمہ سر جھکا گئی۔ اسے معلوم تھا کہ ادھار کرنا پڑے گا جب تک بھائی کو تنخواہ نہیں مل جاتی اس لیے خاموش رہنا مناسب سمجھا۔

ٹھیک ہے آپا۔۔۔ میں آپ کو پیسے بھیجوا دوں گی

ماہم نے ان سے کہا اور پھر فاطمہ سے چلنے کا کہہ کر شاہر اٹھا کر اسے ساتھ لئے باہر آگئی آپا نے انہیں چائے کے لیے روکنے کی کوشش کی مگر ختم پر جانے کا بتا کر فاطمہ نے معذرت کر لی۔

فاطمہ نے ماہم کو تیار ہونے کے لئے بھیجا اور خود موبائل اٹھا کر عارفہ، صائمہ اور کوب کو چلنے کا میسج کیا کچھ ہی دیر میں وہ لوگ بھی فاطمہ کی طرف آ گئیں ماہم کے تیار ہونے پر اس کو لے کر سب خالہ رحمت کے گھر کی طرف چل دی۔



ماہم کافی دیر سے فاطمہ اور باقی تینوں لڑکیوں کو کام کرتے دیکھ رہی تھی انہوں نے آتے ہی سب سے پہلے پانی کا انتظام کیا اس کے لئے انہوں نے چھوٹے بھائی کو کولر لینے دوڑایا۔

اس کے بعد کھانے کے لئے آئے ہوئے برتنوں کو چیک کیا اور وہاں موجود ایک ماسی کو دوبارہ سے سارے برتن دھونے پر لگایا آہستہ آہستہ صحن خواتین اور بچیوں سے بھرنے لگ گیا تھا قرآن پاک پڑھنے والی ساری بچیاں اس وقت یہاں موجود تھیں جو اپنی استانی جی کی مغفرت کے لیے سپارے پڑھنے میں مصروف تھیں۔

ماہم بھی ان کے پاس بیٹھ کر سپارا پڑھنے لگ گئی۔ مردوں کا انتظام دوسری طرف تھا۔

ختم سے فارغ ہونے کے بعد فاطمہ نے سب کے ساتھ مل کر صحن سے سارا کچھ سمیٹا اسی اثنا میں جگنو کبیر مراد اور ان کے ساتھ عفان نے اندر قدم رکھے۔ عفان کی نگاہ اندر قدم رکھتے ہی عین سامنے بیٹھی ماہم پر پڑی جو نہایت انہماک سے فاطمہ کو ماسی کو ڈپٹتے دیکھ رہی تھی جس نے برتن ٹھیک سے نہیں دھوئے تھے۔

عفان کو دھچکا لگا یہاں آ کر اس کے ذہن میں ایک پل کے لئے بھی ماہم کا خیال نہیں آیا تھا۔ ایک سرد آہ بھر کر اس نے اپنے آپ کو کوسا۔ کبیر اور مراد آگے بڑھ کر دریا سمیٹنے لگ گئے تھے جبکہ جگنو وہیں کھڑا عفان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنے میں مصروف تھا اسے بھی افسوس ہو رہا تھا کہ ان تین دنوں میں ایک بار بھی ماہم سے اس کی خیریت نہیں پوچھی تھی۔

چل جا کر بھابھی سے حال چال پوچھ۔۔۔

جگنو نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر آگے کی طرف دھکیلا۔

عفان آہستہ روی سے چلتا ہوا ماہم کے قریب ٹھہر گیا۔

اسلام علیکم۔۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔۔

عفان کی دھیمی آواز پر ماہم نے چونک کر سر گھمایا۔

کیسا ہونا چاہیے مجھے۔۔۔

اس کا لہجہ کڑوا تھا۔

آپ پلیز ایک بار دل سے ہمیں معاف کر دیں۔۔۔ میں نہیں چاہتا میری غلطی

کی وجہ سے میری ماں کی قبر میں بے آرام رہے۔۔۔۔
عفان گڑ گڑایا۔

میں آپ کو کیسے معاف کر دو۔۔۔ جس نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا
بتائیں مجھے۔۔۔۔۔ کس دل سے معاف کرو میں آپ لوگوں کو۔۔۔۔۔
ماہم کا زخم جیسے پھر تازہ ہو گیا اس کی آواز بھرا گئی تھی اور آنکھیں نم ہو
گئیں۔

میں جانتا ہوں ہم نے بہت بڑا گناہ کیا ہے مگر میں نے آپ سے وعدہ کیا
ہے ہم واپس جاتے ہی آپ کے گھر جائیں گے میں سزا بھگتنے کے لیے بھی تیار
ہوں۔۔۔۔۔ مجھے اب کوئی ڈر نہیں۔۔۔۔۔ میرے پیچھے تو اب رونے والا بھی
کوئی نہیں۔۔۔۔۔ میں آپ کو آپ کے اپنوں سے ملا کر ہی سکون کا سانس
لوں گا۔

عفان نے کہا اس لہجے میں پختگی تھی۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ جس دن آپ نے مجھے میرے اپنوں سے ملا دیا اور انہوں
نے مجھے خوش دلی سے قبول کر لیا اس دن میں آپ سب کو معاف کر دو گی
۔۔۔

ماہم نے ضدی پن سے کہا۔

کل صبح کی ٹرین سے ہمیں واپس جانا ہے۔۔۔۔۔ آپ صبح سات بجے تیار ہو
جائیے گا ہمیں اسٹیشن تک جانے میں ایک گھنٹہ لگ جائے گا۔

عفان کو یاد آیا تو اس کو بتانا مناسب سمجھا تا کہ وہ صبح جلدی اٹھ کر تیار ہو جائے۔

اگر یہاں نزدیک میں کوئی اے ٹی ایم مشین ہے تو مجھے کچھ پیسے نکال کر لا دیں۔۔۔۔

ماہم نے کہا تو اس کی آواز میں روکھا پن نمایاں تھا۔
آپ کو کتنے پیسے چاہیے۔۔۔

عفان نے اپنی نگاہ فرش پر جما کر پوچھا۔
دس ہزار ماہم نے بس رقم بتائی عفان نے سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا۔

دس ہزار آپ نے کیا کرنے ہیں۔۔۔۔
وہ اپنے آپ کو پوچھنے سے روک نہیں پایا۔

میں آپ کو جواب دے نہیں۔۔۔۔ اگر آپ کو لا کر دینے ہیں تو دیں نہیں
تو میرا اے ٹی ایم مجھے واپس کر دیں میں خود لے لو گی۔۔۔۔

ماہم نے کڑے تیوروں سے ماتھے پر بل ڈال کر کہا۔

میں لا دیتا ہوں۔۔۔ سوری مجھے پریشانی میں کارڈ واپس کرنا یاد نہیں رہا۔۔۔۔
عفان شرمندگی سے بولا اور جگنو کا جانے کا بتا کر باہر نکل گیا۔ ماہم نے اس کو جاتا دیکھ کر سر جھٹکا۔

کل سے وہ کئی بار سب کے نمبر یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر سب گڈ
مڈ ہو جاتا۔

چلے آپنی ہمارا کام ختم ہو گیا ہے اب ہم گھر چلتے ہیں باقی سب اب بھائی
سنجھال لیں گے۔۔۔۔۔

وہ سب اکٹھے ہو کر ماہم کے پاس آئی تھی ماہم دیکھا ان کے چہروں پر تھکاوٹ
کا شائبہ تک نہیں تھا۔

ہاں چلیں مجھے صبح کے لیے تیاری بھی کرنی ہے۔۔۔۔۔
ماہم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

آپ ہمارے پاس ہی رک جائیں وہاں اکیلی آپ کیا کریں گی بھائی تو ڈیوٹی پر
چلے جائیں گے۔۔۔۔۔

فاطمہ نے اس کا ہاتھ تھام کر خلوص سے کہا۔
فاطمہ نے اس کو بتایا تھا کہ جگنو بھائی نے انہیں خالہ کی بیماری کی وجہ سے
اچانک نکاح کا بتایا تھا۔

میں ضرور رکتی مگر میرا جانا بہت ضروری ہے۔۔۔۔۔۔۔
ماہم نے نرمی سے سمجھایا۔

سچ میں آپنی آپ بہت اچھی ہیں۔۔۔۔۔
ان سب نے۔ مشترکہ صدا بلند کی تو وہ مسکرا دی یوں کہ اس کی آنکھیں اس
کی مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دے رہیں تھیں۔

عفان نے پیسے لا کر جگنو کے ہاتھ ماہم کو بھجوائے ماہم نے اسی وقت فاطمہ کو
کپڑوں کے پیسے دیے باقی پیسے اس نے اپنے کپڑوں والے شاپر میں ہی رکھ

لیے اس بار عفان نے اے ٹی ایم بھی ساتھ ہی واپس بھجوا دیا تھا۔ فاطمہ نے جب اس کے پاس کوئی والٹ یا ہینڈ بیگ نہیں دیکھا تو اندر سے اپنا نیا ہینڈ بیگ اٹھا کر زبردستی ماہم کو تھمایا۔

میں آپ سے ناراض ہو جاؤ گی۔۔۔ مجھے نہیں پتہ آپ کی ایسی کون سی مجبوری تھی کہ آپ بالکل خالی ہاتھ یہاں آئیں۔ عفان بھائی کا رویہ بھی میں نے دیکھا۔ آپ سے کچھ پوچھا نہیں صرف اس لیے کہ آپ کو برا نہ لگ جائے۔۔۔ میں امید کرتی ہوں اگلی مرتبہ جب آپ یہاں یا میں وہاں آؤ تو آپ دونوں کے بیچ سب ٹھیک ہو چکا ہو۔۔۔ مجھے اپنی اتنی پیاری دوست کے چہرے پر خوبصورت زندگی سی بھرپور سچی مسکراہٹ دیکھنی ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔ فاطمہ نے سچے دل اور انتہائی خلوص سے ماہم کو کہا۔ ماہم اس کی اتنی فکر اور محبت پر آبدیدہ ہو گئی۔

بھائی باہر آچکے ہیں۔۔۔ چلیں۔۔۔

فاطمہ نے اس کے گلے لگتے ہوئے بتایا۔ سب سے ملنے کے بعد وہ عفان اور باقی تینوں کے ہمراہ چنگ چی میں بیٹھ گئی۔ سب ہی اسے ملنے اور الوداع کرنے آئے تھے۔

ٹرین میں سفر کا پہلا تجربہ تھا۔ فاطمہ نے اس کا سامان چھوٹے سے بیگ میں منتقل کر دیا تھا جو اس وقت اس کے ہاتھ میں تھا۔ جیسے ہی ٹرین رکی عفان نے اسے چڑھنے کا کہا۔ ماہم نے بے بسی سے اپنے ہاتھ میں پکڑے بیگ کو دیکھا۔

عفان نے اس کی نظروں کی پیروی میں فوراً جھک کر اس کے ہاتھ سے بیگ لیا اور نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر ٹرین میں چڑھنے میں مدد دی۔ وہ تینوں پہلے کی ٹرین میں چڑھ کر ان کا انتظار کر رہے تھے۔ ٹرین کی سیٹ پر بیٹھ کر ماہم نے ارد گرد کا جائزہ لیا اس کیمین میں بس وہی چار تھے۔ کیمین صاف ستھرا تھا۔ ماہم نے سیٹ کی بیک سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لی۔ اپنے شہر جانے کا سوچ کر اس کا دل ڈوبا جا رہا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا اپنے شہر پہنچتے ساتھ وہ سیدھی گھر جائے گی اگر ماں باپ نے اسے قبول کر لیا تو ٹھیک ورنہ انہی قدموں وہ واپس آ جائے گی۔

ٹرین کا سفر گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا کیوں کہ آنکھیں بند کرنے کے کچھ ہی دیر بعد اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ جب سو کر اٹھی تو گھنٹے بعد مطلوبہ اسٹیشن آچکا تھا۔

مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔۔۔

ماہم نے ٹرین سے اترتے ساتھ عفان کو دیکھے بغیر روکھی آواز میں کہا۔ عفان نے چونک کر اس کو دیکھا اور پھر اپنے پیچھے کھڑے تینوں دوستوں کو جگنو نے سر ہلا کر اس کو جانے کا اشارہ کیا۔ عفان نے اپنے ہاتھ میں موجود اپنا بیگ جگنو کی طرف بڑھا دیا اور جیب تھپتھپا کر پیسوں کا اندازہ لگایا جو وہ آتے ہوئے مراد کے والد سے لے کر آیا تھا۔

عفان اس کو ساتھ لیے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف آیا مطلوبہ مقام کا پتہ بتا کر ماہم

کے لیے پچھلی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور خود آ کے بیٹھ گیا تقریباً پونے گھنٹے بعد دورانی ہاوس کے باہر ٹیکسی رکی۔ ماہم نے نیچے اترنے سے پہلے نقاب کر کے اپنا چہرہ چھپایا اور مطمئن ہونے کے بعد نیچے اتری گیٹ کی طرف بڑھی۔ عفان نے ٹیکسی ڈرائیور کو کچھ دیر انتظار کرنے کا کہا اور خود ماہم کا بیگ لے کر اس کے پیچھے ہی گیٹ تک آیا مگر دونوں ہی ٹھٹھک کر رک گئے تھے۔ بڑے گیٹ پر لگا تالا انہیں بہت کچھ سمجھا گیا۔ عفان نے کسی آس کے تحت ساتھ والے بنگلے کی بیل بجائی دو منٹ بعد ان کا چوکیدار دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ کس سے ملنا ہے۔۔۔

چوکیدار نے نیا بندہ دیکھ کر زرا سختی سے کہا۔
مجھے آپ کے ساتھ والے درانی ہاوس کا پوچھنا ہے وہاں تالا کیوں لگا ہے۔۔۔ کہاں گئے یہ لوگ۔۔۔

عفان کی آواز لرز رہی تھی۔ بھیانک خدشات ناگ کی طرح ڈسنے کو تیار تھے۔ یہ لوگ تو لندن چلے گئے ہیں آپ کیا ان کے کوئی رشتہ دار ہیں۔۔۔ ان کو گئے ہوئے تو دوسرا دن ہے۔۔۔

چوکیدار نے ان کے سروں پر بم پھوڑا۔ عفان نے شگستگی سے سر جھٹکا۔
آپ کو اندازہ ہے کب تک ان کی واپسی ہوگی۔۔۔
عفان نے عوام کسی امید تحت پوچھا۔

صاحب جی ان کے چوکیدار نے تو بتایا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے چلے

گئے ہیں ہو سکتا ہے سال دو سال بعد چکر لگائیں بھائی بڑے لوگ ہیں
سردیوں میں عموماً پاکستان کا چکر لگاتے ہیں آپ بھی سردیوں کا انتظار کر لیں

چوکیدار نے اپنی بات ختم کی اور سلام جھاڑتا واپس پلٹ گیا۔
عفان نے پلٹ کر ماہم کو دیکھا جس کا سارا دوپٹہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا اس
کی نظر اپنے گیٹ پر تھی دل چاہ رہا تھا اسی گیٹ کے ساتھ لپٹ کر اپنا سارا
دکھ بہا دے مگر اپنے ماں باپ کی عزت کا بھرم رکھنے کے لیے اس نے اپنے
آپ کو سنبھالا۔

عفان نے شکستہ قدموں سے ٹیکسی کی جانب قدم بڑھائے۔ ٹیکسی کے قریب
پہنچ کر پلٹ کر ماہم کو دیکھا جو اب بھی وہیں کھڑی اپنے گھر کے درودیوار کو
حسرت سے دیکھ رہی تھی۔ عفان نے بیگ گاڑی میں رکھ کر اس کے پاس آکر
نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور ماہم بنا مزاحمت کے اس کے ساتھ چلی آئی کیونکہ
وہ جان گئی تھی اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔

وہ لوگ کافی دیر سے عفان کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے دل
میں کئی بار دعا کی ماہم کے گھر والے مان جائیں عفان کو گئے ہوئے تین گھنٹے
ہو رہے تھے کچھ ہی دیر گزری تو گھر کے باہر ٹیکسی رکنے کی آواز آئی کبیر
فوراٹھ کر دروازہ کھول کر باہر جھانکنے لگا۔ عفان کے ساتھ کو موجود دیکھ کر
اس کو جھٹکا لگا فورا ہی واپس پلٹ کر ان دونوں کو نہیں کا اشارہ کیا۔

وہ دونوں بھی جھٹکے سے اٹھے اپنی امیدوں پر پانی پھرتا دیکھ کر ان کو شدید صدمہ لگا۔ عفان کے ساتھ ماہم اندر داخل ہوئی تو تینوں ہی ندامت سے سر جھکائے کھڑے تھے۔ عفان نے آگے بڑھ کر ایک کمرے میں ماہم کا بیگ رکھا ماہم خاموشی سے اس کے پیچھے چلتی بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔ اس وقت اس کا ذہن کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم تھا اسے لگ رہا تھا کہ آج سچ میں وہ اپنے خاندان سے بچھڑ گئی ہے۔

کیا ہوا عفان۔۔۔۔۔ بھابھی واپس کیوں آگئی ہیں۔۔۔۔۔
جگنو نے بے تابی استفسار کیا۔

وہ لوگ ملک چھوڑ کر جا چکے ہیں۔۔۔۔۔
عفان نے تھکے ہوئے لہجے میں ان کو ایک اور جھٹکا لگایا۔
ہمیں معاف کر دیں یار۔۔ ہماری بے وقوفی کی وجہ سے آج تجھے یہ دن دیکھنا پڑا۔۔۔

۔۔ تینوں ہی اس کے قریب آکھڑے ہوئے تھے۔
صرف تم لوگوں کا قصور نہیں۔۔ میں بھی برابر کا شریک ہو اس جرم میں۔۔۔۔۔
عفان نے صاف گوئی سے کہا۔
چاروں اپنی جگہ شرمندہ تھے مگر ان کی شرمندگی اب ماہم کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتی تھی۔

کبیر اور مراد اٹھ کر کچن میں چلے گئے۔ وہ لوگ آتے ہوئے دال اور روٹیاں

چھت کو گھورتی رہی پھر ہمت کرتی اٹھ کر بیٹھی تو نگاہ نیچے فرش پر سوئے
 عفان پر پڑی اس نے نفرت بھری ایک نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی۔ اس کا
 بس چلتا تو ان چاروں کو زہر دے کر مار دیتی جن کی وجہ سے اسے یہ دن
 دیکھنا پڑا تھا مگر اس کے اندر کا انسان اسے کچھ بھی غلط کرنے سے روک رہا
 تھا۔

اپنے آپ پر قابو پاتی وہ نیچے اتری اور اپنے چکراتے سر کو تھام کر ادھر ادھر
 نگاہ ڈالی واش روم کے دروازے پر نظر پڑتے ہی اپنے آپ کو سنبھالتے احتیاط
 سے عفان کے قریب سے گزر کر چلی گئی۔ پانچ منٹ بعد واپس آئی تو چار قدم
 چلنے کے بعد ہی لہر آ کر زمیں بوس ہوئی تھی۔ دھم کی آواز پر عفان ہڑبڑا کر
 جاگا اور فوراً بیڈ کی طرف نگاہ ڈالی جو خالی تھا۔ فوراً سے بیشتر اٹھ کر کمرے کا
 جائزہ لیا بیڈ کی پائنٹی کی طرف اس کا وجود ڈھیر دیکھ کر لپک کر بڑھا اور فوراً
 اسے اٹھا کر بیڈ پر منتقل کیا۔

کلانی ہاتھ میں لے کر بخار کا اندازہ کرنا چاہا جو اتر چکا تھا عفان کو سمجھ آ گئی
 کہ شاید واش روم سے واپسی پر اسے چکر آیا ہے کیوں کہ اس کے ہاتھوں پر
 نمی وہ محسوس کر چکا تھا۔ سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر اس میں تھوڑا سا
 پانی ڈالا اور ہاتھ کی پیالی بنا کر دو گھونٹ پانی اس میں ڈال کر ماہم کے اوپر
 زور سے چھینٹا مارا دو سے تین بار ایسا کرنے پر ماہم نے سر دائیں بائیں پٹخا اور
 ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔

ماہم ہوش میں آئیں۔۔۔

عفان نے اس کا گال تھپتھپا کر اسے آواز دی۔ ماہم نے بمشکل اس کو دیکھا عفان نے آنکھیں کھولتے دیکھ کر خالی کلاس میں اس کے لئے جوس ڈالا اور پھر اس کو زبردستی سہارا دے کر اٹھایا۔ گلاس اس کے منہ کے ساتھ لگایا جسے ماہم نے ہاتھ مار کر پیچھے کرنے کی کوشش کی مگر عفان نے اس کا ہاتھ تیزی سے پکڑا اور گلاس زبردستی ماہم کے ہونٹوں کے ساتھ لگا کر تھوڑا سا اٹھایا ماہم نے بے بس ہو کر منہ کھولا اور تھوڑا سا جوس پی کر اپنا سر پیچھے کیا۔ عفان نے گلاس واپس رکھ کر اس کو سہارا دینے کے لیے پیچھے ایک تکیہ مزید رکھا۔ آپ پلینز اپنے ساتھ اس طرح نہیں کریں۔۔۔۔۔ جب میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ میں آپ کو آپ کے والدین سے ملواؤں گا تو آپ مجھ پر یقین رکھیں۔۔۔۔۔

افغان نے ایک سائیڈ پر بیٹھے ہوئے کہا تو ماہم نے اسے غصے سے دیکھا۔

کہاں سے لائیں گے آپ میرے والدین۔۔۔۔۔

اس کی اونچی آواز پر عفان نے سر جھکایا۔

یہ آپ کا مسئلہ نہیں۔۔۔۔۔ جب میں نے آپ سے کہا ہے کہ میں آپ کو

آپ کے والدین تک پہنچاؤں گا تو پھر آپ میرا اعتبار کریں۔۔۔۔۔

عفان نے نرمی سے کہا۔

میں نہیں کر سکتی آپ کا اعتبار آپ نے مجھ سے نکاح کر لیا ہے اب آپ

جان بوجھ کر میرے ساتھ کھیل کھیلیں گے تاکہ آپ مجھے اپنے پاس رکھ سکیں۔۔۔۔۔

ماہم کی بھرائی آواز پر عفان نے تڑپ کر اسے دیکھا۔
 ماہم میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے اور میں وعدہ خلاف نہیں ہوں۔۔۔۔۔ جیسے
 ہی میں آپ کو آپ کے والدین کے سپرد کروں گا اسی وقت اس رشتے سے
 بھی آزاد کر دوں گا۔ آپ کو اپنے پاس رکھنے کی تو کوئی وجہ ہی نہیں میرے
 پاس۔۔۔۔۔ مجھے آپ سے کوئی جذباتی وابستگی نہیں کہ میں آپ کو زبردستی
 اپنے پاس رکھوں نہ ہی مجھے روپے پیسے کی لالچ ہے جس کی بنا پر میں آپ کو
 استعمال کرو اس لیے آپ اپنے ذہن سے یہ وہم نکال دیں۔۔۔۔۔۔۔ میں کل
 آپ کے پاپا کے آفس جاؤنگا اور وہاں سے ان کا نمبر لینے کی کوشش کروں گا
 ۔۔۔۔۔

ایک گہرا سانس لیتے عفان نے نرمی سے اپنی بات مکمل کی اور ماہم کا چہرہ
 دیکھا جہاں ابھی بھی بے یقینی کی کیفیت تھی۔
 یہ سب باتیں آپ مجھے بہلانے کے لئے کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں
 آپ مردوں کو۔۔۔۔۔ مجھے آپ کی بات پر قطعی اعتبار نہیں۔۔۔۔۔۔۔ جیسے آج
 آپ یہاں اس کمرے میں موجود ہیں جب آپ کا میرا صرف کاغذی تعلق ہے
 تو پھر آپ یہاں میرے کمرے میں کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔
 ماہم نے غرا کر پوچھا۔

عفان کا چہرہ اس کی بات سن کر سرخ ہو گیا۔
 اگر آپ کی طبیعت خراب نہ ہوتی تو میں اس کمرے میں قدم بھی نہیں رکھتا
 آپ اپنے ذہن سے سارے وہم نکال دیں میں وعدے کا پابند ہوں میری ماں
 نے مجھے وعدہ خلافی نہیں سکھائی۔۔۔۔۔

بات کرتے ہوئے عفان کے لہجے کی نرمی برقرار تھی آپ کی ماں نے تو آپ
 کو لڑکیاں اغوا کرنا بھی نہیں سکھایا ہوگا پھر میں کیسے آپ کی بات پر اعتبار کر
 لو۔۔۔۔۔ جب آپ نے اپنے مطلب کے لئے مجھے گھر سے بے گھر کر دیا تو
 پھر ایک وعدے کی کیا حیثیت ہے اپنی غرض کے لئے آپ اپنا وعدہ بھی توڑ
 سکتے ہیں۔۔۔۔۔

ماہم کسی طور اس پر اعتبار نہیں کر پا رہی تھی۔
 عفان نے کرب سے سر جھٹکا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ ماہم کو کیسے
 اعتبار دلائے۔

آپ مجھے بتا دیں آپ کیا چاہتی ہیں میں ویسا ہی کر لوں گا۔۔۔
 عفان نے اس کی ماضی جاننا چاہی۔

آپ مجھے دارالامان چھوڑ آئیں۔۔۔۔۔ میں یہاں آپ کے ساتھ نہیں رہنا
 چاہتی یا پھر کسی ہوسٹل میں کمرہ لے دیں جب تک میں اپنے والدین سے نہیں
 ملتی میں وہیں رہوں گی۔۔۔۔۔

ماہم نے اپنی بات مکمل کی تو عفان نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھما یہ لڑکی

عفان نے سیدھے انداز میں اس کو اپنی مجبوری بتائی۔

-----آپ بس مجھے اچھی جگہ پر کمرہ ڈھونڈ کر دیں۔-----

ماہم کی آواز میں سختی اور چہرے پر غصہ نظر آریں تھا۔

عفان نے لب بھیج کر اپنا سر جھکا اور نیچے اترا۔

اگر آپ کو بھوک لگ رہی ہے تو مجھے بتا دیں میں آپ کے لیے کچھ کھانے کو لے آؤ۔۔۔

عفان نے اس کو دیکھے بغیر پوچھا اس کا سارا دھیان اب گھڑی کی طرف تھا جو صبح کے چار بج رہی تھی۔

مجھے کھانا ہوا تو میں خود اٹھ کر لے لوں گی۔۔۔

ماہم کی کھردری آواز پر عفان نے ایک نظر اس کو دیکھا۔

میں باہر لیٹنے لگا ہوں۔۔۔۔۔ آپ اندر سے کنڈی نہیں لگائیں گی ایک بار آپ

کردے تو اللہ ویسے ہی معاف کر دیتا ہے مگر جہاں تمہیں لگے معافی مانگنے پر بھی بندے نے تمہیں معاف نہیں کیا تو پھر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنے لیے معافی مانگو جب تک وہ بندہ تمہیں معاف نہ کر دے تو معافی مانگتے رہو اور اللہ کے حضور گر گڑا تے رہو جس دن تمہیں اس سے معافی مل گئی تو سمجھ لینا کہ اللہ نے بھی تمہیں معاف کر دیا ہے۔۔۔۔۔

عفان آنکھیں بند کر کے لیٹا تو ذہن کے پردے پر ماں جی سے کی گئی گفتگو سرسرا نے لگی۔ اس نے آنکھیں کھولی اور وضو کرنے آٹھ گیا ابھی تہجد میں ٹائم باقی تھا۔ اس کا ارادہ تہجد پڑھ کر اپنے لیے معافی مانگنے اور رحم طلب کرنے کا تھا تاکہ اللہ اس کی راہ آسان کر دے۔



Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

بھابھی کی طبیعت کیسی ہے۔۔۔۔۔

فجر کی نماز پڑھنے کے لیے جگنو اٹھ کر باہر آیا تو عفان کو جاگا دیکھ کر پوچھا۔

ٹھیک ہے سو رہی ہیں۔۔۔۔۔

عفان نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔

ان دونوں کو بھی نماز کیلئے جگا دیتا وہ ابھی تک سو رہے ہیں۔

عفان نے کمرے میں جھانکتے ہوئے جگنو سے کہا۔

جگایا ہے مگر دونوں پھر سو گئے ہیں۔۔۔

باتھروم کی طرف بڑھتے ہوئے جگنو نے جواب دیا تو عفان اٹھ کر کمرے کی جانب آیا اور دونوں کو جھنجھوڑ کر جگایا۔ جانتا تھا کہ آواز ان پر اثر نہیں کرے گی اس کے جھنجھوڑنے پر دونوں ہی ہڑبڑا کر جاگے۔
کیا ہے یار۔۔۔۔۔ کیوں نیند خراب کی ہے۔۔۔

مراد جھنجھلایا۔

نیند نے قبر میں ساتھ نہیں جانا اٹھ کر نماز پڑھو۔ خبردار جو نماز پڑھے بغیر دوبارہ لیٹے۔۔۔۔۔

عفان نے ذرا سختی سے کہا وہ ان تینوں پر نماز کے معاملے میں کڑی نظر رکھتا تھا خود بھی پانچ وقت کی نماز پڑھتا تھا اور ان کو بھی ساتھ میں پڑھاتا تھا۔
ان کو نماز کے لیے بھیج کر عفان خود سورۃ یاسین پڑھنے بیٹھ گیا روزانہ فجر میں نماز ادا کرنے کے بعد سورۃ یاسین پڑھنے کا معمول اس کا بہت پرانا تھا جو ماں جی کی بدولت پکا ہو چکا تھا۔



فاطمہ آج یہ چھٹی کس خوشی میں کی ہے تمہاری وجہ سے مجھے صبح صبح ابو کی ڈانٹ سننی پڑی۔۔۔۔۔

صائمہ فاطمہ کے پاس بیٹھی اسے پوچھ رہی تھی جس نے صبح اسے پیغام بھجوایا تھا آج چھٹی کرنے کا دونوں کی روٹین تھی اگر ایک چھٹی کرتا تو دوسرے کو پیغام بھجوا دیتا۔

دروازہ کھول کر بے دھڑک اندر آیا۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔ اوہو آج تو چمچڑک بھی یہاں نظر آرہی ہے۔۔۔۔۔ کہیں تمہیں گول گپوں کی خوشبو تو نہیں آگئی۔۔۔۔۔ ایسی ہی بات ہوگی تب ہی تم یہاں ڈیرہ ڈالے بیٹھی ہوں۔۔۔۔۔ خبردار سوچنا بھی مت یہ کبیر بھائی نے صرف فاطمہ بھابھی کے لیے منگوائے ہیں۔۔۔ یہ آئس کریم اور پزا بھی ہے۔۔

قمر جو کبیر کی فرمائش پر فاطمہ کو چیزیں دینے آیا تھا صائمہ کو دیکھ کر چڑانے سے باز نہیں آیا۔

آپ باز آجائیں ورنہ میں آپ کی شکایت سے جگنو بھائی سے کر دوں گی۔۔۔۔۔ صائمہ جو قمر کی منگیتر بھی تھی اس کو تڑی لگانے سے باز نہیں آئی۔
بھائی سے شکایت۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے تم جا کر جگنو بھائی کو میری شکایت لگاؤں میں یہاں پر تمہارے حصے کا پزا کھاؤنگا۔۔

قمر نے شاہر فاطمہ کی طرف بڑھاتے ہوئے شرارت سے کہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اگر فاطمہ نے چھٹی کی ہے تو یقیناً صائمہ بھی اس کے پاس ہی ہوگی۔
صائمہ نے ناراضگی سے رخ موڑا فاطمہ شرارت سے دونوں کو دیکھ رہی تھی ایک ہی جگہ پر دونوں موجود ہوں اور نوک جھوک نہ ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

بچپن کا ساتھ تھا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا بغیر کسی روک ٹوک کے تھا

اکثر ہی کبیر فاطمہ کی پسند کے مطابق قمر کے ہاتھ اس کے لیے کھانے کی چیزیں منگواتا۔ قمر کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں تھا وہ فاطمہ کا بھائی تھا اور ہمیشہ فاطمہ کو کچھ بھی بھجوانے کے لیے قمر کا ہی سہارا لیتا۔ فون کر کے اس کو اپنی فرمائش بتا دیتا اور قمر فاطمہ کی سہیلی کی طرح رازداری سے سب کام کرتا سب یہی سمجھتے کہ یہ سب اس کے لئے قمر لے کر آیا ہے مگر اصل حقیقت سے صائمہ اور فاطمہ کے علاوہ کوئی واقف نہیں تھا۔

اب جلدی سے یہ سب نکال کر لے آؤ ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا میں موٹر سائیکل اڑا کر لایا ہوں۔۔۔۔۔

قمر نے دونوں کو دیکھ کر شاپروں کی طرف اشارہ کیا۔
آج پھر تو یہ شاپر بھر کے لے آیا ہے۔۔۔۔۔ سو بار تجھے منع کیا ہے یہ الٹی سیدھی چیزیں نہ لایا کر۔۔۔ تیری کھوپڑی میں کوئی بات اترتی نہیں۔۔۔
اماں جیسے ہی کمرے سے باہر آتے ان کی نگاہ رنگ برنگی شاپروں پر پڑی غصے سے قمر کی کھنچائی شروع ہو گئی۔

میری پیاری بے بے۔۔۔۔۔ آپ یہاں بیٹھے اور ہمارے ساتھ انجوائے کریں دیکھیں کیا زبردست چیزیں لایا ہوں۔۔۔۔۔

قمر نے لاڈ سے ان کے کندھوں پر بازو کا حلقہ بنا کر ہلکا سا دباؤ ڈال کر انہیں چارپائی پر بٹھایا۔

قمر میں تجھے کہہ رہی ہوں انسان بن جا۔۔۔۔۔ کیوں یہ فضول چیزیں اٹھا کر

لے آتا ہے۔۔۔۔۔ یہ جو تو روٹی لے کے آیا ہے جس کے اوپر چار بوٹیاں لگی ہوئی ہیں کیا فائدہ اس کا اور یہ جو تو گول گیندیں لایا ہے جس میں پانی بھر کے کھاتے ہو اور کھاتے ہوئے اپنے ہاتھ اور کپڑے سب کچھ گندہ کرتے ہو کوئی تک بنتی ہے یہ الابلہ کھانے کی۔۔۔

بے بے بغیر لگی لپٹی کے شروع ہوگی۔ قمر نے کھسیانی مسکراہٹ سے صائمہ کو دیکھا جو اس کی درگت بنتے دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔

بے بے۔۔۔۔۔ آپ کی ہونے والی بہو میری بے عزتی پر بہت خوش ہو رہی ہے۔۔۔

قمر کی بات پر بے بے نے صائمہ کو دیکھا جو اب سر جھکائے مسکرا رہی تھی۔

اگر تیرا خیال ہے کہ میں تیری بات سن کر اپنی نوں کو کچھ کہوں گی تو غلطی پر ہے۔۔۔۔۔ یہ دونوں گھر پر ہوں اور تو یہ الابلہ نہ اٹھا کر لائے۔۔۔۔۔ ایسا تو کبھی ہوتا نہیں تم لوگوں نے کیا بے بے کو بے وقوف سمجھا ہوا ہے۔۔۔۔۔ سارا کچھ جانتی ہے بے بے۔۔۔۔۔

انہوں نے جیسے ان کے سر پر دھماکہ کیا۔ قمر ہک دھک اماں کو دیکھنے لگا صائمہ بھی خفت زدہ ہو کر فوراً فاطمہ کے پاس کچن میں دوڑی جو چیزیں نکال کر پلیٹوں میں رکھ رہی تھی۔ اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر فاطمہ نے تعجب سے اسے دیکھا۔

تمہیں کیا ہوا۔۔۔۔

فاطمہ کے پوچھنے پر اس نے بے بے کی کہی بات دہرائی تو فاطمہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

لو جی۔۔۔۔ ہماری بے بے تو بہت تیز ہیں اور ہم معصوم سمجھتے تھے کہ بے کو کچھ خبر نہیں۔۔۔۔

فاطمہ ہنس ہنس کر دہری ہوتے ہوئے بولی۔

اچھا بس کرو اب باہر لے کر چلو یہ سب چیزیں ورنہ بے کو لگے گا ہم اب ان سے چھپا کر کھا رہے ہیں۔۔۔

صائمہ نے اس کو ایک دھپ رسید کرتے ہوئے کہا تاکہ اس کی ہنسی کو بریک لگے۔۔

اب کیسی طبیعت ہے آپ کی۔۔۔

عفان جو صبح ناشتہ کروا کر دوائی دینے کے بعد اب دن کو دوبارہ اس کے

کمرے میں آیا تھا اسے یوں بیڈ پر نڈھال لیٹا دیکھ کر پوچھنے لگا۔

ماہم نے گردن گھما کر اس کو دیکھا وہ شاید روتی رہی تھی تب ہی اس کی آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی تھی۔ اس کے خوبصورت چہرے پر حزن و ملال تھا۔

عفان نے اس سے نگاہ چرائی۔

آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔ جب میں نے آپ سے کہا کہ آپ

میری پرواہ کرنا چھوڑ دیں تو آپ کو کیوں سمجھ نہیں آتی۔۔۔۔۔ مجھے آپ کی مرضی نہیں چاہئے آپ نے مجھے دوائی لا کر دی میرے لیے یہ ہی بہت ہے۔۔۔۔۔ یہ دوائی بھی میں صرف اس لئے کھا رہی ہوں کہ مجھے ابھی اپنے ماں باپ اور بھائیوں کو دیکھنا ہے ان سے ملنا ہے ورنہ تو شاید یہ ساری میڈیسن ایک بار ہی کھا کر سکون حاصل کر لیتی۔۔۔۔۔

ماہم بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئی۔

پلیز ماہم۔۔۔۔۔ اس طرح خود کو افیت دینا بند کریں۔۔۔ میں آپ سے روز معافی مانگتا ہوں اور تب تک مانگتا رہوں گا جب تک آپ مجھے معاف نہیں کر دیں گی۔۔۔۔۔ یوں خود کو تکلیف دے کر آپ صرف اپنا نقصان کر رہی ہیں۔۔۔

عفان کی بات پر ماہم چادر ہٹا کر نیچے اتری۔

دے رہی ہوں خود کو تکلیف۔۔۔۔۔ میرا دل کرتا ہے میں اپنے آپ کو مار ڈالوں۔۔۔۔۔ مجھ سے کچھ بھی برداشت نہیں ہو رہا مجھے اپنے ماں باپ بھائی یاد آرہے ہیں زندگی میں پہلی بار میں ان سے دور ہوئی میں تو کبھی ایک منٹ کے لئے بھی ان سے الگ نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ آپ نے کیا کیا میرے ساتھ ساری زندگی کے لیے مجھ سے میرے رشتے چھین لیے۔۔۔۔۔

ماہم اس کی شرٹ دونوں ہاتھوں سے تھامے پوری قوت سے چلا رہی تھی۔

عفان نے پریشانی سے اس کو دیکھا۔

ماہم آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔
 نرمی سے اس کے ہاتھوں کو تھام کر اپنی شرٹ چھڑوائی اور اسے واپس بیڈ پر
 بٹھایا۔

اگر آپ اس دن ہماری بات مان لیتی تو آج یہاں نہ ہوتیں میں نے آپ سے
 کہا تھا ہم آپ کو آپ کے گھر لے جاتے ہیں آپ کے ماں باپ سے معافی
 مانگ لیتے مگر آپ نے ہماری بات نہیں مانی اگر آپ مان لیتی تو آج شاید
 حالات کچھ اور ہوتے۔۔۔۔۔

عفان اب بھی نرمی سے اس سے مخاطب تھا وہ اسے باور نہیں کرا سکا کہ یہ
 سب نہ ہوتا اگر وہ ان کی بات مان لیتی۔
 ماہم کو اب اپنی غلطی کا احساس شدت سے ہو رہا تھا اگر وہ اس دن ان کی
 بات مان کر چلی جاتی تو شاید آج حالات مختلف ہوتے مگر اب غلطی ہو چکی
 تھی وہ ماں باپ کو ملنے کے لئے تڑپ رہی تھی۔

پہلے پاپا کے آفس جانے کا سوچا پھر خود ہی رک گئی۔ وہاں کے سٹاف کو کیا
 جواز دیتی اپنی یہاں موجودگی کا۔

آپ مجھے اپنے پاپا کے آفس کا ایڈریس دیں میں وہاں سے ان کا نمبر لینے کی
 کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔۔

عفان نے کہا تو اس نے سسکتے ہوئے اڈریس بتا کر خاموشی اختیار کر لی۔ عفان
 نے ایک نظر اس پر ڈالی اور باہر نکل گیا باقی تینوں فیکٹری میں تھے چونکہ

انہوں نے کافی چھٹیاں کر لی تھی اس لیے تنخواہ بچانے کے چکر میں اور ٹائم شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے تینوں صبح کے گئے رات میں واپس آتے جبکہ عفان ماہم کی وجہ سے ابھی بھی چھٹیوں پر تھا چونکہ اس کی والدہ کے انتقال کی خبر فیکٹری سپروائزر کو ہو چکی تھی اس لیے اسے کچھ اطمینان تھا۔ عفان باہر آ کر بیٹھا تو گہری سوچ میں ڈوب گیا اگر وہ ماہم کو ساتھ لے کر جاتا تو بھی یہ ممکن نہیں تھا اور اگر گھر چھوڑتا تو اس کے اکیلے پن کی وجہ سے گھبرا رہا تھا اچانک ہی ایک خیال اس کے ذہن میں لہرایا اس کے ہمسائے میں ایک بیوہ خاتون اپنی بچیوں اور والد کے ساتھ رہتی تھی ان کی بچیاں تقریباً بارہ تیرہ سال کی تھی عفان نے سوچ لیا کہ کل ماہم کو ان کی طرف چھوڑ کر وہ شہباز درانی کے آفس جائے گا۔

اگلے دن صبح اٹھتے ہیں اس نے ہمسائے میں جا کر پہلے ان سے بات کی اور پھر اطمینان ہونے پر واپس آیا باقی سب فیکٹری جا چکے تھے ماہم کے اٹھنے کے بعد اس کو ناشتہ دیا اور میڈیسن دیں جو ڈاکٹر نے نایک مہینہ کھانے کے لئے دی تھی۔

میں آج آپ کو ساتھ والے گھر چھوڑ کر جاؤں گا۔۔۔ وہاں پر ایک ان کی بیٹی اور دو نواسیاں ہیں آپ وہاں کفر ٹیبل فیل کریں گی۔۔۔۔ میں آپ کو یہاں اکیلے نہیں چھوڑ کر جا سکتا اس لیے انتظام کیا ہے۔۔۔۔

عفان نے اسے بتایا اور ساتھ ہی تیار ہونے کا کہا کچھ ہی دیر میں ماہم کو ان

سوری سر آج منیجر صاحب چھٹی پر ہیں۔

آپ پلیز مجھے شہباز درانی کا کوئی کنٹیکٹ نمبر دے سکتی ہیں مجھے ان سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔

عفان نے کہا تو قانتہ نے نفی میں سر ہلایا۔
سر ان کا کوئی نمبر ہمارے پاس موجود نہیں۔

قانتہ کی بات پر اسے حیرانی ہوئی۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ ان کا آفس ہے اور ان کے کسی ایمپلائی کے پاس ان کا نمبر نہ ہو۔۔

عفان نے حیرت کا اظہار کیا۔

سر آپ اپنی جگہ پر درست ہیں۔۔۔۔۔ جب سے سر باہر گئے ہیں انہوں نے اپنا نیا نمبر فحال کسی کو نہیں دیا سوائے مینجر صاحب کے میں آپ کو ان کا نمبر لکھوا دیتی ہوں آپ معلوم کر لیں۔۔۔۔۔

قانتہ نے ایک کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھا جس پر مینجر کا نام اور پتہ
فون نمبر کے ساتھ موجود تھا۔

عفان نے وہیں پر کھڑے کھڑے مینجر کا نمبر ڈائل کیا کچھ دیر بعد کال رسیو
کر لی گئی۔

اسلام علیکم سر۔۔۔ میرا نام عفان ہے میں اس وقت آپ کے آفس میں ہوں
۔۔۔۔۔ آپ سے ملنے آیا تھا مگر پتہ چلا کہ آپ چھٹی پر ہیں۔۔۔۔۔ نہیں سر
مجھے آپ سے شہباز درانی کا کانٹیکٹ نمبر چاہیے تھا۔۔۔۔۔
عفان ایک ہی سانس میں بولتا چلا گیا۔

دیکھے عفان صاحب میں ان کا نمبر ایسے ہی ہر کسی کو اٹھا کر نہیں دے سکتا
آپ کو جو کام ہے آپ مجھے بتا دیں میں ان سے بات کر لوں گا۔۔۔۔۔
انہوں نے صفہ چٹ انکار کیا۔

سر آپ کی بہت مہربانی ہوگی مجھے ان سے بہت پرسنل کام ہے۔۔۔۔۔ آپ پلیز
مجھے ان کا نمبر دے دیں۔۔۔۔۔

عفان نے منت بھرے لہجے میں کہا تو مینجر صاحب نے ایک گہرا سانس لیا۔
جب تک میں سر سے پوچھ نہ لو اس طرح آپ کو ان کا پرسنل نمبر نہیں
دے سکتا۔۔۔۔۔ آپ مجھے دو دن کا ٹائم دیں جیسے ہی میری ان سے بات ہوئی
میں آپ کو اطلاع کر دوں گا آپ کا نمبر میں پاس محفوظ کر لیتا ہوں۔۔۔۔۔ جیسے ہی
ان سے بات ہوئی آپ کو بتا دوں گا۔۔۔۔۔

مینجر صاحب نے صاف الفاظ میں اسے کہا۔
 ٹھیک ہے سر۔۔۔۔۔ بس آپ کو شس کیجیے گا آج ہی مجھے پر میشن لے کر
 نمبر سینڈ کر دیں۔۔۔۔۔
 دوسری طرف کی بات سننے کے بعد عفان نے فون بند کیا اور قانتیہ کا شکریہ
 ادا کرتا باہر نکل گیا۔



عفان نے آتے ہی پہلے ماہم کو لیا اور پھر گھر آیا
 آپ کی بات ہوئی کسی سے
 . ماہم کے لہجے میں بے تابی چھلک تھی
 جی۔ آپ کے پاپا کے مینجر سے بات ہوئی تھی مگر انہوں نے ابھی مجھے نمبر
 نہیں دیا۔۔۔۔۔ وہ کہہ رہے تھے پہلے آپ کے پاپا سے اجازت لیں گے اس
 کے بعد وہ ان کا پرسنل نمبر دیں گے دوبارہ فون کرنے کا کہا ہے۔۔۔۔۔
 عفان نے اسے تفصیل سے بتایا ماہم کے چہرے پر افسردگی چھا گئی پہلے ہی وہ
 سارا دن بے تابی سے عفان کی واپسی کا انتظار کرتی رہی تھی اور اب یہ خبر سن
 کر اس کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔
 آپ جا کر آرام کریں میں آپ کے لیے کچھ کھانے کے لئے لاتا ہوں۔۔۔۔۔
 عفان نے اپنی تھکاوٹ نظر انداز کر کے ماہم سے کہا مجھے آپنی نگہت نے کھانا
 کھلا دیا تھا۔

اس نے روکھے لہجے میں کہا۔
 آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ میری رہائش کا انتظام کر دیں گے ابھی
 تک اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔۔۔
 ماہم کی بات سن کر اس کا دل کیا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔
 میں اتنی جلدی آپ کے لئے کچھ بھی انتظام نہیں کر سکتا اگر یقین نہیں تو
 آپ نگہت آپنی کے پاس رہ سکتی ہیں۔۔۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔۔
 عفان کو غصہ ہی آگیا مگر اس پر نہیں اتر سکتا تھا اس لیے لہجہ دھیمہ ہی رکھا۔
 ایک تو سارے دن کی تھکن تھی اور صبح سے اس نے سوائے چائے کے ساتھ
 رس لینے کے اور کچھ نہیں کھایا پیا تھا اس وقت شام کے چھ بجے تھے تھکاوٹ
 اور بھوک نے غصے کی شکل اختیار کر لی تھی۔
 مجھے نہیں رہنا کسی اور کے گھر۔۔۔۔۔
 وہ غصے میں پاؤں پٹختی اندر چلی گئی۔
 عفان نے فریج میں رکھا ہوا سالن اور آٹا نکالا دونوں چیزیں اٹھا کر کچن کی
 شیلف پر پٹخیں۔
 کچھ ہی دیر میں اپنے لیے دو روٹیاں بنا کر سالن گرم کیا اور باہر ہی چار پانی پر
 بیٹھ کر کھانے لگا ماہم پانی پینے کے لئے باہر نکلی تو اس کو یوں کھاتا دیکھ کر
 ٹھٹھک گئی۔ گھڑی کی طرف نگاہ ڈالی جو ساڑھے چھ کا ٹائم بتا رہی تھی اسے
 اندازہ ہوا کہ وہ سارے دن کا بھوکا تھا اس کے دل میں تاسف ابھرا مگر اگلے

فورا ہی اس نے اپنے ساتھ موجود اپنا بندہ اس کے پیچھے بھیجا جو فاطمہ کے گھر کا پتہ لے کر ہی واپس آیا اگلے دن ہی چوہدری نے اپنا بندہ بھیج کر کر حمیرا کو حویلی بلوایا اور اس کے سامنے فاطمہ سے شادی کی شرط رکھی کہ وہ اسے

پیسوں میں تولے گا اور حمیرا سے لگا جیسے بیٹھے کوئی خزانہ اس کے ہاتھ لگ گیا ہوں اس نے سوچ لیا تھا کہ کچھ بھی کر کے وہ فاطمہ کی شادی اس چوہدری گلزار سے کرا کے چھوڑے گی اس کام کے لیے اس نے ابھی سے باقر کے کان بھرنا شروع کر دیے تھے اور اسے پوری امید تھی کہ باقر اس کی بات مان جائے گا اس کی یہ امید غلط نہیں تھی۔

باہر سے گزرتی فاطمہ نے اپنے بھابھی کے الفاظ سنیے تو اسے کانوں پر یقین نہیں آیا کہ اس کی اپنی خالہ زاد پیسوں کے لیے اس حد تک جا سکتی ہے وہ فوراً ہی اپنے کمرے کی طرف دوڑی اور جا کر ساری بات اپنی ماں کو بتا دی۔ یہ عادت خالہ رحمت نے ان سب کو ڈالی تھی کہ کچھ بھی ہو جائے اپنی ماں سے کبھی بھی مت چھپانا یہی وجہ تھی کہ چھوٹی سے چھوٹی بات وہ اپنی ماں سے کرتی

خالہ رحمت نے ان کو ذہن نشین کرایا تھا کہ ماں سے بڑھ کر کوئی آپ کی اچھی دوست نہیں ہو سکتی سب دوستیں ایک طرف اور ماں جیسی دوست ایک طرف اور اس بات کو ان سب لڑکیوں نے جو خالہ رحمت کے پاس پڑھنے کے لئے آتی تھی اپنی گرہ سے باندھ لی۔

بے نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی حیرانگی کو ظاہر کیا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ان کی سگی بھانجی ان کی اپنی بیٹی کے لیے کچھ ایسا کر سکتی ہے انہوں نے فوراً ہی ارادہ کر لیا کہ شام کو فاطمہ کے ابو کے آتے ہی ساری بات ان

کو بتا دے گی۔

شام کو جیسے ہی فاطمہ کے ابو نے گھر میں قدم رکھا بے تابی سے ان کا انتظار کرتی بے بے نے ان کے سامنے پہلے پانی رکھا اور پھر فاطمہ کو کھانا لانے کا کہا ان کو جلدی تھی کہ جیسے ہی وہ اپنا کھانا ختم کریں تو وہ ان سے بات کریں پہلے بات اس لیے نہیں چھیڑی کہ غصے میں کھانا چھوڑ دیں گے۔

فاطمہ کے ابو نے ایک نظر اپنی بیوی پر ڈالی انہیں اندازہ ہو گیا کہ کوئی بات ہے جو وہ کرنا چاہ رہی ہیں اس لئے معمول سے جلدی کھانا کھا کر فاطمہ کو آواز دی کہ برتن اٹھا کر لے جائے فاطمہ کے برتن لے کر جاتے ہی بے بے نے فوراً ساری بات ان کو بتا دی۔ ان کا چہرہ غصے سے لال ہوا۔ انہوں نے کبھی بھی روپے پیسے کو اہمیت نہیں دی تھی جو کچھ بھی ملتا اس پر صبر شکر کر کے گزارہ کرتے۔ اب بہو جو نئی پٹی ان کے بیٹے کو پڑھا رہی تھی وہ خاصی خطرناک تھی۔ اپنے بیٹے کو وہ اچھی طرح جانتے تھے پہلے بھی کئی بار بار وہ زمین بچ کر کاروبار کرنے کی بات کر چکا تھا اب ان کو یقین ہو گیا کہ یہ پٹی پڑھانے والی بھی ان کی بہو حمیرا تھی۔

تو فکر نہ کر بھلیے لو کے باقر سے میں خود بات کر لو گا۔۔۔

انہوں نے اپنی بیوی کو تسلی دی۔

فاطمہ کا پریشانی سے برا حال تھا اس لیے اس نے یہ بات فوراً قمر سے بھی کر لی۔

قمر کو تو سنتے ہی پتنگے لگ گئے اس نے ایک لمحہ بھی نہیں لگایا کبیر کو فون کرنے میں اور فوراً ساری صورت حال اس کو بتا دی ان سب پر بند باندھنے کے لئے فاطمہ کا نکاح ضروری تھا۔ کبیر سے بات کرنے کے بعد اس نے جگنو کو فون کر کے دوبارہ ساری بات دہرائی اور انہیں جلد از جلد واپس آنے کا کہا اکلوتی بہن اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ یہ بھی جانتا تھا کہ ساتھ والا چوہدری انتہائی خبیث انسان ہے اپنا مطلب پورا کرنے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔



سر کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔۔۔۔۔
ظہیر (جگنو) نے دروازہ کھٹکھٹا کر آفس میں آنے کی اجازت چاہی۔ سپر وائزر فاروق نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

جی فرمائیے کیسے آنا ہوا ان کے لہجے میں نا محسوس سختی تھی۔
سر مجھے ارجنٹ اپنی فیملی پر اہلم کی وجہ سے گاؤں جانا پڑ رہا ہے اس لیے سر مجھے چھٹی چاہیے تھی۔۔۔۔۔

ظہیر نے ہچکچاتے ہوئے کہا جانتا تھا کہ مہینہ پہلے وہ لوگ ایک ہفتے کی چھٹیاں کر چکے تھے۔

میرا خیال ہے آپ لوگ پکی چھٹی ہی کر لیں ابھی آپ آئے ہیں آپ کے پیچھے آپ کے تینوں دوست کی تشریف لے آئیں گے چھٹی کی غرض سے۔۔۔

فاروق نے طنزیہ انداز میں کہا۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ اگر ایک چھٹی کرے تو اس کے پیچھے باقی تینوں نہ کریں۔ فاروق کو ان سے کوئی مسئلہ نہیں تھا کیونکہ فیکٹری میں اگر کوئی پر اہم ہوتی تو چاروں دوست ہی ان کی مدد کو آ جاتے تھے چاہے وہ پھر کام کی زیادتی کی وجہ سے ہو یا کوئی اور اس وجہ سے فاروق ان پر ذرا سختی کم کرتا تھا تقریباً ایک سال پہلے ان کی بیوی جڑواں بچوں جن میں ایک بیٹا اور بیٹی شامل تھے ان کی پیدائش کے وقت انتقال کر گئی تھی عمر کے حساب سے ظہیر سے سات آٹھ سال بڑے ہوں گے۔

واقعی سر ہم چاروں کو ہی چھٹی چاہیے کیونکہ مسئلہ ہم دو کی فیملی کے ساتھ ہے اور اس مسئلہ کو سمجھانے کے لیے باقی دو کا بھی ہمارے ساتھ جانا از حد ضروری ہے۔

ظہیر نے ان کو تفصیل سے بتایا۔

بتانا پسند کرو گے آخر کیا مسئلہ ہے ہو سکتا ہے میں کچھ مدد کر سکوں۔۔۔۔۔ اس نے خلوص سے آفر دی۔

سر میں آپ سے ضرور شیئر کرتا مگر یہ بہت پرسنل معاملہ ہے اگر ہمارے گاؤں جانے پر ہمارا مسئلہ حل ہو گیا تو آپ کو واپسی پر ضرور بتائیں گے۔۔۔۔۔

ظہیر نے کہا تو فاروق نے اثبات میں سر ہلایا۔
کتنے دن کے لیے جانا ہے تم لوگوں نے۔۔۔۔۔

فاروق نے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے پوچھا۔
 سر ہو سکتا ہے دو تین دن میں ہی واپس آ جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
 ایک ادھ ہفتہ لگ جائے میں آپ کو فون پر بتا دوں گا۔۔۔۔۔
 ظہیر واضح بات کی تو فاروق نے سر ہلا کر اجازت دی۔
 کچھ ہی دیر گزری تھی کہ دروازہ کھٹکھٹا کر عفان نے اندر قدم رکھا۔
 تمہارا دوست تمہاری بھی چھٹی لے کر جا چکا ہے ہے تم نے خواہ مخواہ ہی زحمت
 کی۔۔۔۔۔

فاروق نے کرسی کی طرف اشارہ کر کے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔
 جی ظہیر مجھے بتا چکا ہے میں اس وقت آپ کے پاس ایک اور کام کی وجہ :
 سے آیا ہوں۔۔۔۔۔ آپ اس دن خالہ کبریٰ سے اپنے لئے کسی لڑکی کی
 بات کر رہے تھے جو شادی کے بعد آپ کے دونوں بچوں کو بھی سنبھال
 سکے۔۔۔۔۔

عفان نے اپنے آنے کی وجہ بیان کی۔
 تمہارے کان بہت تیز ہیں۔۔۔۔۔ تمہیں سنائی دے گیا تھا حالانکہ میں نے
 بہت آہستہ آواز میں ان کو کہا تھا۔۔۔۔۔
 فاروق نے اسے چھیڑا۔

میں آپ کے بالکل پیچھے تھا اس لئے مجھے سب کچھ آرام سے سنائی دے گیا
 مجھے آپ سے اس سلسلے میں ہی کچھ بات کرنی تھی۔۔۔

عفان نے اس کی رائے جاننا چاہی۔
مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مجھے اچھا لگے گا اگر میں تمہارے کسی کام آسکو۔۔۔
فاروق نے رضا مندی ظاہر کی تو عفان کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا۔
آپ تیاری کر لیں ہمیں کل صبح کی ٹرین سے گاؤں کے لئے نکلنا ہے۔۔۔۔۔
آپ کے ساتھ کتنے لوگ ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔

عفان نے پوچھا تو فاروق نے مسکرا کر اسے دیکھا۔
یار تم جانتے ہو نہ میرے آگے پیچھے کوئی نہیں دو سال پہلے تک تو امی ابا
تھے ان کے جانے کے بعد میں بالکل اکیلا ہو ایک بہن ہے وہ بھی باہر کے
ملک بھی بیائی ہوئی ہیں۔ باقی رہ گیا آبیانی اور بچے تو میرا خیال ہے کہ اتنی دور
ان کو لے کر جانا مناسب نہیں۔۔۔۔۔

فاروق نے اپنے خیال کا اظہار کیا تو عفان نے نفی میں سر ہلایا۔
ہم آیا بی اور بچوں کو ساتھ لے کر جائیں گے اور انشاء اللہ واپسی پر ہمارے
ساتھ بچوں کی ماما بھی ہو گی پھر تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔

عفان نے جیسے سب کچھ سوچ لیا تھا۔
یار تم نے ابھی مراد سے بات نہیں کی اور سب کچھ پہلے سے طے کر لیا ہے
اگر اسے کوئی اعتراض ہوا تو۔۔۔۔۔
فاروق کے لہجے میں اندیشہ تھے۔

آپ سمجھ لیں کہ میں مراد ہوں۔۔۔۔۔۔۔ اس بارے میں آپ کو فکر کرنے

ہم سب کو گاؤں جانا پڑ رہا ہے مراد کی بہن کی شادی بھی ہے آپ مجھے بتائیں کہ آپ یہاں رکنا پسند کریں گی یا ہمارے ساتھ جائیں گی۔۔۔

عفان نے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں اسے مخاطب کیا تو ماہم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا زندگی میں پہلی بار وہ کسی گاؤں گئی تھی اور فاطمہ کے ساتھ گزارے وہ چند دن اس کی یادداشت میں ٹھہر گئے تھے۔

اب آپ جان بوجھ کر واپس گاؤں جا رہے ہیں مجھے نہیں لگتا آپ مجھے واپس بھیجنے میں سنجیدہ ہیں۔۔۔

ماہم پھر سے شروع ہو گئی تو عفان نے افسوس بھری نظر اس پر ڈالی۔ اب اس کی بے اعتباری کو اعتبار میں کیسے تبدیل کرتا یہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ آپ مجھے بتا دیں کہ آپ کو کیسے یقین آئے گا میں اس طرح ہی کر لیتا ہوں۔۔۔۔

عفان کی آواز میں نرمی تھی ماہم نے دیکھا وہ جتنی بار بھی اس کو غصہ دلانے کی کوشش کرتی وہ پرسکون طریقے سے جواب دیتا حالانکہ وہ جانتی تھی کہ منیجر صاحب کا نمبر پچھلے دو دن سے مسلسل بند آ رہا ہے مگر صرف اس کو زچ کرنے کے لیے جان بوجھ کر ایسا کرتی باقی تینوں سے صرف سلام دعا کے علاوہ اس نے کبھی کوئی بات نہیں کی تھی نہ ہی ان تینوں میں سے کسی نے سوائے خیریت پوچھنے کے کوئی فضول بات اس سے کی تھی اس ایک مہینے میں وہ ان سب کی شرافت کی قائل ہو گئی تھی

آج پھر آپ نے کپڑے بغیر پریس کیے بغیر پہن لیے ہیں آپ نگہت کیا سوچتی ہوگی۔۔۔۔۔

عفان نے ایک نظر اس کے ملجے کپڑوں پر ڈالی۔
مجھے کپڑے پریس کرنے نہیں آتے میں نے پریس کرنے کی کوشش کی تھی
مگر میرا ہاتھ جل گیا۔۔۔

ماہم نے اپنی ہتھیلی سیدھی کی جس کی سائیڈ پر استری کا چھوٹا سا نشان تھا
عفان کو افسوس ہوا اس ایک مہینے میں اسے پتہ چل گیا تھا کہ ماہم کو کھانے
پینے کے کوئی کام نہیں آتا تھا شاید اس وجہ سے کہ وہ امیر باپ کی بیٹی تھی
اور اس کے گھر نوکروں کی فوج تھی۔

آپ اپنے سارے کپڑے کپڑے استری کے ٹیبل پر رکھتے ہیں پریس کر دوں
گا دھونے والے کپڑے شاپر میں ڈال دے میں دھوبی کو دے آؤں گا اور کل
اگر آپ گاؤں جانا چاہ رہی ہیں تو اپنی پیکنگ کر لیں۔ اگر کچھ چاہیے تو مجھے بتا
دیں یا پھر میرے ساتھ چل کر لے لیں۔۔۔۔

عفان کی بات پر ماہم نے سر اٹھا کر اسے گھورا۔

ایک تو آپ مجھے وہاں شادی پر لے کر جا رہے ہیں اور پھر مجھ سے پوچھ
رہے ہیں کہ مجھے کچھ چاہیے میں وہاں شادی پر کیا پہنوں گی میرے پاس ایسا
کوئی کپڑا نہیں جو شادی پر پہنا جاسکے۔۔۔۔

عفان نے چونک کر اس کو دیکھا جو مزے سے اس پر الزام دھر رہی تھی۔

میں آپ کو آپشن دے رہا ہوں زبردستی لے کر نہیں جا رہا۔۔۔۔۔
 عفان نے بھی اس بار ذرا روکھے لہجے میں جواب دیا۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اب آپ مجھ سے کسی بھی طرح جان چھڑوانا چاہتے ہیں آپ چاہتے ہیں کہ میں یہاں ہی رہ جاؤ اور آپ چلے جائیں اور پھر دوبارہ واپس نہ آئیں میں اچھی طرح آپ کا پلین جان چکی ہو آپ جہاں جائیں گے میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔۔۔۔۔

ماہم کی بات پر عفان کو کرنٹ لگا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس طرح سوچے گی۔

میں آپ کو نہیں چھوڑ رہا آپ خود ہی جانے کی باتیں کرتی ہیں۔۔۔۔۔
 جانے کیسے عفان کے منہ سے پھسل گیا وہ ہڑبڑا کر اٹھا اور کچن کی طرف چلا گیا اپنی بے اختیاری پر اسے شدید غصہ آیا تھا جبکہ ماہم الجھی ہوئی اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

آپ مجھے بازار لے کر جا رہے ہیں یا نہیں۔۔۔۔۔
 ماہم جھنجھلاتی ہوئی اس کے پیچھے ہی کچن میں چلی آئی۔
 آپ تیار ہو جائیں میں آپ کو لے چلتا ہوں۔۔۔۔۔

عفان نے موبائل نکالتے ہوئے اس کو کہا کچھ دیر پہلے کہی ہوئی بات کا شائبہ ماہم کو اس کے چہرے پر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملا اسے بھیج کر عفان نے میسج کر کے کے مراد کو بازار جانے کا بتایا وہ تینوں بھی اس وقت بازار میں ہی

تھے۔

آدھے گھنٹے بعد وہ بازار آیا اور اسے ایک چھوٹی سی شاپ پر لے کر گیا جہاں ریڈی میڈ کپڑے موجود تھے ماہم نے حیرت سے اس چھوٹی سی دکان کو دیکھا ہمیشہ بڑے شاپنگ مال سے شاپنگ کرنے والی ماہم کو یہ سب بہت مزے کا لگ رہا تھا۔

آپ یہاں دیکھ لیں اگر آپ کو کوئی ڈریس پسند آتا ہے تو لے لیں ورنہ میں آپ کو کسی دوسری شاپ پر لے چلتا ہوں۔۔۔۔۔۔
عفان کو لگا اسے یہاں کپڑے پسند نہیں آئے۔

ماہم اس کی بات اگنور کیے ہینگ شدہ کپڑوں میں سے ایک سمپل فراک نکال کر دیکھنے لگی جس کے بازوؤں اور گلے پر بالکل باریک دھاگے کی نفیس سی کڑھائی تھی۔ عفان کو اس کی آنکھوں میں ستائش دیکھ کر اطمینان ہوا کچھ ہی دیر میں اس نے اپنے لئے چار سوٹ منتخب کر لئے عفان نے اس کی شاپنگ دیکھ کر اضطرابی کیفیت میں سر پر ہاتھ پھیرا۔



ماہم نے لیے ہوئے کپڑوں کو ایک دفعہ پھر جائزہ لیا عفان نے دیکھا آنکھیں پٹیپٹاتی وہ دوبارہ دوسرے ہینگ شدہ سوٹوں کی طرف گئی اور وہاں سے تین سوٹ مزید نکال کر لے آئی عفان کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں ماہم نے وہ سارے سوٹ کاؤنٹر پر رکھے اور بل بنانے کے لیے کہا۔

تو اس طرف چل پڑی۔ عفان خاموشی سے اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ زندگی میں زنانہ شاپنگ کا پہلا تجربہ تھا اس لئے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے تو وہم و گمان میں نہیں تھا کہ کپڑے اتنی مہنگے ہوتے ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ پانچ ہزار میں شاپنگ مکمل ہو جائے گا اسے اب اپنے خیال پر ہنسی آ رہی تھی۔ ماہم نے اپنے لئے ایک سمپل اور ایک فینسی شوز پسند کیے وہاں سے نکلے تو ماہم نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔

اب کیا لینا ہے آپ نے۔۔۔۔

اسے یوں دیکھتے پا کر عفان نے پوچھا۔

جیولری اور کا سیمیٹکز۔۔۔۔

وہ جواب دے کر ایک طرف چل پڑی جہاں اسے شاپ کا بورڈ نظر آیا تھا۔ جیولری شاپ پر اس کا پندرہ ہزار کا بل دیکھ کر اسے ایک بار پھر شاک لگا۔ آپ نے کتنی مہنگی شاپنگ کی ہے ایک گھنٹے میں آپ نے 50 ہزار خرچ کر دیے ہیں آپ اپنی ہر چیز پر کنٹرول رکھیں میں آپ کو بہت کم دے سکتا ہوں زیادہ کی حیثیت نہیں۔۔۔۔۔

عفان نے اسے آئینہ دکھایا۔

اغوا کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ کسی امیر کے بجائے غریب کو اغوا کرتے تو شاید کچھ بچت ہو جاتی ویسے بھی میں اپنے پاپا کا اڑا رہی ہو جب آپ کا اڑانے کی نوبت آئی تو پھر خریدنے سے پہلے سوچو گی۔۔۔

ماہم نے کندھے اچکائے۔

آپ کی غلط فہمی ہے۔۔۔۔۔ اگر آپ اپنے پاپا کے اڑا رہی ہیں تو یہ صرف ادھار ہیں اگلے مہینے میری کمیٹی نکل رہی ہے میں آپ کے سارے پیسے آپ کو واپس لوٹا دوں گا۔۔۔

عفان اس کو جتایا۔ ماہم نے حیرت سے اسے دیکھا زندگی میں پہلی بار اس نے اس نے کمیٹی لفظ سنا تھا۔

یہ کمیٹی کیا ہوتی ہے اور اس کے پیسے آپ کو کیوں ملیں گے۔۔۔۔۔
ماہم نے حیرانگی سے پوچھا۔

آپ یوں سمجھیں کہ دس لوگ ہر مہینے نے 1 ہزار ایک بندے کے پاس جمع کرواتے ہیں وہ کل ملا کر دس ہزار بن جاتے ہیں پھر پرچیاں ڈالی جاتی ہیں جس کا نام نکلتا ہے وہ دس ہزار اس کو دے دیئے جاتے ہیں یہ کمیٹی 10 بندوں کے حساب سے دس مہینے چلتی ہے ہر مہینے اسی طرح نمبر نکال کر نام نکالا جاتا ہے اس طرح بہت سے لوگ اپنی بچت کے لیے کمیٹی ڈال لیتے ہیں اور پھر کمیٹی نکلنے پر اپنی بڑی ضروریات پوری کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔

عفان نے اسے سمجھایا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا عفان کو اس کے چہرے پر ابھی بھی نا سمجھی کی کیفیت نظر آرہی تھی۔ اس نے گھڑی پر نگاہ ڈالی جو شام کے سات جا رہی تھی مغرب کی اذان کا وقت ہو رہا تھا عفان نے ماہم کو واپس چلنے کا عندیہ دیا۔

ابھی تو میں نے پڑا کھانا تھا۔۔۔:

ماہم نے غصے سے وہیں کھڑے ہوئے کہا۔

عفان نے اپنے آپ کو صبر کی تلقین کی اور اس کو چلنے کا اشارہ کیا اب اس کا ارادہ خاموشی سے اس کی فرمائش پوری کرنے کا تھا کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ ماہم اپنی منا کے چھوڑے گی۔



رات کو ماہم نے اسے بلا کر ساری چیزیں اس کے سامنے رکھیں۔

مجھے پیکنگ کرنی نہیں آتی۔۔۔ آپ پلیز یہ سب پیک کر دیں۔

ماہم نے بے چارگی سے بیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عفان سے کہا تو اس کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے ایک چھوٹا سا کام بھی اس لڑکی سے خود نہیں ہوتا تھا۔ اب اسے کیا پتہ تھا کہ ماہم نبی اسے تپانے کے لیے کہہ رہی ہیں۔

عفان نے کمرے کے سائیڈ پر رکھا اپنا سوٹ کیس لا کر بیڈ پر رکھا اور اس سے اپنا سامان نکال کر اس نے ماہم کا سامان رکھنے کی جگہ بنائی۔

آپ سارے سوٹ لے کر جا رہی ہیں ہم نے تو وہاں زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ دن رکنا ہے۔۔۔

عفان نے ایک نظر اس کے کپڑوں کے ڈھیر پر ڈالی اور اسے آگاہ کیا۔

ان میں سے پانچ سوٹ میں نے گفٹ کرنے ہیں اور باقی کچھ میرے ہیں۔۔۔

ماہم نے میں نے اس کو دیکھا اور بیڈ کے کونے پر ٹک گئی عفان نے سیدھے

ہاتھ سے اپنی پیشانی مسلی۔

اور باری باری سارے شاپر اٹھا کر ترتیب سے سوٹ کیس میں رکھے سوٹ کیس کو ایک نظر دیکھا جو ماہم کے سامان سے بھر گیا تھا ایک گہرا سانس لیتا سوٹ کیس بند کر کے اٹھا کر بیڈ کی سائڈ پر کھڑا کیا۔

آپ سو جائیں صبح جلدی اٹھنا ہے۔۔۔

مجھے نیند نہیں آ رہی تو پھر میں کیسے سو جاؤں آپ کو سونا ہے تو باہر جا کر سو جائیں میں نے آپ سے کہا بھی تھا اپنے فون میں نیٹ کا پیج کروا کر دیں

ماہم نے اسے یاد کروایا۔

میرے فون کا نیٹ کام نہیں کرتا۔۔۔

عفان نے شرمندگی سے بتایا تو ماہم نے ایک غصیلی نظر اس پر ڈالی۔

آپ کے پاس ہے کیا۔۔۔ جس چیز کا پوچھو آپ انکار کر دیتے ہیں مجھے سمجھ

نہیں آتی آپ تنخواہ کا کیا کرتے ہیں تیس ہزار آپ کی تنخواہ ہے اور ایک

اکیلے آپ کہاں اڑاتے ہیں ساری تنخواہ۔۔۔۔

ماہم کی کڑی تفتیش پر عفان کے چہرے پر تاریک سایہ لہرایا۔

میری ساری تنخواہ اور جمع پونجی امی کی بیماری پر لگ گئی تھی آپ پریشان نہیں

ہو۔۔۔۔۔ مجھے کچھ دن دیں میں آپ کو آپ کی پسند کا موبائل لا دوں

گا۔۔۔۔

عفان نے سر جھکائے نرمی سے کہا وہ کم ہی ماہم کے چہرے کو دیکھتا تھا۔ محرم
رشتہ تھا اس کے باوجود اپنے آپ پر قابور کھتا۔

دیکھا میں کہتی تھی نہ آپ مجھے میرے گھر بھیجنا ہی نہیں چاہتے بجائے اس
کے آپ مجھے کہیں کہ فون کیا کرنا ہے کچھ دن بعد اپنے گھر چلی جاؤں گی
آپ مجھے فون لا کر دینے کی بات کر رہے ہیں۔۔۔۔

ماہم آنکھیں پٹیٹاتے مزے سے بولی تو عفان کا سچ میں دل کیا اپنا سر دیوار
میں دے مارے۔

میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں اگر میں آپ کو فون لا کر دوں گا تو آپ کی ذاتی
ملکیت ہوگا میرا اس پر کوئی حق نہیں ہوگا۔۔۔۔۔
عفان نے اپنے آپ کو کنٹرول کرتے جوابا کہا۔
لگتا ہے وہ لوگ واپس آگئے ہیں۔۔۔

دروازہ کھٹکنے کی آواز پر عفان نے زیر لب کہا اور باہر نکل گیا ماہم وہی بیڈ
پر بیٹھ گئی اسے بہت حیرت ہوتی تھی عفان کو دیکھ کر اس نے محسوس کیا کہ
محرم ہوتے ہوئے بھی وہ انتہائی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ کبھی
بھی اس نے عفان کے انداز میں بے خودی نہیں دیکھی اور نہ رشتے کے
حساب سے کوئی چھڑ خانی۔

کہاں رہ گئے تھے تم لوگ رات کے گیارہ ہو رہے ہیں۔۔۔
عفان نے دروازہ کھولتے ہی ان تینوں کو دیکھ کر غصے سے کہا۔

یار تجھے پتا ہے نہ ٹریفک اتنی ہوتی ہے ایک تو مشکل سے ساری شاپنگ مکمل کی اور پھر گھر آتے آتے اتنا ٹائم ہو گیا۔۔۔۔۔

ظہیر نے شاپنگ بیگ چارپائی پر رکھتے ہوئے لاچاری سے کہا سب کا تھکاوٹ سے برا حال تھا پہلے فیکٹری اور پھر اتنے گھنٹوں کی خواری کے بعد شاپنگ اوپر سے صبح سویرے سفر بھی کرنا تھا انہوں نے مل کر سارے شوپنگ بیگ اندر رکھے اور اپنی اپنی چارپائیوں پر گر گئے۔

تم لوگ عشاء کی نماز پڑھ چکے ہو۔۔۔

عفان ان کو یوں لڑھکتا دیکھ کر پوچھنے لگا۔

ہاں یار بازار کی مسجد میں پڑھی تھی اب جا خود بھی سو جا اور ہمیں بھی سونے دے۔۔۔

اس بار مراد نے جواب دیا تو عفان سر ہلاتا باہر نکل گیا چارپائی ماہم کے دروازے کے قریب تھی بے شک ماہم رات کو اندر سے کنڈی لگا کر سوتی تھی مگر گھر کھلا تھا اس لئے اس کی حفاظت کے خیال سے عفان باہر ہی سوتا تھا۔

ماہم کی رات کو آنکھ کھلی تو پیاس کی وجہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی جگ کی طرف دیکھا جو خالی پڑا ہوا تھا اس کو شدید کوفت ہوئی پیاس سے برا حال تھا اس لیے مارے بندھے اٹھ کر دروازہ کی کنڈی کھولی اور باہر نکلی چارپائی خالی دیکھ کر ڈر کے مارے وہیں رک گئی اچانک ہی نگاہ صحن کے کونے پر پڑی جہاں

رات کے اس پہر عفان تہجد کے نماز ادا کر رہا تھا ماہم ٹرانس کی کیفیت میں چلتی ہوئی عفان کے قریب آگئی۔ چاندنی رات میں عفان کا چہرہ چمک رہا تھا چہرے پر اتنا نور تھا کہ ماہم ساکت اسے دیکھے گئی۔ وہ یوں خشو خضوع سے نماز ادا کر رہا تھا کہ اسے ارد گرد کی کچھ خبر نہیں تھی۔

ماہم نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی کو اتنی عقیدت سے نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ جتنی دیر عفان نے تہجد کے نوافل ادا کیے ماہم یوں ہی کھڑی اسے یک ٹک دیکھے گئی۔

عفان نے نماز ختم کی اور کتنی ہی دیر سجدے میں سر رکھے زار و قطار روتا اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہا۔ کافی دیر بعد جب اس کے دل کو کچھ سکون ملا تو سر اٹھا کر سیدھا ہوا۔ اپنے منہ پر دونوں ہاتھ پھیرے اور اپنی آنکھوں کے سامنے کیے جو آنسوؤں سے تر تھے۔ اسے اطمینان ہوا اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ جائے نماز تہہ کر کے ہاتھ میں پکڑے جوتے پہننے کے لیے پلٹا تو ٹھٹک کر تھم گیا۔ ماہم کو یوں سٹل دیکھ کر اسے عجیب لگا۔

آپ کب آئیں باہر۔۔۔

عفان نے نرمی سے پوچھا جو اس کی شخصیت کا خاصا تھی۔

آپ اتنی محبت سے نماز کیسے پڑھ لیتے ہیں آپ کو میرے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی۔۔۔۔

ماہم کے لہجے میں تجسس تھا۔

امی کہا کرتی تھیں کہ اللہ کے حضور کھڑے ہو تو دنیا بھول جاوے جا کر اس کی عبادت کا حق ادا ہو گا۔ شروع میں مجھے بہت مسئلہ ہوتا تھا بار بار نماز پڑھتے دھیان بھٹک جاتا تھا۔۔۔۔۔ کئی سال لگ گئے مجھے اپنی عبادت کو اس مقام تک لانے میں اللہ کا شکر ہے کہ اب میں نماز پوری دیانت داری سے ادا کرتا ہوں۔۔۔۔۔

عفان کہ لہجے میں رتی برابر غرور نہیں تھا اس کی عاجزی دیکھ کر ماہم حیرت زدہ تھی۔

آپ مجھے نماز سکھائیں گے۔۔۔۔۔

نہ جانے کیوں اس کی زبان سے پھسلا اپنے الفاظ پر وہ خود بھی حیران رہ گئی۔ ماہم کی بات پر عفان کو کرنٹ لگا اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ماہم کو نماز نہیں آتی اسے ماہم کے والدین پر افسوس ہوا جنہوں نے دنیاوی زندگی میں اسے ہر آسائش سے نوازا مگر آخرت کی تیاری کے لئے کوئی پیش بندی نہیں کی اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو جہنم کی آگ میں دھکیلنے والے یہ والدین ہی تھے جو صرف نام کے مسلمان تھے۔

اگر آپ سیکھنا چاہتی ہیں تو ابھی سے ارادہ کر لیں اسے کل پر مت چھوڑیں۔۔۔۔۔

عفان نے اسے سمجھایا۔

آپ مجھے وضو کرنا سکھا دیں گے مجھے بھول گیا ہے۔۔۔

ماہم نے شرمندگی سے کہا تو عفان نے کرب سے آنکھیں میچیں۔
آپ اس نل کے پاس چلیں وہاں وضو کر لیں۔۔۔۔

عفان نے ماہم کو کچھ دور لگے نل کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ماہم خاموشی سے
چل دی وہ بھول چکی تھی کہ کمرے سے وہ پانی پینے نکلی تھی۔
عفان نے اسے آہستہ آہستہ وضو کرنے کا طریقہ سمجھایا اور وضو کے بعد اس
سے نماز میں پڑھی جانے والی ساری آیات سنی۔

آپ کو نماز یاد ہے بس نماز ادا کرنے کا طریقہ آپ بھلا چکی ہیں۔۔۔۔۔
عفان کی بات سن کر اسے خوشی ہوئی جو اس کے چہرے سے واضح تھی عفان
نے بے ساختہ نظریں چرائیں۔

عفان نے اس کو پہلے خود نماز ادا کر کے دکھائی تاکہ اسے قیام رکوع اور
سجدے کا اندازہ ہو جائے اس دوران وہ ہلکی سی آواز میں آیات کی تلاوت بھی
کرتا رہا ماہم نے اس کی تلقید میں نماز ادا کرنے شروع کی دو تین بار نماز کے
دوران بھول جانے پر نماز توڑ کر پھر عرفان کو دیکھتی جس پر عفان ہلکی سی
مسکراہٹ کے ساتھ دوبارہ اسے سارا طریقہ سمجھاتا چوتھی بار میں ماہم نے بغیر
کسی غلطی کے دو نفل ادا کیے ماہم کو لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم میں سکون
اتر گیا ہو اتنا میٹھا سا احساس تھا کہ وہ کچھ اور سوچ ہی نہ پائی۔

اگلے دو نفل بھی اس نے بغیر کسی غلطی کے ادا کیے بارہ نوافل ادا کرنے
کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو بے اختیار ماں باپ اور بھائیوں

کے چہرے اس کی نگاہ میں آ گئے بے ساختہ ہی آنسو بہہ نکلے وہ ہچکیوں سے روتی ان سے ملنے کی دعا مانگنے لگی اس کی اونچی بڑبڑاہٹ پر عفان نے افیت سے سے مٹھیاں بھینچیں۔

کچھ دیر دعا کرنے سے اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو چہرہ دوپٹے سے صاف کرتی جائے نماز سمیٹ کر اٹھ کر عفان کے قریب سے سر جھکائے گزر کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

عفان کو شدت سے اپنی بے بسی کا احساس ہوا تھا کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھا جہاں صبح کے چار بج رہے تھے۔ چونکہ اب فجر کا وقت قریب تھا اس لیے اس نے سونے کا ارادہ موخر کیا اور اندر سے قرآن پاک اٹھا لایا برآمدے کی لائٹ آن کر کے آہستہ آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگا اندر لیٹی ماہم کی کانوں میں قرآن پاک کے الفاظ جیسے جیسے اتر رہے تھے اس کو لگ رہا تھا جیسے وہ پرسکون ہوتی جا رہی ہے۔

تلاوت سنتے سنتے اس کی آنکھ لگ گئی فجر کی اذانوں کے بعد عفان نے تینوں کو جگایا اور پھر ماہم کا دروازہ دو تین بار ہلکا ہلکا کھٹکایا مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا گہرا سانس لیتا وہ پلٹ گیا جانتا تھا کہ ابھی شروعات ہے پانچ وقت کا نمازی بننے کے لیے جذبہ ہونا ضروری ہے جس میں صف اول پر فجر کے وقت نیند کی قربانی تھی۔

ساڑھے چھ بجے کا ٹائم ہوا تو تو عفان نے ماہم کا دروازہ ذرا زور سے کھٹکایا تاکہ

وہ جاگ جائے سات بجے انہیں اسٹیشن کے لیے نکلنا تھا۔
کیا مصیبت ہے کون سا طوفان آگیا ہے کیوں صبح صبح دماغ کھا رہے
ہیں:۔۔۔۔

دروازہ کھولتے ساتھ ماہم کی گولا باری شروع ہو گئی۔ عفان نے منہ کھول کر
اسے دیکھا جو بنا دوپٹے کے یوں ہی اٹھائی تھی اور نظریں چراتا دوسری طرف
دیکھنے لگا۔

ساڑھے چھ بج گئے ہیں سات بجے ہمیں اسٹیشن کے لئے نکلنا ہے آپ جلدی
سے تیار ہو جائیں۔۔۔

عفان اسے کہہ کر واپس مڑ گیا۔ ماہم نے کسمندی سے سر جھٹکا۔ اس کا دل کر
رہا تھا کہ واپس بیڈ پر لیٹے اور سو جائے وہ اپنی آنکھیں ملتی نیند کو بھگانے کی
کوشش کرتی اگلے دس منٹ میں تیار ہو کر باہر آ گئی۔ عفان اس کے لئے
ناشتہ بنا چکا تھا۔ کبیر مراد اور جگنو تیار ہو کر سامان باہر نکال رہے تھے۔
بہنا آپ نے رستے میں کچھ کھانا ہے تو بتا دیں جب تک آپ ناشتہ کر کے
فارغ ہوتی ہیں میں لے آتا ہوں۔۔۔

مراد اس کے پاس آ کر بولا تو ماہم نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔
بس لیز اور سیون اپ۔۔۔۔

جواب دے کر وہ دوبارہ بریڈ پر جیم لگانے میں مصروف ہو گئی۔
مراد باہر نکل گیا قریبی شاپ اس وقت کھلی ہوتی تھی ماہم کے ناشتہ ختم کرنے

پر عفان نے برتن اٹھا کر دھوئے اور ایک نظر کچن پر ڈالی کچھ برتن سیدھے تھے انہیں الٹا کر کے رکھا گیس کا وال بند کیا اور مطمئن ہوتا باہر آگیا۔ صبح آپ نماز کے لیے کیوں نہیں اٹھیں۔ رات کو آپ نے پانچ وقت نماز پڑھنے کا عہد کیا تھا۔۔۔

افغان نے نرمی سے اس کو یاد دلایا تو وہ شرمندہ ہوتی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

ماہم میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں جواب دیں۔۔۔ اس کا لہجہ نرم تھا۔

وہ مجھے شدید نیند آ رہی تھی میں آپ کے دروازہ ناک کرنے پر جاگی تھی مگر دوبارہ سو گئی۔۔۔۔۔

دھیمی آواز میں شرمندگی سے بتاتی عفان کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

دیکھیں اگر آپ پانچ وقت سچے دل سے اللہ کی عبادت کرنا چاہتی ہیں تو آپ کو اپنے ذہن پر کنٹرول کرنا ہوگا پہلے دن ہی آپ نے اپنے آپ سے کیا ہوا وعدہ توڑ دیا۔۔۔۔۔ یہ تو غلط بات ہے آئندہ یاد رکھیں اگر غلطی سے آپ کی نماز رہ جائے تو اٹھتے ساتھ نماز قضا کر لیں۔ لیکن یہ روز روز نہیں ہونا چاہیے بس جب کبھی آپ کی آنکھ نہ کھل سکے۔۔۔۔۔

عفان کے سمجھانے کا انداز اتنا نرمی لیے ہوئے تھا کہ ماہم اس کو دیکھے گئی۔ عفان کی نگاہ پڑتے ہی گڑبڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔

آجاؤ رکشہ آگیا ہے۔۔۔

باہر سے کبیر کی آواز آئی تو عفان نے ایک نظر ماہم پر ڈالی بلیو کلر کے
ٹراؤزر شرٹ کے ساتھ اس نے دوپٹے سے نقاب کیا ہوا تھا۔

آپ کا عبایا کہاں ہے۔۔

اسے عبایا کے بغیر دیکھ کر عفان پوچھے بغیر نہیں سکا۔

وہ گندا ہو گیا ہے۔۔۔

ماہم کی بات سن کر اس کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔

اگر گندہ تھا تو آپ نے دھونے والے کپڑوں میں کیوں نہیں بھیجا اب آپ
بغیر عبایا کے جائیگی آپ یہاں انتظار کریں میں نگہت آپا سے عبایا لے کر آتا
ہو۔۔۔

عفان نے ماہم سے کہا اور باہر نکلا پانچ منٹ بعد ہاتھ میں بلیک کلر کا عبایا تھا
عفان ماہم کے پاس آیا اور عبایا دے کر کمرے میں جا کر پہننے کے لئے کہا
جب تک سامان رکشے میں رکھا وہ عبایا پہن کر باہر آگئی۔

عفان نے سارے کمرے اور کچن کو تالے لگائے اور آکر رکشے میں ماہم کے
ساتھ بیٹھ گیا۔

اسٹیشن پر سامنے ہی انہیں فاروق بچوں اور آیا بی کے ساتھ سامنے ہی نظر
آگیا۔



فاروق کے دونوں بچے پر ام میں سو رہے تھے عفان نے ماہم سے فاروق کا تعارف کروایا۔ ماہم کی نگاہ تو ان کیوٹ سے بچوں سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ ان کے گال کھینچ کر انہیں جگا دے۔ اسی اثنا میں ٹرین کی وسل سنائی دی دونوں بچے ڈر کر روتے ہوئے اٹھ گئے۔

ماہم جلدی سے آگے بڑھی اور ہاتھ سے چٹکی بجا کر خاموش کرانے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ زور و شور سے روئے چلے جا رہے تھے۔

آیا بی اور فاروق نے آگے بڑھ کر ان کو گود میں اٹھایا اور جھلانے لگے۔ جیسے ہی ٹرین رکی چاروں نے مل کر سارا سامان چڑھایا۔ عفان نے ماہم کا ہاتھ تھام کر اسے ریل پر چڑھنے میں مدد دی۔ اس کے بعد آیا بی سے بچے لے کر ان کو اوپر چڑھایا اور پھر خود چڑھا فاروق ایک بیگ کندگے پر لٹکائے اور ایک بچی کو گود میں اٹھائے اوپر چڑھ چکا تھا۔

بیٹا یہ ذرا فیڈر تو بنا دینا ان دونوں کا باجا اکٹھا ہی بجنا شروع ہو جاتا ہے

ٹرین میں بیٹھتے ہی آیا بی نے بیگ ماہم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو ماہم نے بے چارگی سے عفان کو دیکھا۔

عفان نے بیگ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر آیا بی سے پوچھ کر دونوں بچوں کی فیڈر تیار کی۔

آیا بی نے غضب ناک نظروں سے ماہم کو دیکھا جس پر ماہم سر جھکا گئی۔

بیٹا میں نے تمہیں دودھ بنانے کا بولا تھا نہ کہ توپ چلانے کا جو تم نے بیگ اس بیچارے بچے کے ہاتھ میں دے دیا۔۔۔۔۔

آیابی کی بات پر بے ساختہ قہقہہ پڑا تھا۔
ماہم نے ناراض نظروں سے افغان کو دیکھا اس کی ناراضگی دیکھ کر عفان نے اپنے آپ کو کنٹرول کیا ورنہ ہنسی بند ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔
دیکھو ذرا نہ تم لوگ کیوں چھت پھاڑ قہقہے لگا رہے ہو۔۔۔۔۔

آیابی کو غصہ ہی آگیا ان کی ہنسی کو بریک لگی تھی۔ عفان نے کانوں کو ہاتھ لگا کر ماہم کو اشارے سے سوری کیا جس پر وہ منہ بناتی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

دونوں بچے پیٹ بھرنے کے بعد اکیٹو ہو چکے تھے۔
ابھی انہوں نے ٹھیک طرح سے کھڑا ہونا شروع کیا تھا اس لیے گود سے کھسک کر نیچے اترنے کی ضد کرنے لگے۔

آیابی نے ایک چادر نکال کر ماہم کی طرف بڑھائی اور اسے ٹرین کے فرش پر ڈالنے کے لیے کہا۔ عفان نے اس کے ہاتھ سے چادر لے کر خود کھول کر ڈالی دوسری طرف سے مراد نے پکڑ کر چادر کو پھیلا دیا۔ آیابی نے اطمینان سے بچوں کو چادر پر بٹھایا اور بیگ سے کچھ کھلونے نکال کر ان کے سامنے رکھ دیے ان کی معصوم کھلکھلاہٹیں سب کو محفوظ کر رہی تھیں۔

عجیب سے سمیل آرہی ہے ایسے لگتا ہے جیسے کوئی چیز مری ہوئی ہے۔۔۔۔۔

ماہم کو جیسے ہی بدبو آئی ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے عفان سے آہستگی سے بولی۔
آیا بی کی ناک سے جیسے ہینو ٹکرائی وہ فوراً ہی سیدھی ہوئیں۔

آئے ہائے۔۔۔۔۔ ان کو بھی یہ کارنامہ ابھی سرانجام دینا تھا۔۔۔۔۔
آیا بی کی بات پر سب نے سوالیہ نظروں سے ان کو دیکھا جب کہ فاروق سمجھ
چکا تھا کہ ان کا اشارہ کس طرف ہے۔

ارے فاروق میاں نیپی والا بیگ نکال کر دو انکو صاف کرو۔۔۔۔۔
آیا بی کی ڈیمانڈ پر ان کو اندازہ ہو گیا کہ ڈبے میں پھیلنے والی والی سمیل کس چیز
کی تھی۔ ماہم کو تو اب ابکائی آنے لگی تھی اس لئے ناک پر ہاتھ رکھ کر رخ
موڑ گی عفان نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اس کو باہر آنے کا کہا اور خود اٹھ
کر باہر کی طرف بڑھا اور ٹرین کے دروازے سے تھوڑا ہٹ کر کھڑا ہو گیا
۔ ماہم بھی اس کی تنقید میں باہر آ گئی تھی۔

دھیان سے کھڑے ہونا یہ نہ ہو جھٹکا لگنے سے باہر گر جاؤ۔۔۔۔۔
عفان نے کہا تو ماہم ڈر کے مارے اس کے قریب آ کر کھڑی
ہوئی۔

دوڑتی ہوئی ٹرین کے ساتھ دوڑتے مناظر عجیب دلکش لگ رہے تھے کسی وقت
بالکل اجاڑ جگہ جاتی اور کبھی آبادی ماہم سب کچھ بہت شوق سے دیکھ رہی
تھی۔ جب پہلی بار ٹرین کا سفر کیا تھا تو اس وقت اس نے کسی بھی چیز
پر دھیان نہیں دیا تھا وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر گرم سم سے کھڑے تھے جب ہلکا

سا جھٹکا لگا اور ماہم عفان سے جا ٹکرائی فوراً اس کو تھام کر سیدھا کیا۔
دھیان سے کھڑی ہوں۔۔۔۔۔

اس کا لہجہ روڈ ہو گیا یا پھر ماہم کو ایسا لگا۔
میں نے نہیں کہا تھا کہ ٹرین مجھے دھکا دے۔۔۔۔
ماہم نے نروٹھے لہجے میں کہا تو عفان کو ہنسی آگئی جسے چھپانے کے لیے وہ باہر
کی طرف چہرہ موڑ گیا۔
مجھے بھوک لگی ہے۔۔

ماہم کے بیچاری سے کہنے پر عفان نے ایک نظر اس پر ڈالی۔
میڈم ابھی آپ کو ناشتہ کئے ہوئے دو گھنٹے گزرے ہیں آپ کا ڈائجسٹو سسٹم
تو بہت سٹرونک ہے۔۔۔۔
عفان نے اسے تنگ کرنے کے لئے کہا۔

میں نے ناشتے میں صرف دو پیس بریڈ کے لیے تھے اور وہ تھوڑی دیر میں
ہی ہضم ہو گئے اب مجھ سے بھوک برداشت نہیں ہو رہی تو کیا کرو۔۔۔۔۔
ماہم کے خفگی سے کہنے پر عفان نے نفی میں سر ہلایا اور اسے وہیں کھڑا رہنے
کا کہہ کر خود کین میں چلا گیا۔ واپسی پر اس کے ہاتھ میں شاپر تھا جس میں
مراد نے اس کے لئے سینڈوچ بھی لیے تھے کیوں کہ اتنے دنوں میں ان
سب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ماہم بھوک کی بہت کچی تھی اور ایسی چیزیں بہت
شوق سے کھاتی تھی۔

کھانے کا ٹائم ہوا تو ماہم عفان کے کندھے پر سر رکھے پر سکون نیند سو رہی تھی۔ آیا بی نے ہاٹ پاٹ نکال کر چادر پر رکھا۔ مراد اور جگنو نے پانی کی بوتلیں اور کلاس نکال کر ترتیب سے رکھے۔

جگنو نے پلیٹ میں چاول ڈال کر چچج رکھی اور عفان کی طرف بڑھا دیئے جن کو اس نے خاموشی سے تھام لیا۔ آیا بی کو عفان پر بہت غصہ آرہا تھا جس نے اپنی بیوی کو اتنا سر چڑھایا ہوا تھا فی الحال وہ خاموشی سے دیکھ رہی تھیں ان کا ارادہ تھا کہ عفان کی اچھی سے کلاس لیں گی اور اسے بتائیں گی کہ بیوی کو کیسے رکھا جاتا ہے۔۔



وہ لوگ گاؤں پہنچے تو ساڑھے چھ کا ٹائم ہو رہا تھا مغرب کی اذان میں کچھ ہی وقت باقی تھا فاروق اور آیا بی کو جگنو اپنے گھر لے گیا کیونکہ عفان کے گھر رہائش کا کوئی انتظام نہیں تھا البتہ ماہم عفان کے ساتھ ہی تھی جسے بعد میں فاطمہ آکر لے گئی۔

جگنو اسے رات کے کھانے کے لیے بلانے آیا تو وہ ماں جی کی تصویر ہاتھ میں لئے اداس بیٹھا تھا جگنو نے تصویر اس کے ہاتھ سے لے کر واپس پر رکھی اور اسے پکڑ کر ساتھ لے آیا

چپ کر کے کھانے کے لئے بیٹھے جاؤ اب یہ نہ کہنا مجھے بھوک نہیں۔۔۔۔۔ جگنو نے اسے دھکیل کر کرسی پر بٹھایا سامنے ہی فاروق بھا باقر اور جگنو کے ابو

کچھ ہی دیر میں عفان جا کر فاطمہ کے کمرے سے سے آپی شمینہ کو بلا لایا

۔ فاروق اس وقت جگنو کے کمرے میں موجود تھا۔
 ثمنینہ کو عفان دروازے کے اندر چھوڑ کر خود واپس چلا گیا۔
 السلام علیکم۔۔۔۔

اس کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر فاروق نے کھڑے ہو کر تعظیم دیں۔
 وعلیکم السلام تشریف رکھیے۔۔۔۔

ثمنینہ کا لہجہ پر اعتماد تھا اور اس کے انداز میں عجیب ہی تمکنت تھی۔
 فاروق نے ایک نظر اسے دیکھا گندمی رنگت پر عام سے نین نقش تھے مگر اس
 کے باوجود اس کے چہرے میں عجیب سی کشش تھی۔ وہ نظر نہیں ہٹا پایا۔
 ثمنینہ کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھرے جس پر فوراً ہی فاروق نے نے
 نظر چرائی۔

اگر میں آپ کو پسند آئی ہوں تو ابھی مجھے بتا دیں کیونکہ مجھے شادی سے پہلے
 کچھ باتیں کلیئر کرنی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

ثمنینہ کا پر اعتماد انداز فاروق کو اچھا لگا۔

مجھے آپ پسند نہیں آئی۔۔۔۔

فاروق نے شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ثمنینہ نے ایک نظر اس کے
 وجہیہ چہرے پر ڈالی ثمنینہ کا چہرہ سپاٹ تھا وہ کھڑی ہوئی تو فاروق بھی اس کے
 ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔

آپ میری پوری بات نہیں سنیں گی۔۔۔۔

باوجود ثمنینہ کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی نہ ہی اس کے چہرے پر شرم کی لالی تھی۔

اگر میں کہوں کہ مجھے آپ کے متعلق کچھ بھی نہیں سنا تو۔۔۔۔۔
 فاروق کی بات پر ثمنینہ نے پلکیں اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔
 میں پھر بھی اپنی ذات کے متعلق سب کچھ بتاؤں گی۔۔۔۔۔ کل کو اذیت
 اٹھانے سے کہیں بہتر ہے کہ میں آج ہی تھوڑی سی تکلیف سہ لو۔۔۔۔۔
 اس بار فاروق کو لگا ثمنینہ کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔
 چلیں اگر آپ کی تسلی اسی میں ہے تو میں ہمہ تن گوش ہو۔۔۔۔۔ آپ
 بولیں۔۔۔۔۔

فاروق کو اندازہ ہوا کہ وہ بات کئے بغیر مطمئن نہیں ہوگی۔
 میری شادی برادری میں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ میرا بی اے کا فائنل ایئر کے سپر
 ہوتے ہی ابو نے میری شادی کر دی۔۔۔۔۔ یہ شادی ماجد کی پسند سے نہیں
 ہوئی تھی اس لئے شادی کی رات ہی وہ مجھے چھوڑ کر باہر کے ملک واپس چلا
 گیا۔۔۔۔۔ ڈیڑھ سال بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس نے گھر میں پڑی ہوئی
 فالتو چیز کی طرح مجھے ایک طرف کر دیا مگر مرد کی فطرت اپنا حق لینا نہیں
 بھولا۔۔۔۔۔ جب میری گود بھری تو میں بہت خوش تھی مجھے لگا کہ اب
 میری ساری تکلیف ختم ہو جائیگی میں آنے والی خوشی کا سوچ کر ہی بہت
 مطمئن ہو گئی تھی ان ہاتھوں سے چھوٹے چھوٹے کپڑے سیتے میرے احساسات

عجیب ہو جاتے ہیں راتوں کو خوابوں میں ننھے ہاتھوں کا لمس اپنے چہرے پر محسوس کرتی۔

اسی خوشی نے مجھے پچھلے سارے غم بھلا دیئے۔ واجد کا رویہ میرے ساتھ جیسا بھی ہوتا مجھے کوئی فکر نہیں رہی تھی اس دن کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہوئی تھی میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی کھانا بناتے ہوئے مجھے سالن میں نمک ڈالنا یاد نہیں رہا اس چھوٹی سی ایک غلطی پر پہلی بار ماجد نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا میں نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی تو اس نے مجھے دھکا دے کر فرش پر گر آیا اور میرے پیٹ پر برے طریقے سے لات رسید کی۔

اس دن اگر میں نے اپنا بچہ کھویا تو اس کے ساتھ میں ماں بننے کے حق سے بھی محروم ہو گئی اور اسی بات کو بنیاد بنا کر ماجد نے مجھے طلاق دے دی۔۔۔۔۔ ان ساری باتوں کا لب لباب یہ ہے کہ میں بانجھ عورت ہوں۔ کبھی آپ کو اولاد کی خوشی نہیں دے سکوں گی۔۔۔ فیصلے کا اختیار آپ کے پاس ہے مجھے نہیں لگتا کہ کوئی بھی مرد ایک بانجھ عورت کو اپنی زندگی میں جگہ دینا پسند کرے گا۔۔۔۔۔

ثمینہ نے بات شروع کی تو آخر تک آتے اس کی آواز بھرا گئی چہرے پر اندرونی کیفیت کے واضح اثرات تھے اپنے آپ پر قابو پاتے ثمینہ اٹھ گئی۔ اگر آپ یہاں پر میرا دو منٹ انتظار کریں تو مجھے خوشی ہوگی۔۔۔۔۔ فاروق کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔ ثمینہ نے سوالیہ نظروں سے اس کو

دیکھا۔ آنکھوں میں نمی دیکھ کر فاروق دکھی ہوا۔
بس میں ابھی آیا۔۔۔

فاروق تیزی سے باہر نکلا۔ عفان کو آواز دی اس کے آنے پر بچوں کو لانے بھیجا اور خود وہی انتظار کرنے لگا۔ عفان دونوں بچے اٹھائے اس کے پاس آیا فاروق نے شکریہ ادا کر کے دونوں بچوں کو گود میں لیا اور واپس چلا گیا۔
کیا آپ ان بچوں کی ماں بننا پسند کریں گی۔۔۔

فاروق کی بات پر ثمنینہ جھٹکے سے پلٹی۔ ننھے منے فرشتوں کو دیکھ کر ثمنینہ کی آنکھوں میں چمک سی بھر گئی۔ بے اختیار ہی وہ ان بچوں کی طرف بڑھی اور گھٹنوں کے بل ٹیبل کے قریب بیٹھ گئی جہاں فاروق نے دونوں بچوں کو کھڑا کیا تھا۔

ثمنینہ کے چہرے پر ایک نظر ڈال کر باہر آگیا وہ اس کے احساسات سمجھ رہا تھا۔

دس منٹ بعد وہ اندر گیا تو ثمنینہ دونوں بچوں کو گود میں لیے روتے ہوئے مسکرا بھی رہی تھی فاروق نے حیرت سے اس دھوپ چھاؤں کے منظر کو دیکھا۔

اس کے اندر سکون اتر گیا۔

پھر کیا فیصلہ کیا آپ نے۔۔۔

اس بار فاروق کی آنکھوں میں شرارت اور چہرے پر دلکش مسکراہٹ تھی اس

بارِ ثمنینہ کے چہرے پر بھی ہلکی سی سرخی اور رضا مندی کے آثار واضح تھے۔
 ثمنینہ نے ایک نظر فاروق کو دیکھا اور شرما کر سر جھکا گئی دونوں بچے اس کی
 گود میں اس کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے ان کے ہاتھوں کا لمس سکون
 بن کر روح میں اتر رہا تھا اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے دونوں اس ہی کے
 وجود کا حصہ ہیں اپنی ترسی ہوئی مامتا وہ ان دونوں کے وجود سے سیراب کر
 رہی تھی۔

میں انہیں اپنے ساتھ لے کر جا رہی ہو مجھے ان کی چیزیں لا دیں۔۔۔۔۔
 ثمنینہ نے یوں حق جتاتے ہوئے کہا کہ فاروق ہکا بکا اسے دیکھنے لگا۔
 ثمنینہ اطمینان سے دونوں بچوں کو گود میں لیے باہر نکل گئی فاروق وہیں کھڑا
 سر پر ہاتھ پھیرتا اسے باہر جاتا دیکھتا رہا۔
 فاروق نے عفان کو بچوں کی چیزیں دے کر ثمنینہ کے پیچھے بھیج دیا گھر میں
 خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

عفان نے کبیر کے گھر جا کر خوش خبری سنائی۔ اگلا دن مصروفیت بھرا تھا شام کو
 مہندی رکھی گئی تھی اس لیے سارا دن ہی تقریباً بھاگتے دوڑتے گزر گیا۔
 ماہم نے سب کے لیے لائے ہوئے بے گفٹ ان کو دیے جن میں
 خوبصورت سوٹ تھے اور سختی سے ہدایت کی کے کل برات والے دن وہ
 سب یہی کپڑے پہنے گئے۔

مہندی کا انتظام صحن میں ہی کیا گیا تھا باہر سے کسی کو نہیں بلایا گیا تھا ڈھولک

بجاتے لڑکیاں گانا گانے میں مصروف تھی ایک سائیڈ پر صائمہ ثمنینہ کو مہندی لگانے میں مصروف تھی ماہم دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

ماہم آپ کو بھائی گھر بلا رہے ہیں۔۔۔۔

فاطمہ نے اسے عفان کا پیغام دیا۔

ماہم گھر پہنچی تو سامنے ہی برآمدے میں عفان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

آپ نے بلایا ہے مجھے۔۔۔۔ کوئی کام تھا۔۔۔۔

ماہم نے آکر پوچھا تو عفان نے ایک سادہ سی نظر اس کو دیکھ سمپل سے کپڑوں میں بھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی عفان نے دوبارہ نظر ڈالنے کی غلطی نہیں کی۔

آپ کو کوئی چیز تو نہیں چاہیے میں باہر جا رہا تھا اس لئے سوچا آپ سے پوچھ لو۔۔۔۔

عفان نے اسے بلانے کا مقصد بیان کیا۔

میرے لیز اور کولڈ ڈرنک دونوں ختم ہو گئے ہیں بس وہ لے آئے گا۔۔۔۔:

ماہم کی بات پر عفان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

آپ نے پانچ سو کے لیس اور کولڈ ڈرنک ایک دن میں ختم کر دیئے۔۔۔۔

عفان کی حیرت کی انتہا نہیں رہی تھی۔

میں نے اکیلے تھوڑی کھائے ہیں باقی سب کو بھی دیے ہیں۔۔۔۔۔

ماہم کی بات سن کر عفان سمجھ آئی کہ اتنا ڈھیر کیسے ختم ہوا۔

آج کتنی نمازیں پڑھی آپ نے۔۔۔۔۔
 افغان کے پوچھنے پر ماہم نے شرمندگی سے سر جھکایا۔
 سوری مجھے یاد ہی نہیں رہا۔۔۔

ماہم یہ بہانہ کوئی اتنا کارگر نہیں.... آپ کو جیسے ہی اذان کی آواز آتی ہے
 اسی وقت نماز پڑھ لیا کریں جب آپ نماز کو بعد پر ڈالتے ہیں تو شیطان آپ
 کو بار بار بہکاتا ہے اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ ہم نماز نماز نہ ادا کر
 پائے۔۔۔۔۔

عفان انتہائی نرمی سے اس کو سمجھا رہا تھا ماہم اس کا ایک ایک لفظ غور سے
 سن رہی تھی۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ آپ سے میں کوشش کروں گی آپ کی بات پر عمل کرنے
 کی اور پلیز جب آپ میری چیزیں لینے جائیں تو ایک ڈبہ فریش اپ بیل کا بھی
 لائیے گا۔۔۔

ماہم کی فرمائش پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔
 چلیں میں آپ کو فاطمہ کی طرف چھوڑ دو پھر بازار جاؤں گا۔۔۔۔۔
 عفان نے ماہم سے کہا اور اور باہر کی طرف بڑھ گیا وہ بھی اس کے پیچھے
 ہی باہر نکل گئی۔

اگلے دن نکاح تھا صبح سے گھر میں خاصی گہما گہمی تھی عفان نے جگنو کو
 پریشان دیکھا تو اس کے پاس چلا

کیا ہے۔۔۔۔۔ کیوں منہ سجا کے پھر رہے ہو۔۔۔۔۔
 عفان نے گھور کر پوچھا۔

یار میں سخت پریشان ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر اس چوہدری کو کچھ پتہ چل گیا تو بہت
 برا ہوگا جب تک سب کچھ خیریت سے نہیں ہو جاتا مجھے پریشانی لگی رہے گی
 بھابھی گھر پہ ہی ہیں ان سے سب کچھ اتنا ناممکن ہے۔۔۔۔۔

جگنو نے اپنی پریشانی کی اصلی وجہ بیان کی۔ عفان چند لمحے وہیں کھڑا کچھ سوچتا
 رہا اور پھر کچھ دور جاتے قمر کو آواز دی اور اس کے قریب آنے پر اس کے
 کان میں آہستہ سے چند باتیں کی جو قمر کو بخوبی سمجھ آگئی وہ اثبات میں سر ہلا
 بھابھی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ موجود تین سال کی عائشہ کو تیار
 کرنے میں مصروف تھیں۔

بھابھی ابھی ابھی ساتھ والے گاؤں کا ایک بچہ آیا تھا وہ بتا رہا تھا کہ آپ کے
 گھر میں شاید کوئی کوئی لڑائی ہوئی ہے میں نے اس سے تفصیل پوچھنے کی
 کوشش کی مگر وہ کچھ بھی بتائے بغیر بھاگ گیا۔۔۔۔۔ میں نے سوچا آپ سے
 پوچھ لو خیریت تو ہے کوئی پریشانی کی بات تو نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حمیرا نے قمر کی بات سن کر پریشانی سے اسے دیکھا۔
 ہائے میرے ربا پتہ نہیں کیڑا نوا کٹا کھول دتا نے گھر وچ (ہائے میرے ربا
 پتہ نہیں کون سا نیا مسئلہ کھول دیا ہے گھر میں)۔۔۔۔۔ انہوں نے آج ہی
 لڑائی جھگڑے یاد آئے تھے ساری شادی کا مزا کرکرا کر دیا۔۔۔۔۔

وہ اونچی آواز میں شروع ہو گئیں۔

وے قمر جا کوئی رکشہ پکڑ کے لا مجھے خود ہی گھر جانا پڑے گا۔۔۔۔۔
قمر اپنی بھابھی کی تیزی دیکھتا مسکراہٹ ہونٹوں میں دباتا رکشہ دیکھنے باہر نکل گیا۔ جاتے ہوئے عفان کو ہاتھ کا انگوٹھا دکھا کر تھمز اپ کا اشارہ دیتا گیا۔



میرا خیال ہے کہ پہلے ثمنینہ آپا کا نکاح رکھ لیتے ہیں جیسے ہی بھابھی واپس آئیں گی اسی وقت فاطمہ کا نکاح کر دیں گے ورنہ تم بھابی کو جانتے ہو وہ کتنا تماشائ بنائی گئی اس بات کا کہ ان کے پیچھے سے فاطمہ کا نکاح کر دیا اس طرح انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ ہم سب کچھ جانتے تھے جو وہ چوہدری کے ساتھ مل کر کرنے والی تھیں۔

عفان نے جگنو سے کہا تو جگنو نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔

میرا بچہ کیوں رو رہا ہے۔۔۔۔۔ کس نے مارا میرے گڈے کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
ثمنینہ اپنی تیاری سے بے نیاز اسد کو گود میں لیے چپ کروا رہی تھی قریب ہی چاپائی پر ننھی عنایہ یہ سوئی ہوئی تھی۔

بیٹا۔۔۔۔۔ ابھی آپ کا ہاتھ نیا ہے اس لئے بچہ چپ نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔ دو تین دن گزرے گے تو یہ آپ سے مانوس ہو جائیں گے پھر بیٹا آپ کو انہیں خاموش کروانے میں مسئلہ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔

آیابی نے جب دیکھا کہ باوجود کوشش کے اس سے اسد چپ نہیں ہو رہا تو

نرمی سے کہا تا کہ اسے برا نہ لگ جائے۔۔
 اچھا۔۔۔۔۔ پھر آپ اس کو چپ کروا کے مجھے دے دیں۔۔۔۔۔
 بشکل اس نے ننھے اسد کو ان کی طرف بڑھایا۔
 بیٹا ساری زندگی آپ نے ہی سنبھالا ہے۔۔۔۔۔ ابھی آپ تیار ہوئی
 ہو۔۔۔۔۔ نکاح کے لئے آنے والے ہونگے آپ کی تیاری خراب ہو جائے
 گی۔۔۔۔۔

آیابی نے سمجھانے کی کوشش کی جس پر ثمنینہ کو غصہ آگیا جب سے دونوں
 بچوں کو گود میں اٹھایا تھا اس کا دل کرتا تھا کہ ایک لمحے کے لئے بھی ان
 معصوم جانوں کو خود سے جدا نہ کرے اپنے مامتا ٹھنڈی کرنے کے لئے لیے وہ
 کل سے دونوں کو سینے سے لگائے پھر رہی تھی۔
 آیابی کے منع کرنے کے باوجود ساری رات دونوں بچوں کے ساتھ اس نے
 جاگ کر گزاری۔ بار بار دونوں کو پیار کرتی۔ کتنی دفعہ تو دونوں کی نظر اتار چکی
 تھی۔ اس کو دیکھ کر امی ابو اور باقی سب بہت خوش تھے ورنہ جب سے اس
 کے گود اجڑی اور اسے طلاق ہوئی تھی وہ ایک رپورٹ بن گئی تھی جس کے
 احساسات مر چکے تھے۔ ماں باپ جوان بیٹی کا دکھ دیکھ کر اندر ہی اندر کڑتے
 رہتے۔

کل سے اسے پاگلوں کی طرح بچوں کے ساتھ مصروف دیکھ کر ان کے کلبجوں
 میں ٹھنڈ پڑ گئی تھی۔

عفان نے حمیرا سے کہا تو وہ تلملا کر پلٹی۔

---فاطمہ کہیں بھاگی جا رہی تھی---

حمیرا کی گوہر افشانی پر وہاں موجود سب کے ماتھے پر بل پڑے مگر کسی نے ان کو جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔

مولوی صاحب۔۔۔۔آپ نکاح شروع کریں۔۔۔

جگنو کے والد نے کہاں تو کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ حمیرا کے چہرے پر ایک

رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا اس کی نظروں کے سامنے سے لاکھوں روپے جا رہے تھے مگر وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔
 کچھ ہی دیر میں نکاح کا فرضہ سرانجام نام دے دیا گیا تو ہر طرف سے مبارک باد کی آواز آنے لگی ماہم کو اپنا نکاح یاد آگیا عجیب سی اداسی اس نے اپنے اندر اترتی ہوئی محسوس کی۔

فاطمہ کے نکاح کے بعد رخصتی کا فیصلہ بھی ساتھ ہی کر دیا گیا تاکہ کل کو کوئی مسئلہ نہ کھڑا ہو۔ کبیر کی عجیب حالت ہو رہی تھی اچانک سے سب کچھ ہو گیا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اپنی خوشی کا اظہار کیسے کرے دل میں بسنے والی بالکل اچانک ہی گھر میں بھی آگئی تھی۔
 کھانے سے فارغ ہو کر سب مہمانوں کی رخصتی کے بعد شام کو فاطمہ کی رخصتی طے پائی تھی تاکہ کبیر کے گھر میں کچھ انتظام اس کے شان شایان کیے جاسکیں۔

آپ کو کیا ہوا۔۔۔۔۔ یوں اداس کیوں کھڑی ہیں۔۔۔۔۔ عفان نے اسے اکیلے ایک طرف کھڑے دیکھا تو اس کے پاس چلا آیا۔
 میں اکیلی آپ کی وجہ سے کھڑی ہوں۔۔۔۔۔
 ماہم کی کٹیلی آواز پر عفان کا چہرہ تاریک ہوا۔
 وہ سمجھ سکتا تھا کہ اس وقت اس پر کیا گزر رہی ہے۔ گاؤں دیکھنے چلیں گی

عفان نے اس کو اداسی سے نکالنے کے لئے وہیں کھڑے کھڑے سوچا کہ اسے گاؤں گھملائے تاکہ اس کا دل بہل جائے۔

ماہم نے رضامندی دی تو اس کو ساتھ لئے باہر نکل آیا چند گلیاں گھوم کر وہ کھیتوں کے پاس پہنچ گئے ماہم نے

زندگی میں پہلی دفعہ کھیت اتنے نزدیک سے دیکھے تھے وہ ساری اداسی بھول کر تیز تیز چلتی ہوئی کھیت میں اتر گئی اس وقت چاول کی فصل تقریباً تیار کھڑی تھی۔ بناسیتی چاول کی خوشبو چار سو پھیلی تھی۔ عفان نے قریب آ کر چاولوں کا ایک سٹا اتار کر اس کی سائیڈوں پر لگے چاول اتار کر ہاتھ میں رکھے اور ہتھیلی ماہم کے سامنے کی ماہم نے حیرت سے اس کی ہتھیلی پر رکھے چھلکوں کو دیکھا۔

یہ چاول ہیں جب فصل پک جائے گی تو اس کو اتار کر سکھائیں گے اور اچھی طرح سوکنے کے بعد مشینوں کے ذریعے چاولوں کے اوپر سے یہ والا چھلکا اتارے گیں۔۔۔۔

عفان نے چاول ہاتھ میں لے کر دانے سے چھلکا اتار کر ماہم کے سامنے کیا ماہم کسی چھوٹے بچے کی طرح اشتیاق سے سب دیکھ رہی تھی۔

امروہ اور مالٹے کے باغ دیکھنے چلیں گی۔۔۔۔

عفان نے پوچھا تو ماہم نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔ عفان مسکراتا ہوا اسے ساتھ لئے ان کے درمیان سے گزر کر دوسری طرف نکلا۔ پندرہ منٹ

بھابی۔۔۔ میرا ان سب کے علاوہ ہے ہی کون بے فکر ہے اگر ان میں سے کسی نے مجھے جوتے بھی مارے تو بھی میں ان کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا اس لیے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

عفان نے انتہائی نرمی اور ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا تو حمیرا منہ بنا کر پاؤں پٹختی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی باقر سر جھکائے شرمندہ بیٹھا تھا۔ آپ کم سے کم بھابی کو دوسروں سے بات کرنے کی تمیز تو سکھا ہی سکتے ہیں خود بھی ان سے نرمی سے بات کیا کریں تاکہ ان کی عادت تبدیل ہو ابھی وہ کس طرح سب سے بات کر رہی تھی چھوٹے بڑے کا احترام پتہ ہونا چاہیے یا نہیں۔۔۔۔۔

ظہیر بڑے بھائی کے سامنے کھڑا غصے میں ان سے مخاطب تھا مگر اس نے اپنے لہجے کو کنٹرول میں رکھا تھا کیونکہ سامنے بڑا بھائی تھا جس کی عزت اس پر فرض تھی۔

میں تیری بھابی کو کتنی دفعہ سمجھا چکا ہوں مگر اس کی عقل میں کوئی بات نہیں سماتی۔۔۔۔۔ بجائے میری کوئی بات سمجھے الٹا میری مت مار دیتی ہے۔۔۔ میں تو پچھتاتا ہوں جب اس سے شادی کا فیصلہ کیا تھا ساری محبت ناک کے راستے نکل گئی اب تو میرا اس کو منہ لگانے کا بھی دل نہیں کرتا۔۔۔۔۔ باقر کے ٹوٹے ہوئے لہجے پر ظہیر نے پریشانی سے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اسے نہیں معلوم تھا کہ بھائی اس قدر اذیت میں ہے۔

تھا جگنو نے کاغذ کھول کر سیدھا کیا۔

مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے میں کاغذ پر نمبر لکھ رہی ہوں رات کو گیارہ بجے اس نمبر پر کال کرنا میں انتظار کروں گی۔۔۔۔۔

ظہیر نے حیرت سے خط کو دیکھا اور چند لمحے لگے اس کو سمجھنے میں کہ یہ خط اس کو کس نے لکھا تھا اسے حیرت ہوئی آج تک شمسہ نے کبھی بھی اس سے اس طرح بات نہیں کی تھی جگنو نے نوٹ کیا تھا جب بھی اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا وہ اسے نظر انداز کر دیتی مگر وہ اسے اپنا وہم گردانتا تھا۔

جگنو نے ایک نظر اپنی گھڑی کو دیکھا جہاں رات کے نو بج رہے تھے۔ فاطمہ رخصت ہو چکی تھی گھر میں اس وقت خاموشی تھی ماہم کو صائمہ اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

عفان اپنے گھر آیا تو گھر کی خاموشی اس کو کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی آج سب ہی دوست اپنے اپنے گھروں میں تھے افغان کمرے میں آ کر چارپائی پر لیٹا تو اسے لگا جیسے سارا کمرہ ہی اداس ہے۔

آپ تو صائمہ کے ساتھ تھی پھر یہاں کیسے۔۔۔۔۔

کھٹکے کی آواز پر عفان نے سر اٹھایا تو تو ماہم کو منہ سجائے کھڑے دیکھا۔

کیا بات ہے اب وہاں کیوں کھڑی ہو گئی ہیں اندر آ جائیں۔۔۔۔۔۔۔

اسے یوں ہی دروازے میں ایستادہ دیکھ کر عفان نے کہا تو ماہم جھجھکتی ہوئی

کمرے میں آ گئی۔

عفان نے اس کے لیے دوسری چارپائی پر پڑا ہوا بستر سیدھا کیا اور پھر اسے بیٹھنے کے لیے کہا جھلنگا سی چارپائی تھی جو اس کے بیٹھنے پر اندر کی طرف دھنس گئی۔

ماہم کیا بات ہے آپ خاموش کیوں ہیں۔۔۔۔

اس کو یوں چپ دیکھتے عفان سے رہا نہ گیا۔

فاطمہ کی امی کہہ رہی تھی کہ میں اب اپنے گھر جاؤں شادی شدہ لڑکیاں اپنے شوہر کے گھر میں ہی اچھی لگتی ہیں۔۔۔

ماہم کی آواز بھرائی ہوئی تھی

یہ گاؤں ہے ماہم۔۔۔۔۔ یہاں پر چھوٹی چھوٹی باتوں کا دھیان رکھا جاتا ہے آپ پریشان نہیں ہوں بس دو دن کی بات ہے پھر ہم واپس لاہور چلے جائیں گے اس بار فاطمہ بھی ہمارے ساتھ ہوں گی تو آپ کو گھر میں بھی کمپنی مل جائے گی۔۔۔۔

عفان نے نرمی سے اسے کہا تو ماہم نے اٹھنے والے آنسوؤں کو ہتھیلی سے بے دردی سے رگڑا

مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔۔۔ اپنے ماما بابا کے پاس۔۔۔۔

بے اختیار روتے ہوئے بولی تو عفان نے افیت سے اپنی مٹھی بھینچی اور ہتھیلی کا مکا بنا کر چارپائی کے پائے پر پوری قوت سے مارا ٹوٹے ہوئے پائے کے ساتھ

نوکدار لکڑ اس کی ہتھیلی کی سائیڈ پر اندر تک گھس گئی جس پر اس نے سسک کر ہاتھ کھینچا تھا۔

ہتھیلی سے خون پانی کی طرح بہانے لگا ماہم پھٹی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہی تھی عفان کو اپنا ہی خون دیکھ کر ایک دم آنکھوں کے سامنے اندھیرا آیا اور وہیں ڈھیر ہو گیا ماہم بوکھلا کر باہر کی طرف بھاگی اور ساتھ والے گھر کا دروازہ کھٹکھٹا کر جگنو کو زور سے آوازیں دینے لگی۔

چند ہی لمحوں بعد جگنو دوڑتا ہوا صحن کر اس کر کے دروازے تک آیا اور جھٹکے سے دروازہ کھولا ماہم کو دیکھ کر جگنو کو پریشانی ہوئی۔

کیا ہوا گڑیا آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں عفان کہاں ہے۔۔۔۔۔
جگنو کے لہجے میں بے تابی تھی۔

وہ پتا نہیں ان کے ہاتھ سے اتنا زیادہ خون نکل رہا تھا وہ بے ہوش ہو گئے۔۔۔۔۔

ماہم روتے ہوئے جلدی جلدی بولی تو جگنو اس کی سائیڈ سے نکل کر عفان کے گھر کی طرف بھاگا دروازے کھٹکنے کی آواز پر قمر بھی باہر آ چکا تھا اور اب جگنو کے پیچھے عفان کے گھر جا رہا تھا۔ ماہم بھی ان کے پیچھے دوڑی فانی اٹھ یار کیا ہوا اس طرح کیوں پڑا ہے جگنو نے گھبرا کر اس کو جھنجھوڑا مگر وہ بے سدھ تھا۔

آپ ان کا ہاتھ دیکھے کتنا خون نکلا ہوا ہے۔۔۔۔۔

ماہم نے ہاتھ کی طرف توجہ دلائی جو عفان کی ٹانگ کے نیچے دبا ہوا تھا جگنو نے قمر کے ساتھ مل کر تیزی سے عفان کو سیدھا کیا اور اس کا ہاتھ نیچے سے نکالا جو خون سے بھرا ہوا تھا۔

بھائی ان کو تو خاصا گہرا کٹ لگا ہے میں ڈاکٹر صاحب کو گھر ہی لے آتا ہوں۔۔۔۔۔

قمر جگنو سے کہہ کر باہر کی طرف دوڑا اگلے دس منٹ بعد وہ ڈاکٹر کو ساتھ لیے داخل ہوا ڈاکٹر نے پہلے اس کا خون روکنے کے لیے انجکشن لگایا اور پھر ٹانگے لگا کر ہاتھ پر پٹی کی۔

ان کو کوئی ٹینشن ہے جس کی وجہ سے یہ بے ہوش ہیں میں انجکشن لگا رہا ہوں کچھ دیر میں ان کو ہوش آ جائے گا آپ ان کے دوست ہیں ان سے بات چیت کیا کریں تاکہ یہ ٹینشن سے نکلے اس طرح تو ان کا زروس سسٹم خراب ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ زیادہ سے زیادہ ان کو مصروف رکھا کریں

ڈاکٹر صاحب نے جگنو سے کہا تو پیچھے کھڑی مہم کو حیرانگی ہوئی بھلا اس کو کیا ٹینشن ہو سکتی ہے اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

کچھ ہی دیر گزری تو عفان کراہتا ہوا اٹھا اور اپنے ہاتھ کو زور سے جھٹکا جس میں درد سے ٹیسے اٹھ رہی تھی

کیا کر رہا ہے۔۔۔ ابھی ڈاکٹر ٹانگے لگا کر گیا ہے کیوں خراب کرنا ہے۔۔۔۔۔

اس کو یوں بے دردی سے ہاتھ جھٹکتے دیکھ کر جگنو غصے سے بولا عفان کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اسی وقت قمر ہاتھ میں دودھ کا گلاس لئے اندر داخل ہوا جگنو نے ڈاکٹر کی بھیجی ہوئی دوائی میں سے اس کے لیے گولیاں نکال لیں اور پہلے پانی کے ساتھ اسے گولیاں کھانے کے لئے دیں اور پھر دودھ کا گلاس زبردستی اسے پلایا۔

گڑیا آپ قمر کے ساتھ گھر چلی جائیں میں یہاں عفان کے ساتھ رک جاتا ہوں ہو۔ قمر گڑیا کو فاطمہ کے کمرے میں چھوڑ آنا اور امی سے کہنا ان کے پاس سو جائیں گی۔۔۔۔

ماہم سے بات کرتے اس نے ساتھ کھڑے قمر کو کہا اور دونوں کو گھر بھیج دیا گھڑی کی طرف نگاہ ڈالی جہاں رات کے ساڑھے دس بجے تھے عفان چارپائی پر واپس لیٹ چکا تھا جگنو نے عفان کے ماتھے پر ہاتھ رکھا جو تپ رہا تھا اس سے بات کرنے کا ارادہ موخر کر کے دوسری چارپائی پر لیٹ گیا اس کا دھیان خط کی طرف گیا تو گھڑی پر نگاہ ڈالی جہاں تقریباً 11:00 ہونے والے تھے جگنو ایک نظر سوئے ہوئے عفان کو دیکھا اور جیب سے موبائل نکال کر باہر آگیا کاغذ نکال کر نمبر ڈائل کیا چند منٹ بعد کال اٹینڈ کر لی گئی تھی۔ اسلام علیکم۔۔۔۔ آپ کون اور کیا بات کرنی تھی آپ نے مجھ سے۔۔۔۔ جگنو نے سلام کے فوراً بعد پوچھا تو دوسری طرف سے آنے والی نسوانی آواز کو فوراً پہچان گیا۔

شمسہ بولیں میں سن رہا ہوں آپ کو ایسی بھی کیا ضروری بات کرنی تھی کہ آپ کو خط کا سہارا لینا پڑا۔۔۔ جگنو کے لہجے میں تجسس تھا۔
مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی آپ پلیز اس شادی کے لیے انکار کر دیں۔۔۔۔۔

اس نے بغیر لگی لپٹی کے واضح الفاظ میں کہا تو جگنو کے چہرے پر تحیر پھیلا۔
میں آپ کی بات سمجھنے سے قاصر ہوں یہ رشتہ ہم دونوں کی رضامندی لے کر طے کیا گیا تھا اب مجھے آپ کے اس انکار کی وجہ سمجھ نہیں آرہی آج ہی میری بہن رخصت ہو کر آپ کے گھر گئی ہے آپ میرے سر پر ایک نئی تلوار لٹکا رہی ہیں آپ مجھ سے انکار کیوں کروانا چاہتی ہیں مجھے اب اس بات سے کوئی غرض نہیں بس آپ اتنا سن لیں کہ میں شادی سے انکار نہیں کروں گا مجھے اپنی بہن کی زندگی جہنم بنانے کا کوئی شوق نہیں۔۔۔۔۔

جگنو نے بغیر رکے اپنی بات مکمل کی اور فون بند کر دیا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ شمسہ ایسا کیوں کر رہی ہے اس کا روکھا رویہ تو وہ بہت عرصے سے محسوس کر رہا تھا مگر سمجھنے سے قاصر تھا اب اس کا انکار بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا مگر وہ اپنی بہن کی وجہ سے مجبور ہو چکا تھا۔

بے شک کبیر اور اس کی فیملی بہت اچھی تھی مگر اپنی بیٹی کا ٹھکرایا جانا کسی کو بھی پسند نہیں آتا۔

جگنو نے موبائل جیب میں ڈالا اور واپس کمرے میں آ کر لیٹ گیا دل و دماغ

میں عجیب سی جنگ چھڑ گئی تھی اپنا ٹھکرایا جانا اس کو برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ وہ بے شک شمسہ سے محبت نہیں کرتا تھا مگر اگر اسے پسند کرتا تھا یوں ہی اپنے خیالات سے لڑتے سے نہ جانے کس وقت نیند آگئی۔



شمسہ نے موبائل آف کیا اور غصے سے تکیہ اٹھا کر پھینکا اس وقت اس کی رضامندی سے یہ رشتہ طے پایا تھا مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس کو لگا جگنو اس کے لئے مناسب نہیں سیدھا سادہ سا جگنو جو صرف سلام دعا اور حال چال کے علاوہ کوئی دوسری بات اس سے نہیں کرتا تھا اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا جب سے تایا کے بیٹے رمضان نے اس کے حسن کے قصیدے پڑھنا شروع کیے تھے وہ اور ہی ہوا میں اڑنے لگی تھی۔

پہلے یہی رمضان کہا تھا جب اس کا رشتہ ہوا تھا آئے دن رمضان کسی نہ کسی بہانے سے گھر کے چکر لگاتا اور ایک ادھ جملہ اس کی تعریف میں کہہ کر اپنی راہ لیتا مگر اس ایک جملے کے کھیل نے شمسہ کو خوابوں کے جہاں میں پہنچا دیا تھا جہاں پر وہ اپنا اچھا برا سب بھول چکی تھی یاد تھا تو صرف اتنا کہ اسے یہ سب باتیں اچھی لگ رہی تھی اور اس کا دل اب رمضان کے لیے ہمکنے لگا تھا اس لیے اس نے سوچا کہ وہ جگنو کو کہے کہ اس رشتے سے انکار کر دے تاکہ رمضان اپنا رشتہ بھیج سکے حالانکہ رمضان نے ابھی تک اسے اس قسم کی کوئی بات نہیں کی تھی اس نے خود ہی فرض کر لیا تھا کہ وہ اس سے شادی کرنا

چاہتا ہے اور یہی اس کی

بھول تھی جو اس کو پچھتانے پر مجبور کرنے والی تھی۔



مجھے اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آرہا جس کو میں صرف خوابوں میں دیکھتا
تھا وہ حقیقت بن کر میرے سامنے بیٹھی ہے ذرا ایک زور کی چٹکی تو کاٹنا تاکہ
مجھے خواب اور حقیقت کا فرق سمجھ آ جائے۔۔۔۔

اس کے سامنے بیٹھا شوخی سے کہہ رہا تھا فاطمہ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور فوراً
سے اس کے بازو پر زور سے چٹکی کاٹی۔

جنگلی بلی یہ کیا۔۔۔۔

آپ اپنا فرض بھول گئی شوہر کو اتنے زور سے کی چٹکی کاٹی اب تمہیں اللہ
میاں پوچھیں گے۔۔۔۔

کبیر بازو ملتا ہوا بولا۔

آپ نے پڑھا تو ہو گا شوہر کی بات ماننا عین ثواب کا کام ہے اب آپ کا حکم
میں کیسے ٹال سکتی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ مجھے نہیں پوچھیں گے۔۔۔

فاطمہ نے دھڑلے سے کہا اور ذرا سا گھونگھٹ کو کو اوپر اٹھایا جس سے
صرف اس کی تھوڑی نظر آ رہی تھی۔

پورا گھونگھٹ اٹھا لو اب اتنے سے مجھے کیا اندازہ ہو گا کہ تم کیسی لگ رہی ہو

۔۔۔۔

نے گھونگھٹ اٹھا کر پیچھے کیا سادہ سی فاطمہ کے چہرے پر اتنا روپ تھا کہ وہ مبہوت سا اسے دیکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں پر اتنا کرم کیا ہے سجدہ شکر تو واجب ہے۔۔۔۔۔
کبیر نے فاطمہ سے کہا تو وہ اثبات میں سرہلاتی نیچے اتر گئی کچھ ہی دیر میں وہ اس کے ہم قدم اللہ کے حضور سجدہ ریز تھی۔



صبح عفان کی آنکھ کھلی تو اس کا سارا جسم تپ رہا تھا پیاس سے اس کے حلق میں کانٹے چبھ رہے تھے اس نے گردن گھما کر دوسری چارپائی کی سمت دیکھا جہاں جگنو بے سدھ پڑا سو رہا تھا۔

اس نے ہمت کی اور اٹھ کر بیٹھا ہاتھ کی طرف دیکھا جہاں سے اب بھی درد کی ٹیسیں اس کے بازو میں پھیل رہی تھیں شاید دوائیوں کا اثر ختم ہو گیا تھا ہمت جمع کرتا اٹھ کر ٹیبل تک گیا کھٹکے کی آواز پر جگنو نے مندی مندی آنکھوں سے عفان کی چارپائی کی سمت دیکھا جو خالی پڑی تھی چونک کر اٹھا تو نگاہ الٹے ہاتھ پر کھڑے عفان پر گئی جو پانی کا گلاس بھر رہا تھا۔
آگیا دنیا میں واپسی کا ہوش تجھے جان نکال دی تھی رات کو تو نے ہماری۔۔۔۔۔۔۔

جمائی لیتا جگنو شاکی لہجے میں بولا۔

بے فکر رہ اتنی جلدی نہیں مرتا۔۔۔۔۔۔۔

عفان کی آواز میں سرد پن جھلک رہا تھا۔
 بکواس نہ کیا کر اور یہ تجھے ٹینشن کس چیز کی ہے جو تو ہم سے چھپا رہا
 ہے۔۔۔۔۔

جگنو سیدھا ہوتے ہوئے بولا تو عفان نے ایک غصے بھری نظر اس پر ڈالی۔
 میری زندگی میں صرف ایک ہی ٹینشن ہے ماہم کی واپسی جس دن اس کو واپس
 اس کے والدین کو سپرد کر دوں گا ٹینشن خود بخود ختم ہو جائے
 گی۔۔۔۔۔۔۔

عفان نے روکھے لہجے میں کہا تو جگنو نے چونک کر اس کے چہرے کو غور
 سے دیکھا۔
 تجھے لگتا ہے کہ ماہم کو واپس بھیجنے کے بعد تیری ٹینشن ختم ہو جائے گی ایک
 بار اپنے دل سے ضرور پوچھ لینا۔۔۔۔۔

جگنو کی بات سننے کے بعد عفان نے گھور کر جگنو کو غصے سے دیکھا۔
 ایک بات کان کھول کے سن لے خبردار آج کے بعد کوئی فضول بکواس کی ہو
 تو نے میں نے خود سے وعدہ لیا تھا کہ اس کو صرف حفاظت کی خاطر نکاح
 میں لے رہا ہوں اور میں اپنے وعدے پر قائم ہوں جب تک اس کو اس کے
 والدین کے سپرد نہیں کر دیتا سکون نہیں آئے گا مجھے پھر اس کے والدین
 جانے اور ان کا فیصلہ۔۔۔۔۔۔۔

عفان نے غصے سے گلاس ٹیبل پر پٹختے ہوئے کہا تو جگنو نے افسوس بھری

نگاہ اس پر ڈالی۔

کب تک اپنے آپ سے جھوٹ بولے گا اپنے دل کو پہلے ہی چیک کر لینا کہ وہ کیا چاہتا ہے اس کے بعد کوئی اور فیصلہ کرنا۔۔۔۔۔

جگنو اس کے کندھے پر تھپکی دیتا اپنی بات کہہ کر باہر نکل گیا عفان نے ایک گہرہ سانس لے کر اپنے آپ کو کنٹرول کیا اور اس کی بات کی تائید کرتے دل کو تھپکی دے کر واپس سلایا۔

میں وعدہ خلاف نہیں بنوں گا۔۔۔۔۔

ایک بار پھر اس نے اپنے آپ سے عہد کیا زیادہ دیر کھڑے ہونے کی وجہ سے اس پر نقاہت طاری ہو رہی تھی اس لیے سر جھٹکتا چارپائی پر جا کر لیٹ گیا۔

جگنو ہاتھ میں دھو کر واپس آیا تو قمر ناشتہ لے کر اندر داخل ہو رہا تھا ناشتہ ٹیبل پر لگا کر اس نے عفان کو زبردستی اٹھا آیا اور ہاتھ منہ دھونے کے لیے بھیجا۔

ماہم کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افغان کو خیال آیا کہ ابھی تک اس نے ماہم کو نہیں دیکھا تھا۔

اچھا یاد آگئی تجھے رات کو امی کے پاس بھیج دیا تھا

ناشتہ کر کے دو آئی یاد سے کھا لینا میں نے ناشتہ کے بعد ولیمے کے انتظامات دیکھنے کے لئے جانا ہے۔۔

جگنو نے طنز کیا۔

کس چیز کی دوائی کھا لو ایسی کونسی بیماری چٹ گئی ہے مجھے۔۔۔۔

عفان کی خفگی بھری آواز پر نوالہ لیتے جگنو نے گھور کر اسے دیکھا۔

بقول ڈاکٹر کے تجھے ٹینشن جیسی بیماری چٹ گئی ہے اب یہ تو بہتر طور پر جانتا

ہوگا میں کونسا تیرے دماغ میں گھس کر دیکھتا ہوں۔۔۔۔۔

جگنو اس سے بھی زیادہ خفگی سے مخاطب ہوا۔

کوئی ٹینشن نہیں ڈاکٹر کا دماغ خراب تھا میں شروع سے خون دیکھ کر بے ہوش

ہو جاتا ہوں میرے لیے یہ نئی بات نہیں۔۔۔۔۔

عفان نے چائے کا سپ لیتے سر جھٹکا۔

میں کون ہوتا ہوں تجھے سمجھانے والا تیرا دل کرتا ہے تو دوائی کھا نہیں کرتا

تو مت کھا۔۔۔۔۔

جگنو غصے میں نوالہ وہی رکھ کر باہر نکل گیا عفان نے حیرت سے اس کو باہر

جاتے دیکھا اسے سمجھ نہیں آئی کہ اس میں اتنا غصہ کرنے والی کون سی بات

تھی جو وہ کھانا چھوڑ کر یوں باہر نکل گیا اس کے اس طرح اٹھ جانے پر عفان

نے بے دلی سے ہاتھ میں پکڑا نوالہ منہ میں ڈالا اور ناشتے کے برتن سمیٹ

دیے۔

یہ کیا آپ نے اتنا تھوڑا ناشتہ کیا ہے اور بھائی کہاں ہیں سارا ناشتہ تو ایسے ہی

پڑا ہے۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد قمر ناشتہ کے برتن اٹھانے آیا تو حیرت سے ناشتہ کی ٹرے کو دیکھا جس میں ایک پراٹھے سے صرف تین سے چار نوالے توڑے گئے تھے۔ پتا نہیں جگنو ناشتہ کیا بغیر ہی چلا گیا ہے اور اکیلے میرا کچھ کھانے کا دل نہیں کر رہا۔۔۔

عفان کی بے دلی پر قمر نے افسوس بھری نگاہ ڈالی اور برتن لے کر باہر نکل گیا کیوں کے جانتا تھا اب دونوں میں سے کوئی بھی ناشتہ نہیں کرے گا۔ جگنو سدھا اس جگہ آیا جہاں اس وقت ٹینٹ سروس والے سیٹنگ کرنے میں مصروف تھے کبیر کے والد اور مراد کے والد دونوں کام کی نگرانی کر رہے تھے جگنو نے ان دونوں کو گھر بھیجا اور خود خود نگاہ ڈال کر ایک جائزہ لیا تاکہ کوئی گڑبڑ نہ ہو گاؤں کے لوگ ہر کام میں پیش پیش رہتے ہیں چاہے وہ رشتہ داروں کا کام ہو یا پھر گاؤں کے لوگوں کا ہر ایک اپنی سی مدد کرانے کی کوشش کرتا ہے



فاطمہ اور شمینہ کو گاؤں کی بیوٹیشن تیار کرنے کے لئے آچکی تھی دونوں اس وقت ایک ہی کمرے میں موجود تھیں شمسہ پہلے تیار ہو کر گھر میں مبارک باد دینے کے لیے آنے والے مہمانوں کا چائے پانی دیکھ رہی تھی ابھی کچن میں ٹرے رکھ کر کپ ترتیب سے رکھ کر مڑی تو دروازے میں کھڑے رمضان نے کھنکھار کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

آپ یہاں کچھ چاہیے تھا آپ کو۔۔۔۔۔
 شمسہ اس کو یوں کھڑے دیکھ کر گھبرا کر بولی۔
 اپنی جان کا دیدار کرنے آیا تھا ٹھنڈ پڑ گئی میرے کلیجے میں اتنی حسین صورت
 دیکھ کر دل کرتا ہے کہ دل میں بند کر لو میرے سوا کوئی اور نہ
 دیکھ۔۔۔۔۔۔۔

لوفرانہ انداز میں ایک آنکھ دبا کر رمضان نے اپنا اپنا ٹھکر کی پن دکھایا جس پر
 بے وقوف شمسہ کا دل قلابازیاں کھانے لگا چہرہ لال گلال ہوا آنکھیں بھاری ہو
 کر جھک گئیں رمضان دل پر ہاتھ رکھ کر اس کو دیکھا اور ہلکی سی سیٹی بجائی۔
 آپ جاہیں یہاں سے کوئی آجائے گا۔۔۔۔۔
 شمسہ گھبرا کر بولی۔

تیرے رمضان کو کسی کی پرواہ نہیں کوئی آتا ہے تو آئے میں نبٹ لوں
 گا۔۔۔۔۔

رمضان نے بھڑک ماری اسی وقت کبیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ
 گڑبڑا کر مڑا کبیر کو دیکھ کر اس کی سٹی گم ہوئی۔
 میں چائے لینے آیا تھا۔

کبیر کے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی رمضان نے گھگیا کر کہا اور کبیر کی سائیڈ سے
 ہو کر تیزی سے نکل گیا شمسہ بھی گھبرا کر سر جھکائے کپوں میں چائے ڈالنے
 لگی۔

پہلے چار کپ مجھے ٹرے میں رکھ دو باہر لے کر جانے ہیں دیگ بنانے والوں کے لئے۔۔۔۔

کبیر کی بات سن کر شمسہ نے پہلے الگ ٹرے بنا کر کبیر کی طرف بڑھائی کبیر ٹرے پکڑ کر چپ چاپ واپس چلا گیا۔ شمسہ نے سکھ کا سانس لیا۔ اگلے دو گھنٹوں میں تقریباً سب لوگ اکٹھے تھے شمسہ رمضان کے اشاروں پر لال گلابی ہوتی آنچل لہراتی یہاں سے وہاں گھوم رہی تھی۔

شمی تجھے پتا ہے تیری تائی نے رمضان کا رشتہ ساتھ والے گاؤں میں کر دیا ہے سنا ہے کڑی پڑھی لکھی ہے۔۔۔۔

شمسہ کی سہیلی کرن نے اس کے سر پر ہم پھوڑا وہ تحیر سے اس کا منہ دیکھنے لگی۔

تجھے کوئی غلط فہمی میں ہوئی ہو گی اگر ایسا کچھ ہوتا تو ہمیں بھی پتہ چل جاتا۔۔۔۔

شمسہ نے گھبرا کر اس کی بات کی نفی کی۔

تو پاگل ہے اپنی تائی کو نہیں جانتی وہ تو منہ سے بھاپ نہیں نکالتی۔ مجھے شمیم نے بتایا ہے اس اس کی سہیلی کا رشتہ لیا ہے تیری تائی نے کچھ دنوں میں شادی بھی ہے۔۔۔۔۔۔

کرن اس کو کیا بتا رہی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھا اس کا دل اور دماغ ان سب باتوں سے انکاری تھا وہ رمضان کی وارفتگیوں کو جھٹلا نہیں پا رہی

تھی۔

شمسہ کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا وہ بے یقین نگاہوں سے اپنی سہیلی کو دیکھے جا رہی تھی کرن نے اس کو دیکھا جس کا رنگ فق تھا۔
ایسے نہیں ہو سکتا وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔ شمسہ نے دل ہی دل میں کہا اور ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ کچھ ہی دور سے رضوان اس کو ایک لڑکی کے ساتھ کھڑا نظر آیا وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

دیکھ آج تو نے میری بات مان کر یہ لال جوڑا پہنا ہے میرے دل سے پوچھ تو کتنی سوہنڑی لگ رہی ہے۔۔۔۔۔

رمضان کے الفاظ تھے کہ پگلا ہوا سیسہ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے رمضان کی پشت دیکھ رہی تھی جو سامنے کھڑی لڑکی کے ساتھ وہی باتیں دہرا رہا تھا جو کچھ دیر پہلے شمسہ کے ساتھ کر چکا تھا۔

آپنے دل پر ہاتھ رکھے قدم با قدم پیچھے ہوتی گئی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ بیوقوف بنائی گئی ہے وہ بھی برے طریقے سے شمسہ ایک دم پلٹی اور بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی جہاں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا۔

وہ چارپائی پر بیٹھی اور دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھاما۔

یہ میں نے کیا کیا اپنے ساتھ میں کتنی پاگل تھی جو اس کی باتوں پر اعتبار کر بیٹھی۔۔۔۔۔ کہاں گئی میری عقل جس پر مجھے بہت بھروسہ تھا اپنے ہاتھوں سے میں نے اپنے لئے ذلت اکٹھی کر لی وہ کیا سوچتا ہو گا میرے بارے میں

منگنی ہونے کے باوجود اس کی باتوں پر متوجہ ہو گئی میں کیا کروں کتنی بڑی بے وقوفی کر دی میں نے۔۔۔۔۔ جانتے بوجھتے میں نے کنویں میں چھلانگ لگا دی اور رمضان کو موقع دینے والی بھی میں خود تھی۔۔۔۔۔ یا اللہ میں کیا کروں اپنے ہاتھوں سے میں نے اپنے آپ کو برباد کر لیا۔ کیا سوچتا ہوں گا جگنو میرے بارے میں کہ میں کیسی لڑکی ہو ایک بار بھی میں نے اپنے ماں باپ بھائی کے لیے نہیں سوچا کیا عزت رہ گئی ہوگی جگنو کے دل میں میری۔۔۔۔۔

شمسہ گھٹنوں پر سر ٹکائے روتے ہوئے مسلسل بڑبڑا رہی تھی رونے سے آنکھوں کا میک اپ چہرے پر پھیل چکا تھا۔ اس کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا۔
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 کرن اس کو ڈھونڈتی ہوئی اندر آئی تو یو نڈھال دیکھ کر حیرانگی سے اس کے پاس بیٹھی گئی۔

کیا ہوا شمی رو کیوں رہی ہے کسی نے کچھ کہہ دیا۔۔۔۔۔
 کرن اس کے رونے سے پریشان ہو کر پوچھنے لگی۔
 کچھ نہیں میرے سر میں درد ہونے لگا تھا اس لیے اندر آ گئی تھی تم چلو میں آتی ہوں۔۔۔۔۔

اپنے آپ کو سنبھالتی کرن سے مخاطب ہوئی اور اس کے باہر جانے پر کپکپاتے ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کیا دل ڈوب ڈوب جا رہا تھا۔

ماہم فاطمہ کے پاس بیٹھی بوریت سے بیوٹیشن کو کام کرتے دیکھ رہی تھی ولیمے کے لئے اس نے شیفون کی بلیک فراک پہنی ہوئی تھی جس پر گولڈن پیچرز لگے ہوئے تھے۔

ماہم کیا بات ہے اتنے اداس کیوں بیٹھی ہیں۔۔۔۔
فاطمہ سے رہا نہ گیا تو پوچھنے لگی۔

میں بہت بور ہو رہی ہوں تم زیادہ بولوں گی تو تمہارا میک اپ خراب ہو جائے گا اور میرے ساتھ اس وقت باتیں کرنے والا کوئی نہیں۔۔۔۔
ماہم نے اس کو اپنی بوریت کی وجہ بتائیں تو فاطمہ مسکرا دیں۔

آپ کو جتنی باتیں کرنی ہے مجھے اپنے میک اپ کی کوئی پروا نہیں مجھے پتا ہے میں اچھی لگ رہی ہو اور آپ کے بھائی کو میں بغیر میک اپ کے اچھی لگتی ہو اس لیے خراب ہو گیا تو بھی کوئی پروا نہیں۔۔۔۔

فاطمہ نے مزے سے کہا تو ماہم نے منہ کھول کر حیرانگی سے اسے دیکھا۔
کبیر بھائی آپ پر غصہ نہیں ہوں گے۔۔۔۔
ماہم کی حیرت پر فاطمہ کھل کر ہنسی۔

نہیں جناب ان کو مجھ پر غصہ نہیں آتا اس لیے بے فکر رہیں۔۔۔۔۔
فاطمہ کے جواب پر ماہم کے چہرے پر حیرانگی بھرا تاثر انتہائی گہرا تھا۔
ثمینہ آپ نے بتایا نہیں فاروق بھائی کیسے ہیں۔۔۔۔ فاطمہ نے اچانک ہی
ثمینہ سے پوچھا تو وہ جھینپ گئی۔

کیسے آپ نے ان کو دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا۔۔۔۔۔

فاطمہ ہنستے ہوئے بولی ثمنہ نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔ اب وہ اسے کیا بتاتی کہ بچے سامنے دیکھ کر اسے کچھ یاد ہی نہیں رہا کہ وہ پہلے دن کی دلہن ہے ساری رات دونوں بچوں کے ساتھ مصروفیت میں اسے ایک لمحے کے لیے بھی فاروق کا خیال نہیں آیا تھا وہ تو صبح فجر کے وقت فاروق نے اسے متوجہ کرنے کے لئے صوفے سے اٹھ کر اسے باتھ روم کی طرف جانے سے روکا تو وہ ٹھٹکیں۔

اگر آپ بچوں کے ابا سے سلام دعا کر لی گی تو بہت مہربانی ہوگی آپ کی

نرمی سے ثمنینہ کا ہاتھ تھام کر اپنی طرف رخ موڑتے فاروق نے کہا تو ثمنینہ پہلی مرتبہ گھبرائی۔

مجھے نماز پڑھنی ہے ٹائم کم رہ گیا ہے۔۔۔

فاروق نے آرام سے اس کا ہاتھ چھوڑا اور رستہ دیا۔

وہ لجاتی ہوئی تیزی سے چلی گئی۔ فاروق نے بے بسی سے بالوں میں ہاتھ

پھیرا اور واپس جا کر صوفے پر لیٹ گیا جب تک وہ وضو کر کے باہر نکلی
 فاروق سو چکا تھا ثمنینہ نے حیرت سے فاروق کو دیکھا جو نماز پڑھے بغیر سو چکا
 تھا۔ ثمنینہ کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھرے وہ قریب آئی اور بلا جھجک
 کندھے پر ہاتھ رکھ کر فاروق کو جھنجھوڑا۔

جب آپ اٹھ گئے تھے تو نماز پڑھنے کی زحمت بھی کر لیتے جلدی سے وضو
 کرے نماز کا وقت کم ہے۔۔۔۔۔

حیرت زدہ ہوتا فاروق اس تھانیدارنی کو دیکھ رہا تھا جو اب جائے نماز ہاتھ میں
 لئے خانہ کعبہ کے رخ بچھا رہی تھی فاروق کے چہرے پر بڑی پیاری سی
 مسکراہٹ چمکی اور وہ محبت سے اسے دیکھتا اللہ کا شکر ادا کرتا وضو کرنے چل
 دیا۔



جگنو مردوں کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا گاؤں میں پہلے مردوں کو کھانا کھلا
 کر پھر خواتین کو کھلایا جاتا تھا مردوں کی آخری ٹولی تھی جو اس وقت کھانا
 کھانے میں مصروف تھی۔

جگنو کو اپنی جیب میں پڑے موبائل پروابیشن کا احساس ہوا تو موبائل کو نکال
 کر آنے والی کال پر نگاہ ڈالی رات والا نمبر دیکھ کر ہونٹوں کو بری طرح بھیچیا
 اور نظر انداز کر کے فون واپس جیب میں رکھا مگر جب تیسری دفعہ موبائل
 واہیریٹ ہوا تو غصے سے موبائل نکال کر آف کر دیا اس وقت اپنے آپ پر

وہ محبت کر بیٹھا ہے مگر اپنے آپ سے کیے عہد کہ آگے مجبور ہے اور یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ ماں جی نے اس کو بات گھٹی میں گھول کر پلائی ہے وہ مر تو سکتا ہے مگر اپنا عہد نہیں توڑوں سکتا ہم بس اس کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

جگنو آزرده سا بولا۔

ہم دعا کریں گے ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ ماں جی کہتی تھی کہ دعا میں بڑی طاقت ہوتی ہے ایک مسلمان کو اس طاقت پر یقین رکھنا چاہیے باقی دعا کا قبول ہونا نہ ہونا انسان کی تقدیر پر منحصر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بعض اوقات انسان جس چیز کے لئے رو کر دعا مانگتا ہے وہ چیز اگر اس کے حق میں بہتر نہ ہو تو اس کی دعا رد کر دی جاتی ہے مگر انسان اس بات کو نہیں سمجھتا اور خدا سے شکوے شکایات کرنے لگ جاتا ہے بس یہ ہمارے ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے آگے سر نہیں جھکاتے اور اگر ہم اللہ کے فیصلے کو مان کر سر جھکا دیں تو اس فیصلے میں ہمارے لئے امان پوشیدہ ہوتی ہے۔۔۔۔۔

اس وقت وہ تینوں اس کے لئے دعا کرنے میں مصروف تھے مگر اس دعا میں اس بات کا بھی اضافہ تھا کہ اللہ اس کے حق میں جو بھی کرے اس میں اس کی بہتری پوشیدہ ہو۔ بے شک اچھے دوست انسان کے لئے سرمایا ہیں۔ ان دوستوں کا وجود اس اکیلے کے لیے چھپر چھائیاں تھا۔



عفان کی طبیعت خراب تھی اس لیے جگنو اس کے پاس ہی تھا آج بھی ماہم کو اپنی امی کے پاس سونے کے لئے بھیج دیا تھا۔

شمسہ بے تابی سے جگنو کا نمبر ملا رہی تھی جو پاورڈ آف آ رہا تھا۔ اس نے روتے ہوئے ڈائری اٹھائی اور صفحات پلٹ کر خالی صفحہ نکالا۔ چند لمحے یوں ہی روتی آنکھوں سے ہاتھ میں پکڑے قلم کو دیکھتی رہی۔ دل عجیب انداز میں دھڑک رہا تھا۔ جیسے بس چلتے چلتے رک جائے گا کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے قلم ڈائری کے صفحوں پر رکھا۔

کبیر بھیا۔۔۔۔۔

میں کبھی بھی آپ کی اچھی بہن نہیں بن سکی۔ آپ مجھے کم عقل کہتے تھے اور میں آپ سے لڑتی تھی۔ آج میں اس بات پر اتفاق کرتی ہوں کہ میں واقعی ایک کم عقل لڑکی ہو اتنی کم عقل کے پتھر اور ہیرے میں فرق بھی نہیں پہچان سکی۔ آپ اپنی اس نادان بہن کو معاف کر دیجیے گا جو پھول چھوڑ کر کانٹوں کا انتخاب کرنے چلی تھی۔ امی ابو سے مجھے معافی دلوا دیجیے گا وہ آپ کی بات مانتے ہیں میں ان کی اچھی بیٹی نہیں بن سکی میں نے نفس کی غلامی کی۔

مجھے سمجھ نہیں آرہی کیسے میں ایک خیالی دنیا میں چلی گئی جہاں کا شہزادہ میرا ہاتھ پکڑے میری تعریفوں میں زمین آسمان ایک کر دیتا میں اس خیالی شہزادے

کی تعریفوں پر اپنے آپ کو کسی دوسری دنیا کی مخلوق محسوس کرتی وہ سب جو میں جگنو سے چاہتی تھی ایک خیالی پیکر سے حاصل کرنے لگی اور اسی دوران اس نے انسان کا روپ دھار لیا۔

وہ شہزادہ نہیں تھا مگر مجھے اپنی تعریف اس کے منہ سے سن کر اچھا لگتا تھا مجھے جگنو سے نفرت سی ہونے لگی جس کے ساتھ میری منگنی کو دو سال ہو رہے تھے اور ان دو سالوں میں اس نے سوائے سلام اور حال چال کے کبھی کوئی بات نہیں کی تھی وہ اپنی جگہ ٹھیک تھا میں ہی نادان تھی جس نے خالہ رحمت کا پڑھایا ہوا سبق بھلا دیا۔ خالہ رحمت بالکل ٹھیک کہتی تھی کہ جب بھی کچھ سوچنا بس اپنے محرم کے لیے سوچنا جب تک زندگی میں محرم نہ آجائے تب تک اپنی سوچ کو قابو میں رکھنا ورنہ ایک بار دماغ میں شیطان گھس گیا تو ساری ریاضت پر پانی پھر جائے گا کتنا ٹھیک کہتی تھی خالہ رحمت اب مجھے ان کی ساری باتیں سمجھ آرہی ہیں

مجھے اپنا آپ شدید تعفن زدہ لگ رہا ہے میری سوچیں اتنی زہر آلود ہو گئی کہ مجھے اپنا سارا وجود نیلا لگنے لگا ہے۔ آج جب فاطمہ نے مجھے چند ماہ بعد جگنو کے ساتھ کی نوید سنائی تو مجھے لگا کہ کسی نے میرے منہ پر کھینچ کر تماچہ مارا ہے میں نے صبر نہیں کیا بہت بے صبری نکلی آپ کی بہن۔

میں حرام موت نہیں مرنا چاہتی اس لئے اللہ سے اپنی موت کی دعا مانگ رہی ہو اور نہ جانے مجھے کیوں لگتا ہے کہ میری یہ دعا قبول ہو جائے گی آپ

جگنو سے کہنا مجھے میری غلطی کے لیے معاف کر دیں میں نے اس کو بھی
 اذیت دی بھیا ایسا لگتا ہے جیسے سانس۔۔ سانس رک رہی ہے وجود سے جان
 نکلتی محسوس ہو رہی ہے ایسا لگتا ہے دل کی دھڑکن مدھم ہوتی جا رہی ہے
 بھیا میں آپ سب سے بہت پیار کرتی ہوں مگر آپ نے اس گلٹ کے ساتھ زندہ
 نہیں رہنا چاہتی مجھے نہیں معلوم کہ میں زندہ رہوں گی یا نہیں ہو سکتا ہے مر
 جاؤں تو میری یہ ڈائری آپ کو مل جائے گی ہاں اگر میں زندہ رہیں تو اسے
 آپ تک پہنچنے سے پہلے جلا دوں گی کیوں کہ زندہ رہنے کی صورت میں معافی
 کا دروازہ کھلا رہے گا میری سانس اٹک رہی ہے امی میرے پاس آجائیں ام۔۔
 قلم اس کے ہاتھ سے نکل کر گود میں گر گیا اور وہ خود ایک طرف جھکتی چلی
 گئی۔ اس کی کھلی آنکھیں بند ہونے کے قریب تھی اور اٹکی ہوئی سانس ایک
 ہچکی کی منتظر اللہ جانے اس کی دعا میں کتنی سچی تڑپ تھی کہ اللہ نے اس کی
 پکار قبول کر لی۔

فجر کے وقت کو کب نماز کے لیے اٹھی تو اس نے بے ترتیب پڑی شمسہ کو
 حیرت سے دیکھا اور دوڑ کر اس کے پاس آئی۔ اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا
 اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی عجیب سا احساس ہوا تیزی سے اس کے چہرے
 پر ہاتھ رکھا جو برف کی مانند ٹھنڈا تھا۔

شمی۔۔ شمی کیا ہوا۔۔ ایسے کیوں پڑی ہے۔۔ شمی اٹھ نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھبرا کر اسے دونوں بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور کوئی جواب نہ پا کر دروازے

کی طرف دوڑی اسنے چیخ چیخ کر سب کو آواز دی۔
چند ہی منٹوں میں سب اس کمرے میں موجود تھے کبیر نے کپکپاتے ہاتھوں
سے اس کو سیدھا کیا اس کی بازو پر ہاتھ رکھ کر نبض کا اندازہ کرنا چاہا جو
ساکت تھی۔

چند ہی لمحوں میں اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ اس دنیا کو چھوڑ کر جا چکی ہے نفی
میں سر ہلاتے وہ ماں کے گلے لگا زور زور سے رونے لگا ایک کھرام مچ گیا تھا
چند ہی لمحوں میں کوکب دوست جیسی بہن کی موت پر لہرا کر زمین بوس ہوئی
فاطمہ روتے ہوئے آگے بڑھی اور اسے سنبھالا کچھ ہی دیر میں آس پاس کے
سارے لوگ ان کے گھر جمع ہو چکے تھے جوان موت پر ہر آنکھ اشک بار تھی
فاطمہ شمسہ کے کمرے میں کسی کام سے گئی تو اس کی نظر کھلی ہوئی ڈائری پر
پڑی چند لفظوں پر اس کی نظر پڑی تو فوراً ہی ڈائری اٹھا کر بند کی اور جا کر
اپنے کمرے کی الماری میں چھپا دی۔ جگنو تک خبر پہنچی تو وہ
ساکت بیٹھا رہ گیا اسے لگا کہ شاید اس کا وجود اس لڑکی کے لئے انتہائی نفرت
بھرا تھا شاید اسی لیے اس نے اسکی زندگی میں آنے کے بجائے موت کو ترجیح
دی۔

اس وقت وہ جس بے بسی بھری کیفیت سے گزر رہا تھا اسے کسی ساتھ کی
شدید ضرورت تھی عفان دوائیوں کے زیر اثر سو رہا تھا اور قمر اسے اطلاع
دے کر واپس جا چکا تھا۔ جگنو کو اپنے آپ سے نفرت سی محسوس ہو رہی تھی

اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ اس دو سالہ رشتے میں کبھی بھی اس نے شمسہ سے غلط رویہ اپنایا ہو ہمیشہ جب بھی ملا عزت اور احترام سے ملا کبھی ایک غلط نگاہ بھی اس کے وجود پر نہیں ڈالی نہ ہی کبھی اپنی سوچوں کو آلودہ ہونے دیا جب اسے اپنی غلطی دکھائی نہیں دی تو اپنے آپ کو سنبھالتا اٹھا اور عفان کو جگایا دو تین بار جگانے کے بعد عفان نے بمشکل آنکھیں کھولی۔
کیا ہوا تو اس طرح پریشان کیوں ہے۔۔۔۔

عفان تیزی سے سیدھا ہوا اور کھڑا ہو کر اس سے پوچھنے لگا۔
شمسہ کا انتقال ہو گیا ہے۔۔۔۔۔

اس کی بھرائی ہوئی آواز پر عفان نے تڑپ کر اسے گلے لگایا کسی اپنے کی موت کا دکھ کتنا افیت ناک ہوتا ہے یہ اس سے بہتر بھلا کون جانتا تھا۔
کچھ ہی دیر میں دونوں کبیر کے گھر موجود تھے عفان کی نظر ماہم پر پڑی جو ایک طرف بیٹھی رو رہی تھی اس کے ساتھ صائمہ موجود تھی جو اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی کوکب بہن کی چارپائی کے ساتھ سر ٹکائے بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔ کبیر اپنی امی اور ابو کو بازو کے گھیرے میں لیے بیٹھا تھا جو اپنی جوان بیٹی کی موت پر غم سے نڈھال تھے۔

جنازہ کے وقت کس افیت سے اس کے گھر والوں نے اسے رخصت کیا یہ وہی جانتے تھے دلہن بننے والی اس بیٹی کو اپنے ہاتھ سے انہوں نے کفن پہنایا تھا۔

فاطمہ کو کب کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتیں اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی وہی کچھ دور ماہم بھی بے ہوش ہو چکی تھی سب کا دھیان کو کب کی طرف تھا اس لیے اس کی بے ہوشی کا کسی کو اندازہ نہیں ہوا وہ تو ثمنینہ جب پانی لینے کے لیے وہاں سے گزری تو اسے یوں زمین پر پڑا دیکھ کر دوڑتی ہوئی اس تک آئیں۔

کچھ عورتوں کی مدد سے اسے چارپائی پر منتقل کیا کافی دیر تک جب ہوش میں نہیں آئی تو فوراً ایک بچے کو ڈاکٹر کو لینے کے لئے بھیجا کو کب ہوش میں آ چکی تھی فاطمہ اس کو سہارا دیے برآمدے میں لے آئیں اور چارپائی پر بٹھا کر پانی اس کے منہ سے لگایا جسے ایک گھونٹ پی کر اس نے پرے کر دیا۔ ڈاکٹر آیا اور ماہم کو چیک کرنے کے بعد ایک انجکشن لگایا فاطمہ نے کو کب کو بھی چیک کروا کر اس کے لیے دوائی لی کچھ لوگ قبرستان سے جنازہ پڑھ کر واپس آچکے تھے وہ اب مل کر کھانے کے لئے دریاں لگا رہے تھے۔

اپنی لاڈلی بہن کو منوں مٹی تلے دفنانے کے بعد کبیر کتنی ہی دیر قبر پر بیٹھا رہا قریب ہی اس کے والد اونچی آواز میں تلاوت کر رہے تھے۔ عفان جگنو اور مراد واپس چلے آئے تھے تاکہ میت والے گھر میں باقی کے انتظامات دیکھ سکیں عفان کو دیکھ کر ثمنینہ نے ماہم کا بتایا تو وہ بے اختیار اس کی طرف دوڑا۔

وہ فاطمہ کے کمرے میں سو رہی تھی رونے کے سبب آنکھیں سو جی ہوئی اور

چہرے پر افیت رقم تھی اتنے تھوڑے سے عرصے میں وہ سب سے گھل مل گئی تھی اس لیے شمسہ کی موت کا صدمہ برداشت نہیں کر پائی۔
 عفان نے غائب دماغی سے چند لمحے اس کو دیکھا اور تھکے قدموں سے باہر نکل آیا۔

گاؤں کے تقریباً سبھی لوگ واپس جا چکے تھے چند عزیز تھے وہ اس وقت باہر بیٹھے باتیں کرنے میں مصروف تھے شمینہ زبردستی شمسہ کی امی کو کھانا کھلانے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ ان کو دوائیاں دے سکے۔
 اگلنو اللہ سب بہتر کرے گا۔۔۔۔

مراد اس کے پاس بیٹھا تسلی دینے کی غرض سے بولا۔ جگنو نے ایک نظر اس کو دیکھا مراد کو اس کی آنکھوں میں سرپن کے ساتھ عجیب بیگانگی نظر آئی۔ یوں جیسے اس کے سامنے کسی غیر کے متعلق بات کی گئی ہو۔

جگنو تو کچھ چھپا رہا ہے ہم سے۔۔۔۔

مراد نے جو محسوس کیا وہ فوراً کہہ دیا۔

اگر تم لوگوں سے کرنے کی بات ہوتی تو کر چکا ہوتا اگر کچھ چھپا بھی رہا ہوں تو مقصد یہی ہے کہ کسی پر کچھ ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔

جگنو کی سرد آواز پر مراد نے حیرت سے دیکھا۔

ہم چاروں میں کب سے ایسا ہونے لگا کہ ایک دوسرے سے کچھ چھپانے کی نوبت آگئی۔۔۔۔۔

مراد کی حیرت برقرار تھی جگنو سامنے درخت پر نظر ٹکائے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ بیٹھا تھا۔

ایک وقت آتا ہے جب انسان اپنے آپ سے بھی بات کرنے سے ڈرتا ہے پھر دوست ماں باپ بہن بھائی کوئی بھی رشتہ ہو قابل اعتبار نہیں گردانتا۔۔۔۔۔

اس کی آواز میں صدیوں کی تھکن تھی۔

پاگل ہو گیا ہے ایسا کچھ نہیں ہوتا اپنا دکھ اور تکلیف انسان اپنے کسی قریبی سے نہیں کرے تو اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر مر جائے جو رشتہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نزدیک بنائے ہیں ماں باپ ہم بھائی بھائی قابل دوست یہ اسی لیے بنائے ہیں تاکہ انسان اپنا دکھ ان سے کہہ کر اپنا جی ہلکا کر سکے آج تک کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کسی دوسرے سے شیئر نہ کر سکے یہ اور بات ہے کہ وہ انسان اپنے ارد گرد والوں کو کچھ نہ سمجھتا ہو تب ان سے کچھ بھی چھپا سکتا ہے۔۔۔۔۔

مراد کا لہجہ ناصحانہ تھا۔

ہو سکتا ہے تو ٹھیک کہہ رہا ہوں بس تو سمجھ لیں کہ میں کسی سے کچھ نہیں شیئر کرنا چاہتا۔۔۔۔۔

جگنو کا انداز ضدی تھا۔۔۔۔۔

چل کسی سے نہ کرنا بس فانی سے کر لینا اس پر تو ہم سے زیادہ اعتبار ہو گا

۔ وہ اچھا سامع ہے یہ بات تو اچھی طرح جانتا ہے اگر تو اس سے بات کر لے گا تو تیرے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔۔۔۔۔

مراد نے کہا تو جگنو نے اثبات میں سر ہلایا مراد اسکا کندھا تھپتھپاتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

رات کو فاطمہ سونے کے لئے لیٹی تو اس کا دھیان ڈائری کی طرف گیا ڈائری پر اس کی نظر پڑی تھی تو پہلا لفظ ہی اسے بھیا کبیر نظر آیا تھا اسی لیے اس نے فوراً ڈائری بند کر کے اپنے پاس رکھی تھی۔

اس نے کبیر کو دیکھا جو نظر چھت پر ٹکائے لیٹا تھا یوں اچانک کسی پیارے کا ہچھڑ جانا خاصا اذیت ناک ہوتا ہے اور اس صدمے سے نکلنے کے لیے انہیں وقت درکار تھا۔ پہلے تو فاطمہ نے سوچا کہ ڈائری کچھ دنوں بعد کبیر کو دے گی مگر پھر امانت کا خیال کر کے وہ اٹھ گئی۔

ڈائری نکال کر کبیر کے پاس آئی۔

یہ ڈائری شمسہ کی چارپائی پر پڑی ہوئی تھی آپ کا نام لکھا تھا اس لئے میں اٹھا کر لے آئی۔۔

فاطمہ نے ڈائری کبیر کے سامنے کرتے ہوئے بتایا تو کبیر چونکا اور اٹھ کر بیٹھا ڈائری تیزی سے اس کے ہاتھ سے لی اس کے لیے یہ حیرانی کی بات تھی کہ ڈائری میں اس کا نام لکھا تھا اس لیے اسے تجسس ہوا۔ اس نے ڈائری کھولی شروع کے صفحات میں شعر و شاعری تھی درمیان میں جا کر وہ صفحہ کھلا جس

پر کبیر کا نام شروع میں لکھا تھا
کبیر نے حیرانگی سے سے پڑھنا شروع کیا یا اور جیسے پتا کیا اس کی حالت عجیب
ہوگی گی نے اس کو بغور دیکھا اور اور شاعری کے لئے ہاتھ بڑھایا جسے کبیر نے
بلا جھجک اس کے ہاتھ پر رکھ دیا فاطمہ نے ڈائری پڑھی اس کا رنگ فق ہو ا۔
'یہ کیا کیا تھا اس بے وقوف لڑکی نے۔۔۔۔۔

دونوں نے ایک وقت میں ایک ہی بات سوچی۔

وہ دونوں شمسہ کی سوچ تک نہیں پہنچ سکے تھے جس کو صرف اس چیز کا
گلٹ تھا کہ اس نے اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے۔ کبیر کی آنکھوں
سے آنسو نکل کر گریبان میں جذب ہونے لگے فاطمہ نے ڈائری بند کر کے
سائیڈ میں رکھی اور خاموشی سے اس کے گلے لگ گئی کبیر اس کے کندھے پر
سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

پتہ نہیں شمسہ نے بھائی سے کیا بات کی تھی کل جب بھائی ولیمہ کے بعد مجھ
سے ملنے کے لیے آئے تو میں نے ان کے چہرے پر الجھن اور پریشانی دیکھی
میں نے پوچھا بھی مگر وہ مجھے ٹال گئے۔۔۔۔۔

فاطمہ یاد کرتے ہوئے کبیر کو بتانے لگی۔

فاطمہ میری بہن کا راز ہے اور میں کبھی بھی نہیں چاہوں گا کہ یہ ہم دونوں
کے علاوہ کسی دوسرے کی زبان پر آئے تم اسے میری درخواست سمجھ لو۔۔۔۔۔
کبیر کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

آپ کو مجھ سے یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں تھی وہ اب اس دنیا سے چلی گئی ہے اللہ اس کے درجات بلند کرے میں یہ ڈائری میری کل صبح جلا دوں گ۔۔۔۔

فاطمہ کی یقین دہانی پر کبیر نے تشکر سے اس کو دیکھا وہ شمسہ کے متعلق کچھ بھی غلط نہیں سوچنا چاہتا تھا حالانکہ اس کا ذہن بار بار اس انسان کی طرف جا رہا تھا جس کے متعلق ڈائری میں لکھا تھا کیوں کہ اگر آگ بجھ گئی تھی تو اس کو پھونکے مارنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا اس لیے اپنے ذہن کو ہر قسم کی سوچ سے آزاد کرتا آنکھیں موند گیا۔

فاطمہ نے ڈائری واپس الماری میں رکھی اور اس کے برابر آ کر لیٹ گئی صبح اسے بھائی سے ایک ہی سوال کرنا تھا کہ شمسہ نے اس سے کیا کہا تھا۔ صبح فاروق نے چاروں کو ان کی دو دن کی مزید چھٹی کی منظوری کے متعلق بتایا سارا دن کبیر کے گھر لوگوں کا تانتا بندھا رہا آگے پیچھے سے گاؤں والے افسوس کے لیے لئے آ رہے تھے۔

پچھلے ٹائم جب سب لوگوں کا رش ختم ہوا تو فاطمہ جگنو کو پکڑ کر اپنے کمرے میں لے آئی اور دروازہ بند کر دیا۔

کیا بات ہے فاطمہ اتنی رازداری کیوں۔۔۔۔

جگنو کو اچنبھا ہوا۔

مجھے صرف آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے اور امید کرتی ہوں آپ مجھے ٹھیک

جواب دیں گے۔۔۔۔

فاطمہ بولی تو جگنو نے نا سمجھیں سے اس کو دیکھا۔

آپ کو شمسہ نے کیا کہا تھا۔ کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔

فاطمہ کے اس دفعہ پوچھنے پر جگنو نے حیرانگی سے بہن کو دیکھا اسے سمجھ نہیں آئی کہ یہ بات وہ کیسے جانتی ہے کہ شمسہ نے اس سے کسی قسم کی کوئی بات کی تھی۔۔۔۔

فاطمہ جانے والی چلی گئی ہے اب اس بات کا کوئی فائدہ نہیں اس نے مجھ سے کیا کہا یا میں نے اسے کیا جواب دیا۔۔۔۔۔

جگنوؤں کا لہجہ سخت ہو گیا۔
بھائی میں آپ سے کچھ فضول نہیں پوچھ رہی نہیں بس آپ صرف اتنا بتا دیں کہ اس نے آپ سے کیا کہا تھا۔۔۔۔

فاطمہ کی ہٹ دھرمی پر جگنو نے گہرا سانس بھرا۔

اس نے مجھ سے شادی سے انکار کرنے کا کہا تھا وہ چاہتی تھی کہ میں انکار کروں مگر میں نے اس کو صاف الفاظ میں سمجھا دیا تھا کہ میرے لیے یہ ناممکن بات ہے۔۔۔۔

جگنو نے فیصلہ کرتے ساری بات فاطمہ کے سامنے رکھ دی۔۔۔۔۔

بھائی آپ اسے معاف کر دیں وہ بہت بے وقوف تھی مجھے تو کبھی اندازہ ہی نہیں ہوا کہ وہ کیا سوچتی ہے کیا چاہتی ہے اگر مجھے پہلے اس بات کا اندازہ ہو

جاتا تو شاید آج وہ زندہ ہوتی۔۔۔۔

وہ آرزو سی بولی۔

بے وقوف موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ جس نے بھی جانا ہے اپنے طے شدہ وقت پر جانا ہے بس انسان اپنی طرف سے یہ سوچتا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو

شاید یہ سب نہ ہوتا

میں اسے اسی وقت معاف کر چکا تھا جب میں نے اس کی موت کی خبر

سنی۔۔۔۔

جگنو نے کہا تو فاطمہ نے ایک نظر بھائی کو دیکھا۔

شمسہ نے مرنے سے پہلے ڈائری میں آپ سے اس کی طرف سے معافی مانگنے کا لکھا تھا اس لیے میں چاہتی ہوں کہ آپ دل سے اسے معاف کر دیں اور ساری بات کو بھلا دیں اور یاد رکھیں تو صرف اتنا کہ وہ بہت معصوم لڑکی تھی

خواب میں رہنے والی۔۔۔۔

بات کرتے کرتے فاطمہ رو دیں۔ جگنو نے اسے گلے لگا لیا۔ فاطمہ سے بات

کرنے کے بعد اسے اپنا آپ ہلکا پھلکا لگ رہا تھا ذہن ایک دم صاف ہو گیا تھا۔

چلو اٹھو باہر چلیں۔۔۔ اس طرح اچھا نہیں لگتا۔۔۔

جگنو نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا تو فاطمہ اپنا چہرہ صاف کرتی اٹھ کر اس کے ساتھ باہر آگئی۔

ماہم ایسے کیوں بیٹھی ہو۔۔۔ طبیعت ٹھیک ہے۔۔
 باہر نکلتے ہی اس کی نظر ہم پر پڑی جو نڈھال نظر آ رہی تھی اس لیے
 پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

فاطمہ شمسہ کی امی ابھی تک بیٹی کو یاد کر کے رو رہی ہیں کیا ساری مائیں اسی
 طرح اپنی بیٹیوں کے جانے پر روتی ہیں۔۔۔

ماہم کے لہجے میں موجود کرب پر فاطمہ نے حیرت سے اس کو دیکھا اسے کیا
 معلوم تھا کہ یہ معصوم سی لڑکی کس افیت کا شکار ہے سارا دن وہ تصور میں
 اپنی ماں کو روتے دیکھتی رہی تھی۔

ماہم سب ماؤں کے لئے یہ اولاد ایک جیسی ہی ہوتی ہے پھر چاہے بیٹا ہو یا بیٹی
 بچھڑنے کا غم تو ایک ہی ہوتا ہے تم ساری باتیں چھوڑو اور چل کر آرام کر
 لو۔۔۔

فاطمہ نے محبت سے اسے اٹھاتے ہوئے کہا ہاں یہ نازک سی لڑکی اچھی عادات
 کی وجہ سے ان کے دل میں گھر کر گئی تھی۔



مسز فاروق اگر آپ کو بچوں سے تھوڑی سی فرصت مل جائے تو پلیز ایک
 کپ چائے پلاوا دیں۔۔۔

فاروق کمرے میں داخل ہوئے تو شمینہ دونوں بچوں کو سامنے لیٹائے ان سے
 کھینے میں مصروف تھی اس کے چہرے پر اس قدر خوشی تھی کی فاروق چند

معصوم سی پکار پر شمینہ تیزی سے فاروق کے حصار سے نکلی اور دوڑتی ہوئی بچوں تک گئی۔

پھر ماما بولو۔۔۔۔۔میرا بچہ۔۔۔۔۔ماما بولو۔۔۔۔۔

شمینہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے فاروق نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا۔

آج میرے بچوں نے پہلی بار ماما بولا یہ صرف آپ کی محبت کا نتیجہ ہے۔۔۔ اس کے آنسو صاف کرتے پکڑ کر بیڈ پر بٹھا کر بولے تو شمینہ نے ہاتھ بڑھا کر دونوں بچوں کو ایک ساتھ خود میں سمو لیا اس کے دل کو کتنا قرار ملا تھا ماما کی پکار سن کر یہ کوئی اس سے پوچھتا تو شاید وہ الفاظ میں بیان نہ کر پاتی۔



Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چودھری صاحب انہوں نے مجھے بتائے بغیر ہی نکاح کر دیا مجھے پتا ہوتا تو میں آپ کو پہلے خبر کر دیتی۔۔۔

حمیرا اس وقت چودھری کی حویلی میں اس کے سامنے بیٹھی تھی جو ہداری کے چہرے پر کرخنگی چھا گئی۔

بی بی تو نے یہ اچھا نہیں کیا میں نے کہا تھا کہ مجھے وہ ہر صورت میں چاہیے فیفے گڈی نکال میں ابھی جاؤں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چودھری کی بات سن کر حمیرا ڈر گئی اسے اپنی شامت پکی نظر آرہی تھی اگر وہ

گھر پہنچ جاتا تو باقر نے اسے چھوڑنا نہیں تھا یہی سوچ کر وہ فوراً سیدھی ہوئی۔
چوہدری صاحب آپ تو اس کے بیاہ کو اتنے دن ہو گئے ہیں آپ کیا کرو گے
ایک شادی شدہ لڑکی کے لیے پنڈ میں ایک سے بڑھ کر ایک سوہنٹری کڑی
ہے میں آپ کے لئے شہزادی ڈھونڈوں گی۔۔۔۔

وہ ملتجیانہ انداز میں بولی۔

مجھے تیری بکواس سے کوئی غرض نہیں پیچھے ہٹ پہلے تیرے کھسم سے دو دو
ہاتھ کر لو۔۔۔۔

غصے سے پاگل ہوتا اسے سائیڈ پر ہونے کا اشارہ کر کے باہر نکل گیا جہاں فیقہ
گاڑی میں بیٹھا چوہدری کا منتظر تھا آدھے گھنٹے میں وہ لوگ فاطمہ کے گھر کے
سامنے تھے

فیقہ نے جلدی سے نیچے اتر کر ان کا دروازہ کھٹکھٹایا چند ہی لمحوں بعد قمر نے
دروازہ کھولا اور حیرانگی سے سامنے موجود جانے پہچانے چہروں کو دیکھا۔
جی فرمائیے۔۔۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

جی فرمائیے کس سے ملنا ہے آپ کو۔۔۔۔

قمر کے پوچھنے پر فیقہ سائیڈ پر ہوا اور چوہدری آگے آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
کہاں ہے باقر۔۔۔۔ تیرا وڈا پرا۔۔۔۔ بلا ذرا اس کو۔۔۔۔
چوہدری آواز میں غصہ نمایاں تھا۔

باقرنے انہیں عزت سے مخاطب کیا۔

چوہدری صاحب۔۔۔۔ میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں وہ میری بہن ہے
کوئی چیز نہیں کہ آپ ہاتھ رکھیں گے تو میں آپ کے سامنے اسے پیش کر
دوں گا۔۔۔ میں جانتا ہوں آپ ایک اچھے انسان ہیں اور شریف بھی اور ایک
شریف آدمی کو ایسی باتیں زیب نہیں دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میری بہن کی بات
پہلے سے طے تھی اور شریف لوگوں میں اپنی زبان سے پھر آ نہیں جاتا اس
لیے آپ کا گلہ غلط ہے۔۔۔۔

باقر نے تحمل سے چوہدری کو جواب دیا۔

بات سن باقر۔۔۔۔۔ اتنے سالوں میں نے شادی نہیں کی صرف اس لئے کہ

کوئی اس دل کو جیتی نہیں تھی۔۔۔ تیری بہن کو ایک بار دیکھا اور اس پر دل آ گیا۔۔۔۔۔ اب میں چاہوں بھی تو اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔۔۔۔ تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو اسے طلاق دلوا۔۔۔۔۔ میں اس سے شادی کروں گا۔۔۔۔۔ تو نے خود کوئی قدم نہ اٹھایا تو پھر اس کے بیوہ ہونے کے بعد تو تجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چودھری خباثت سے بولا تو باقر نے مشکل سے اپنا غصہ کنٹرول کیا۔ جگنو اور عفان نے اسی وقت اندر قدم رکھا تھا ان دونوں کے کانوں میں چودھری کی کہی بات پڑھ چکی تھی۔

چوہدری صاحب بہن بیٹی سب کی سانجھی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ آپ بھی بہن والے ہیں اگر ہم آپ کی بہن کے لیے یہی بات کریں تو آپ کو کیسا لگے گا۔۔۔۔۔ جگنو نہایت دھیمے لہجے میں چوہدری سے مخاطب ہوا تو وہ ایک دم جیپ سے پستول نکال کر کھڑا ہو گیا۔

تیری اتنی جرات کے تو چوہدری کی بہن کے بارے میں بات کرے گا۔۔۔۔۔ اس پستول کی ساری کی ساری گولیاں تیرے سینے میں اتار دوں گا۔۔۔۔۔ چوہدری اونچی آواز میں دھاڑا تو جگنو آگے سے استہزائیہ ہنسی ہنسا۔

چودھری صاحب اس وقت میرا بھی یہی دل کر رہا ہے کہ کاش میرے ہاتھ میں پستول ہوتی اور میں اس کی ساری کی ساری گولیاں آپ کے سینے میں اتار دیتا۔۔۔۔۔ ایک بات آپ کان کھول کر سن لیں۔۔۔۔۔ اگر میری بہن بیوہ

جگنو بولا تو اس کا انداز اٹل تھا۔ چوہدری نے اس کی دھمکی پر پستول اپنی جیب میں رکھا۔

چوہدری صاحب اللہ تعالیٰ نے آپ کے نصیب میں فاطمہ سے بھی اچھی لڑکی
لکھی ہوگی۔۔۔۔۔نصیب کا لکھا کوئی نہیں مٹا سکتا آپ جانتے ہیں نہ کہ اللہ
تعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی بہتری ہوتی ہے۔۔۔۔۔فاطمہ سے آپ کی
شادی نہ ہونے میں بھی آپ ہی کی کوئی بہتری چھپی ہوئی ہوگی
۔۔۔۔۔خون خرابے سے کیا حاصل ہو گا اگر آپ اس کو قتل کروا دیں
گے تو قیامت کے دن اللہ کے حضور کیا جواب دیں گے۔۔۔۔۔آپ ایک
اچھے انسان ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ کوئی انتہائی قدم نہیں اٹھائیں
گے جس سے آپ کی قبر اور آخرت دونوں خراب ہوں۔۔۔۔۔میری بات پر
غور ضرور کیجئے گا۔

عفان جگنو کو ایک طرف کرتا خود آگے آیا اور چوہدری کے بالکل سامنے کھڑا ہو کر نہایت دھیمی لہجے میں چوہدری کو سمجھانے کی غرض سے بولا تو چوہدری نے ایک غصیلی نظر عفان پر ڈالی اور فیتے کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے باہر نکل گیا۔ وہاں موجود تینوں نفوس نے ایک دوسرے کو پریشانی سے دیکھا۔

میرا نہیں خیال کہ چودھری آرام سے بیٹھے گا۔۔۔۔۔
 باقر کی پریشانی بجا تھی۔ عفان نے ایک نظر ان کو دیکھا۔
 باقر بھائی اللہ سے بہتری کی امید رکھنی چاہیے۔۔۔۔۔ میں نے چودھری کی
 آنکھوں میں غصہ کم ہوتے دیکھا ہے انشاء اللہ اللہ ہمارے حق میں بہتر کرے
 گا۔۔۔ ویسے بھی ہم آج شام کی ٹرین سے واپس جا رہے ہیں اور فاطمہ
 ہمارے ساتھ جائے گی۔۔۔

عفان نے کہا تو باقر نے اثبات میں سر ہلایا ان کے چہرے سے پریشانی کا اندازہ
 ہو رہا تھا۔ جگنو نے تسلی بھرا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا مگر خود بھی وہ اندر
 سے پریشان تھا۔



ماہم آپ نے پیکنگ کر لی۔۔۔ آج شام کو ہماری واپسی ہے۔۔۔۔۔
 عفان نے ماہم کو فاطمہ کے کمرے سے نکلتے دیکھا تو پوچھا
 جی فاطمہ نے میری ہیلپ کر دی تھی۔

کیا بات ہے آپ اپنی اتنی اداس کیوں لگ رہی ہیں اس بار تو آپ کے ساتھ
 آپ کی دوست کی جا رہی ہے پھر اس اداسی کی وجہ۔۔۔۔۔
 عفان نے دھیمے لہجے میں اس سے پوچھا۔ فاطمہ کے چہرے پر ایک نظر ڈالنے
 کے بعد اس نے دوبارہ نہیں دیکھا تھا۔ دل کی بغاوت کا ذمہ دار خود کو نہیں
 ٹھہرا سکتا تھا۔

آپ کو اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے کہ میں اداس ہوں یا خوش۔۔۔
ماہم کے گلے پر عفان حیرت سے اس کو دیکھا جو اب منہ بسورے کھڑی
تھی۔

مجھے فرق پڑتا ہے آپ میرے پاس آپ کے والدین کی امانت ہیں اور میں
کبھی بھی نہیں چاہوں گا کہ میں ان کی امانت کا خیال نہ کرو۔۔۔۔۔ جیسا میں
نے آپ کو لیا تھا ویسے ہی میں ان کو واپس سونپنا چاہوں گا۔۔۔۔۔
عفان نے ازلی نرمی سے کہا۔ چاہ کر بھی وہ اٹھایا کا لفظ اپنی زبان پر نہیں لا سکا
تھا۔ ماہم کو سمجھ نہیں آئی کہ اسے اس بات کا جواب اتنا برا کیوں لگا کچھ
دنوں سے اس کو اپنے آپ سے چڑھ سی ہونے لگی تھی۔ جب بھی عفان کے
متعلق غلط قیاس کرنے لگتی دل بھر پور انداز میں نفی کرتا۔
میں واپس جاتے ہی انشاء اللہ آفس سے مینجر صاحب کے گھر کا پتہ معلوم
کر کے ان کے گھر جاؤں گا مجھے امید ہے آپ کے والد کا نمبر مجھے مل جائے
گا۔۔۔۔۔

عفان نے اسے کہا اور اس پر نظر ڈالے بغیر باہر چلا گیا۔ ماہم نے اس کی پشت
کو گھور کر دیکھا۔

پتا نہیں کیا سمجھتے ہے اپنے آپ کو کاش میرے ہاتھ میں پانی کا گلاس ہوتا
سیدھا ان کے منہ پر ڈال دیتی تاکہ ان کے ہوش و حواس درست ہو جاتے۔۔۔
ماہم نے دل میں سوچا اور کندھے جھٹک کر واپس اندر کمرے میں چلی گئی

--,,

تو جانتا ہے کہ میں نے ہر برا کام کیا مگر اپنی ذات کی حد تک۔۔۔۔۔ آج تک کبھی کسی انسان کو نقصان نہیں پہنچایا اور نہ ہی آئندہ پہنچانے کا ارادہ ہے وہ تو بس ایسے ہی دھمکی دے ڈالی۔۔۔۔۔۔۔ اللہ جنت نصیب کرے میری ماں کو کہتی تھی کہ وہ گناہ جو تو اپنی ذات پر کرے گا تجھے اللہ سے مانگنے پر جلدی معافی مل جائے گی مگر کسی انسان کو تکلیف پہنچائے گا تو اس کی معافی جب تک نہیں ملے گی جب تک وہ انسان تجھے معاف نہیں کرے گا اگر میں اس کے کھسم کو مروا دیتا ہو تو اللہ مجھے معاف کر دیتا۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔ قیامت تو بعد میں آئی ہے فیقے۔۔۔ بندے نے مر کر پہلے قبر میں جانا ہے قبر کے عذاب سے بچ کر نکلے تو قیامت کا سامنا کریں گے اس لئے فیقے میں نے اپنے دل کو سمجھا لیا ہے اور اب تو اس طرح کر جا کر آپاؤڈی کو پیغام دے۔۔۔ کے میرے لیے کوئی کڑی دیکھ لیں بہت رہ لیا میں نے کلا۔۔۔۔۔۔۔ اب میرا بھی گھر وس جانا چاہیے تاکہ دھیان ادھر ادھر نہ جائے۔۔۔۔۔۔۔

جتنی ذلت اٹھانی تھی اٹھالی۔۔۔

189

پڑتی ہوں۔۔۔۔

حمیرا روتے ہوئے اس کے قدموں میں بیٹھ گئی باقر دو قدم تیزی سے پیچھے ہوا۔

میں اب تیری کسی مکاری میں نہیں آؤں گا۔۔۔۔۔ تیری وجہ سے اپنی بہن کو چوروں کی طرح رخصت کرنا پڑا۔۔۔۔۔

باقر ٹھنڈے مزاج کا بندہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور دھاڑا۔
میں معافی مانگ رہی ہوں۔۔۔۔۔ ایک بار معاف کر دے مجھے ایک موقع دے دے۔۔۔۔۔

وہ اس کے قدموں میں بیٹھی گڑگڑا رہی تھی مگر باقر کے چہرے پر ہنوز سختی طاری تھی۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خالہ تو ہی باقر کو سمجھا ایسا نہ کرے میرے ساتھ میں مر جاؤں گی خالہ
۔۔۔۔۔ میں تیرے سے بھی معافی مانگتی ہوں معاف کر دے خالہ۔۔۔۔۔
حمیرا بھاگ کر باقر کی ماں کے قدموں میں جا بیٹھی انہوں نے پریشانی سے اپنے بیٹے کو دیکھا جس کے چہرے پر نرمی کا کوئی تاثر نہیں تھا۔
نمانی میں تجھے سمجھا سمجھا کر تھک گئی تو نے اپنی عادت نہیں بدلی۔۔۔۔۔ تجھے پیسے کی ہوس نے اندھا کر دیا اب تو بتا کہ تیرا باقر سے رشتہ اہم ہے یا پیسہ۔۔۔۔۔

وہ بولیں تو ان کے لہجے میں دکھ تھا۔ اپنی بہو کی عادت سے اچھی طرح واقف

تو کم عقل ہے۔۔۔۔۔ اس بار تو نے اتنا گہرا گھاو دیا ہے کہ میں تجھے چاہ کر بھی معاف کرنے کا حوصلہ نہیں کر پا رہا۔۔۔۔۔

باقر کی آواز میں رنجیدگی اور چہرے پر کرب تھا۔ وہ اس وقت افیت کی انتہا پر تھا آج اس کی بیوی کی وجہ سے ایک غیر آدمی بار بار اس کی بہن کا نام لے رہا تھا۔

تیرے لیے بہتر یہی ہے کہ تو اپنی ماں کے گھر چلی جا۔۔۔۔۔ میں تجھے تین نہیں بول رہا مگر تجھے یہاں اپنے ساتھ بھی نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔۔۔ سامان باندھ لیں تیرے بھائی کو فون کر دوں گا وہ تجھے آکر لے جائے گا۔۔۔۔۔

باقر اپنی بات مکمل کر کے باہر نکل گیا۔ حمیرا وہیں زمین پر بیٹھی سر پر ہاتھ رکھے اس کی وجہ سے رو رہی تھی اسے آج سہی میں اندازہ ہوا تھا کہ کاپنی بے وقوفی کی وجہ سے اس نے اپنا کتنا بڑا نقصان کر لیا تھا۔

شام کو فاطمہ ملنے کے لیے آئی تو سب ہی باہر برآمدے میں بیٹھے تھے سوائے حمیرا کے۔ سب سے ملنے کے بعد فاطمہ نے بھابھی کا پوچھا تو ماں نے بغیر

جواب دیا سر جھکا دیا

اماں بھابی کو پتا بھی تھا کہ آج میں نے چلے جانا ہے پھر بھی میکے چلی گئی۔۔۔۔۔

فاطمہ ناراضگی سے بولی تو ماں نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سارے دن کی روادار اسے سنا دی۔ فاطمہ پریشانی کی حالت میں منہ کھولے ماں کو دیکھے گی یہی

حال پیچھے کھڑی ماہم کا بھی تھا جو فاطمہ کے ساتھ ہی ان سے ملنے کے لیے آئی تھی۔

بھیا۔۔۔۔۔ بھابھی معافی مانگ رہی تھی تو آپ نے ان کو معاف کیوں نہیں کیا۔۔۔۔۔ ان کی آخری غلطی سمجھ کر معاف کر دیتے۔۔۔۔۔

فاطمہ بھائی کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور ناراضگی سے بولی۔ باقر نے حیرت سے بہن کو دیکھا۔

اس کی وجہ سے تیرہ اتنا بڑا نقصان ہونے لگا تھا اور جو اس کے لیے یہاں معافی منگوا رہی ہے۔۔۔۔۔

باقر کو اپنی بہن کے کے رویے پر فخر ہوا۔
 بھیا مجھے پتہ ہے کہ بھابھی ذرا دوسرے مزاج کی ہیں ہر انسان ایک جیسا نہیں ہوتا جو بات ہم چند لمحوں میں سمجھ جاتے ہیں بھابھی کو ہی بات سمجھنے کے لیے دو دن لگ جاتے ہیں اس میں ان کا قصور نہیں آپ میرے پیارے بھیا ہیں ایک بار میرے کہنے پر بھابھی کو معاف کر کے گھر لے آئیں۔۔۔۔۔۔۔ بھائی مجھے آپ کے چہرے پر وہی مسکراہٹ چاہیے جس کی وجہ سے اس گھر میں رونق رہتی ہے۔۔۔۔۔

فاطمہ نے کہا تو باقر نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔
 کچھ دن اس کو وہی رہنے دے تاکہ اس کی عقل کچھ د
 ٹھکانے آئے پھر لے آؤں گا تو فکر نہ کر۔۔۔۔۔

فاطمہ ان کی بات پر متانت سے مسکرا دی۔ ماہم نے مسکرا کر ان بہن بھائیوں کو دیکھا اس لمحے اسے اپنے چھوٹے دونوں بھائیوں کی یاد آئی جو حد سے زیادہ شرارتی تھے اور ہر وقت ماہم کے ناک میں دم کئے رکھتے۔ ایک گہرا سانس لے کر اس نے اپنے اٹڈنے والے آنسوؤں کو روکا دل یک دم بو جھل ہو گیا تھا کبیر ان کو لینے آچکا تھا اس لئے سب ہی اسے ملنے کے بعد وہ دونوں کبیر کے ساتھ باہر آگئیں جہاں دو رکشے موجود تھے۔ عفان بھی اندر جا کر سب سے مل کر آیا اور آگے کبیر کے ساتھ بیٹھ گیا مراد اور جگنو دوسرے رکشے میں فاروق اور ثمنینہ کے ساتھ آیا بی موجود تھی جبکہ تیسرے لوڈر رکشے میں ان سب کا سامان موجود تھا۔

صبح کے پانچ بجے وہ لوگ گھر پہنچے تو تھکن سے سب کا برا حال تھا۔ گھر پہنچتے ہی ماہم اور فاطمہ کو ایک کمرے میں بھیجا خود سب دوسرے کمرے میں سو گئے فاروق ثمنینہ کو ساتھ لیے اپنے گھر گئے تھے۔

فاطمہ کی آنکھ کھلی تو گیارہ بج رہے تھے۔ قریب ہی ماہم بے خبر سو رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر ہاتھ منہ دھویا اور باہر نکلی دوسرے کمرے میں سب کو بے سدھ سویا دیکھ کر مسکراتی ہوئی کچن کی طرف چلی گئی۔ پہلے سارے کچن اور فریج میں موجود سامان کا جائزہ لیا فریج کھول کر دیکھا دیکھا جہاں پر انڈے اور دودھ کے ڈبے موجود تھے سارے سامان کا جائزہ لینے کے بعد پہلے آٹا گوندھ کر رکھا اور پھر آملیٹ کی تیاری کے لیے مصالحہ بنانے لگی چیزیں تیار کرنے

کے بعد کچن کی گھڑی پر ٹائم دیکھا جہاں بارہ ہو رہے تھے اسے شدید بھوک لگ رہی تھی کچن سے باہر نکل کر اس نے ان کے کمرے کا دروازہ صبح دو تین بار کھٹکھٹایا جس پر سب سے پہلے عفان کی آنکھ کھلی تھی۔
فانی بھیا سب کو جگا دیں میں ناشتہ بنانے لگی ہوں۔۔۔۔۔

باہر کھڑے ہی اس نے فانی کی آواز سن کر کہا۔

دس منٹ تک سب اٹھ کر باری باری ہاتھ منہ دھو کر باہر پڑی چارپائی پر بیٹھ چکے تھے۔ جگنو نے اندر سے دوسری چارپائی بھی لا کر بچائیں سب آرام سے بیٹھ جائیں جب تک اس نے ناشتہ تیار کیا۔ کبیر اور جگنو نے سارے برتن باہر ٹیبل پر لگا دیے عفان نے کمرے میں آکر ماہم کو دیکھا اور اسے جگانے کا ارادہ ملتوی کر کے باہر آ گیا۔

عفان بھائی۔۔۔۔۔ ماہم کو جگا دیتے کھانا کھا کر پھر سو جاتی۔۔۔۔۔

نہیں بیٹا رہنے دو۔۔۔۔۔ اگر کچی نیند میں اٹھ جائے تو پھر اس کی طبیعت

خراب ہو جاتی ہے نیند پوری کر کے اٹھے گی تو کچھ کھالے گی۔۔۔۔۔

فانی نے نرمی سے جواب دیا تو وہ سر ہلاتی آکر کبیر کے پاس بیٹھ گئی۔

مراد ناشتہ کر کے سٹور صاف کر لو آج سے ہم تینوں سٹور میں سوئیں گے اگر کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتا دینا میں کچھ دیر میں ضروری کام سے جانے لگا ہوں واپسی پر لیتا آؤں گا۔۔۔۔۔

عرفان نے کہا تو اس نے جواب میں سر ہلایا۔ اسٹور چونکہ الگ ایک طرف بنا

ہوا تھا اس لئے فاطمہ اور ماہم کے لیے کوئی مسئلہ نہیں تھا کیونکہ اسٹور کا دروازہ بھی دوسرے رخ پر تھا وہ سب بچپن میں ساتھ پلے بڑھے تھے اور ایک دوسرے عزت کا خیال سب سے بڑھ کر تھا چونکہ مراد سعد کبیر کے چچا کا بیٹا تھا اس لیے اس کے یہاں رہنے پر کوئی مسئلہ نہیں تھا اور عفان فاطمہ کا دودھ شریک بھائی تھا۔ اسی لیے ان سب ک ساتھ اٹوٹ تھا۔

ناشتے کے بعد وہ منیجر سے ملنے کے لیے نکل آیا آفس پہنچا تو دوپہر کے ڈھائی بج رہے تھے۔

سر آفس میں موجود ہیں آپ جا کر مل لی۔۔۔۔

ریسیپشن پر موجود لڑکی نے اس کا نام پوچھنے کے فوراً بعد کہا تو عفان اس کے بتائے ہوئے آفس کی طرف چل پڑا۔

السلام علیکم سر۔۔۔۔

دروازہ کھٹکھٹانے پر اندر سے اجازت ملی تو وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

آؤ بیٹا بیٹھو۔۔۔۔۔ سوری میں تم سے کوئی رابطہ نہیں کر سکا اسٹریٹ کرائم کی وجہ سے میرا موبائل چھن گیا تھا مجھے جاتے ہوئے ٹانگ پر گولی بھی مار دیں اسی وجہ سے ہاسپٹل بھی داخل رہا۔۔۔

منیجر صاحب نے بتایا تو عفان نے گہرا سانس لیا۔

آپ نے شہباز صاحب کا نمبر دینے کا وعدہ کیا تھا میں وہی لینے آیا تھا۔۔۔۔۔

عفان نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

بیٹا اب آپ کو نمبر لینے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ آج شام کی فلائٹ سے شہباز صاحب ایک میٹنگ اٹینڈ کرنے کے لیے پاکستان آ رہے ہیں۔۔۔۔۔ سات بجے وہ پاکستان میں ہوں گے۔۔۔۔۔

مینجر کی بات سن کر عفان کا دل زور سے دھڑکا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔ جدائی کی گھڑی یوں اچانک آ جائے گی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

وہ کہاں ٹھہریں گے۔۔۔۔۔
عفان نے بمشکل پوچھا۔

میں نے ان کے لیے یہاں ہوٹل میں بکنگ کروائی ہے۔۔۔۔۔ وہ صرف ایک دن کیلئے آئے ہیں کل شام کو ان کی واپسی کی فلائٹ ہے۔۔۔۔۔ آپ ان سے ملنا چاہتے ہیں تو تو آٹھ بجے ہوٹل آجائیں۔۔۔۔۔ میں آپ کو ایڈریس سمجھا دیتا ہوں۔۔۔

مینجر صاحب نے کہا اور ہوٹل کا محلے وقوع ان کو بتا دیا۔ آفس سے مل کر باہر نکلا تو اس کے قدموں میں شکستگی تھی۔ جب جدائی مقدر ہے تو پھر یہ دل نہ جانے کیوں اداس ہو رہا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر پیدل سڑکوں پر چلتا رہا یوں ہی سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے پانچ ہو گئے۔ اپنے آپ پر قابو پا کر اس نے رکشہ روکا اور گھر کا پتہ سمجھا کر بیٹھ گیا۔ مینجر صاحب نے جو ہوٹل کا ایڈریس دیا تھا وہ گھر سے آدھے گھنٹے کے

فاصلے پر تھا۔

کیا آپ کی منیجر صاحب سے ملاقات ہوئی کیا کہا انہوں نے پاپا کا نمبر دیا
انہوں نے۔۔۔۔

ماہم باہر ہی موجود تھی جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر اندر آیا وہ دوڑتی ہوئی اس
تک پہنچی اور سوال پر سوال کرنے لگی۔ عفان کے چہرے پر پھیلی شکستگی کو دیکھ
کر وہ ٹھٹکی۔

کل۔۔ کل ملاقات ہوگی۔۔۔۔

عفان نے بس اس سے اتنا ہی کہاں۔ اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اس کو
بتاتا۔ اس سے جدائی کا خیال جان لیوا تھا۔ اسے نہیں پتہ چلا کہ کب وہ اس کے
لئے انتہائی ضروری ہو گئی تھی۔ ان سب کے باوجود اسے اپنا عہد نبھانا تھا
۔ چاہے خود رل جاتا۔ وہ تو اس کے لیے اتنی ضروری ہو چکی تھی جتنی زندہ رہنے
کے لیے سانس۔

آپ جھوٹ بول رہے ہیں ہر بار آپ مجھے ایسے ہی ٹر خا دیتے ہیں۔۔۔۔۔
وہ اس سے انتہائی بد گمان تھی۔ عفان ساکت اسے دیکھتا رہ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ
اس کے لیے قابل اعتبار نہیں مگر پھر بھی اس کی بدگمانی سے اسے دکھ ہوا
تھا۔۔۔۔

آپ پریشان نہیں ہوں میں آپ سے غلط بیانی کیوں کروں۔۔۔۔۔
عفان نے اسے سمجھانا چاہا۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔۔۔ آپ نے پچھلی دفعہ بھی یہی کہا تھا نہ جانے کہا پھر پھر آ کر
گھر آ جاتا ہیں۔۔۔ آپ کو پتہ ہے نہ کہ میں نہیں جاسکتی اس لیے آپ مطمئن
ہیں۔۔۔۔۔

آج نہ جانے اس کو اتنا غصہ کیوں تھا کہ وہ پھٹ پڑی۔ عفان حیرت سے اس
کو اونچا اونچا بولتا دیکھ رہا تھا۔



ماہم عفان سے بے حد بد گمان ہوتی ہے

..... آپ جھوٹ بول رہے ہیں ہر بار مجھے ایسے ہی ٹر خا دیتے ہیں

وہ اس سے اتنی بد گمان تھی عفان ساکت اسے دیکھتا رہ گیا

اس بار میں آپ سے جھوٹ نہیں بول رہا اگر اللہ کا حکم ہوا تو کل آپ اپنے
والد سے بات کریں گی۔..... میں جانتا ہوں کہ آپ یہاں بہت مجبوری میں رہ
رہی ہیں خدا گواہ ہے ہم سب نے ہر ممکن کوشش کی ہے آپ کو آرام
اور آسائش دینے کی ہماری جتنی استطاعت تھی اتنا ہم نے آپ کے لئے
کیا ہمارا چھوٹا سا غریب خانہ آپ کے شان شایان نہیں یہاں آپ
کے بنگلے کی طرح اے سی جرنیٹر کی سہولت میسر نہیں میں جانتا ہوں
یہاں سے جانے کے بعد ہم آپ کے لئے ایک ناپسندیدہ یاد بن کر رہ جائیں
..... گے جنہیں آپ یاد کرنا پسند نہیں کرے گی

عفان نے اس کی طرف دیکھے بغیر گھمبیر لہجے میں اپنی بات مکمل کی اور کمرے

. کی طرف بڑھ گیا

ماہم نے پلٹ کر اسے جاتے دیکھا اسے لگا کہ اس کے دل کی دھڑکن کم ہوئی وہ پشمرده سی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں فاطمہ بیٹھی گھر والوں سے بات کرنے میں مصروف تھی۔



اماں میں جانتی ہوں میں نے غلط کیا میری عقل پر پتھر پڑے تھے اپنے ان..... ہاتھوں سے میں نے اپنا گھر برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی حمیرا اپنی ماں کے سامنے بیٹھی بھیگے لہجے اور دھیمی آواز میں اپنا دکھ رو رہی تھی۔ اس کی ماں نے افسردگی سے اپنی بیٹی کو دیکھا جو الجھے بالوں بے رونق چہرے اور ملجے کپڑوں میں گم سم بیٹھی تھی۔

میں تجھے سمجھاتی تھی۔۔۔۔۔ اس وقت تجھے ماں کی بات بری لگتی تھی۔۔۔۔۔ آج جب تیرے ہاتھ خالی ہیں تو تجھے سب کچھ سمجھ آ رہا ہے۔۔۔۔۔ انسان کو جب تک ٹھوکر نہ لگے وہ سنبھلتا نہیں۔۔۔۔۔ تیرے لیے بھی ایک ٹھوکر ضروری تھی۔۔۔۔۔ اولاد بڑی ہونے لگتی ہے تو اسے اپنے ماں باپ آپ کا سمجھانا برا لگتا ہے وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان کے ماں باپ کے گزرے سالوں کا تجربہ ان کی زبان سے بولتا ہے۔۔۔۔۔ ماں باپ پڑھے لکھے ہو یا ان پڑھ تجربہ ایک جیسا ہوتا ہے برے حالات سے دونوں گزرتے ہیں۔۔۔۔۔ خوشحالی بھی دیکھتے ہیں اور بدحالی بھی۔۔۔۔۔ رشتوں کی محبتیں بھی اور نفرتیں بھی۔۔۔۔۔

لوگوں کی خود غرضی بھی اور خلوص بھی اور یہ تجربہ وہ اپنی اولاد میں ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ وہ زمانے کا سرد و گرم سہہ سکے۔۔۔۔۔
وہ دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب تھیں اور حمیرا ماں کے منہ سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کو اپنے اندر اتار رہی تھی تاکہ اپنے اولاد کے بڑے ہونے پر اسے اپنے جیسی غلطی نہ کرنے دے۔

چل اٹھ میری دھی۔۔۔۔۔ اٹھ کے ہاتھ منہ دھو لے اپنے بال بنا عائشہ کو دیکھ کیسے سہمی بیٹھی ہے۔۔۔۔۔ اس کو بھی نہلا دھلا کر تیار کر۔۔۔۔۔ بچے سچے سنورے ہی اچھے لگتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماں جی نے کہا تو حمیرا اپنے دوپٹے کے پلو سے چہرہ صاف کرتی اٹھ گئی۔ اسے سمجھ آ گئی تھی کہ اپنا کیا اس نے خود ہی بھگتنا ہے چاہے روکے کے چاہے ہنس کے۔



عفان ٹائم پر گھر سے نکل آیا تھا۔ کبیر نے اس سے باہر جانے کی وجہ پوچھی تو ضروری کام کا کہہ کر ٹال گیا۔ کچھ دور جا کر رکشہ لیا اور ہوٹل کا پتہ بتا کر بیٹھ گیا دماغ کچھ کہتا تھا اور دل کچھ وہ دونوں کو پس پشت ڈال کر بس اپنی سی کر رہا تھا۔ ہوٹل پہنچ کر رکشہ کا کرایہ دے کر وہ اندر کی جانب بڑھا تو ریسپشن کے پاس ہی اسے منیجر صاحب انتظار کرتے مل گئے۔
ٹائم کے پابند ہوں۔۔۔۔۔

مینجر صاحب نے مصافحہ کرتے ہوئے اسے سراہا۔
بس سر کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔

اس نے عاجزی دکھائی اور ان کے پیچھے چل پڑا۔ دوسرے فلور پر پہنچ کر کمرہ نمبر ایک سو پچیس کے سامنے کھڑے ہو کر مینجر صاحب نے دروازہ ہلکا سا نوک کیا۔

چند لمحوں بعد شہباز درانی نے دروازہ کھول کر دستک دینے والے کو دیکھا اور پھر انہیں اندر آنے کا راستہ دیا۔ سلام دعا کے بعد عفان کا تعارف کروایا اور پھر کل کی میٹنگ کی تفصیلات سے ان کو آگاہ کرنے لگ گئے۔ اسی دوران شہباز صاحب نے کال کر کے چائے کا آرڈر دیا جو کچھ ہی دیر میں آگئی۔
آدھے گھنٹے میں ان سے ضروری بات چیت کرنے کے بعد مینجر صاحب عفان کی طرف متوجہ ہوئے۔

سر یہ بچہ کچھ مہینوں سے لگاتار آپ کا نمبر مانگ رہا تھا خدا کی کرنی ایسی ہوئی کے میرا موبائل چھن گیا اور آپ کے نمبر بھی میرے پاس ڈائری میں نہیں تھے۔۔۔ اتفاق دیکھیں آج صبح ہی یہ دوبارہ آفس آیا تھا۔ میں نے آپ کا نمبر دینے کے بجائے اسے رات کو اپنے ساتھ یہاں آنے کا کہا تھا کہ یہ آپ سے روبرو بات کر لے۔۔۔

مینجر صاحب نے عفان کو ساتھ لانے کی وجہ بتائی تو وہ چونکے۔
کیا بات کرنی ہے آپ نے اور کس سلسلے میں۔۔۔

شہباز درانی کے لہجے میں تشویش تھی کہ آخر کیوں یہ لڑکا کیوں اتنے مہینوں سے ان سے رابطہ کرنے کی کوشش میں تھا۔

سر میں اکیلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں ہو اگر آپ کی اجازت ہو

عفان نے سر جھکا کر کہا تو میجر صاحب کھڑے ہو گئے ان کا کام مکمل ہو چکا تھا اس لیے انہیں اپنا یہاں ٹھہرنا فضول لگا۔

سر مجھے اجازت دیں انشاء اللہ کل ملاقات ہوگی۔۔۔۔

میجر صاحب نے کہا اور دونوں سے ہاتھ ملاتے باہر نکل گئے۔

شہباز درانی نے عفان کو بغور دیکھا جس کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمک رہے تھے۔ وہ اضطرابی کیفیت میں دونوں ہاتھوں کو مسلسل مسل رہا تھا۔

آپ بتائیے کیوں ملنا چاہتے تھے۔۔۔

اسے یونہی خاموش اور گھبرایا ہوا دیکھ کر انہوں نے خود ہی پوچھا۔

سر آپ کی بیٹی کے متعلق بات کرنی تھی۔۔۔۔

عفان نے ہمت جمع کر کے کہہ دیا اسے لگ رہا تھا جیسے آواز حلق میں اٹک رہی ہے۔

شہباز درانی چونک کر کرسی سے اٹھے اور تیزی سے اس کے قریب آئے

۔ عفان بھی اور کھڑا ہو گیا اس کا رنگ ایک لمحے کو زرد پڑا تھا۔

کیا بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ کہاں ہیں وہ۔۔ وہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔
 شہباز درانی کی بے چینی اور جذباتی کیفیت دیکھ کر عفان نے شرمندگی سے سر
 جھکا دیا۔ کتنا ظلم کیا تھا اس نے ایک باپ پر اسے اب اندازہ ہوا ان کی تڑپ
 دیکھ کر۔

وہ بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ خیریت سے ہیں ! ان کی جان اور عزت دونوں محفوظ
 ہیں۔۔۔۔۔

عفان کے لہجے میں موجود خدشات جان گیا اس لیے تیزی سے بولا۔
 آپ کو کہا ملی میری بیٹی ! کیا آپ نے بچایا تھا اسے ان لڑکوں سے۔۔۔
 شہباز درانی نے اندازہ لگانا چاہا۔ عفان نے لب بھینچتے نفی میں سر ہلایا۔
 میں نے اغوا کیا تھا اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر۔۔۔۔۔

افغان نے ڈرتے ڈرتے انہیں بتایا تو وہ ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگے جس کے
 چہرے پر شرمندگی دکھ تاسف اور نہ جانے کیا کچھ ثبت تھا۔
 شہباز درانی نے ناقابل یقین تاثرات کے ساتھ اسے دیکھا وہ انتہائی تحمل مزاج
 انسان تھے اس وقت بھی باوجود شدید غصہ آنے کے وہ تحمل کا مظاہرہ کر
 رہے تھے کیونکہ معاملہ ان کی بیٹی کا تھا جو اس کے پاس تھی وہ غصہ دکھا کر
 اپنی بیٹی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے تھے۔

عفان کو دیکھ کر انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کوئی دو نمبر انسان نہیں۔
 یہی بتانے کے لیے ملنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

ہم چاروں ان کے لیے نامحرم تھے اور ہم ان کو اس طرح اپنے ساتھ کہیں

بھی نہیں لے جا سکتے تھے۔۔۔۔

نکاح کی بات پر شہباز درانی بری طرح چونکے (نکاح کے بعد ماں جی کو آبائی) گاؤں لے کر جانے اور وہاں ان کے قل کے ختم تک ہمیں چار دن لگ گئے۔۔۔۔۔ میں واپس آتے ہی انہیں آپ کے گھر لے کر گیا مگر آپ کے بنگلے

پر تالا تھا۔۔۔۔۔۔۔ ساتھ والے چوکیدار سے پتہ چلا کہ آپ لوگ پاکستان چھوڑ کر جا چکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ میں نے آپ کی بیٹی کی حفاظت امانت سمجھ کر کی میں آپ کا گنہگار ہوں کڑی سزا کا مستحق بھی۔۔۔۔۔۔۔ بس آپ سے اتنی گزارش ہے کہ آپ سارا جرم میرے کھاتے میں ڈال کر مجھے سزا سنائیں۔۔۔۔۔۔۔ میرے باقی دوست تو میری محبت میں مجبور تھے ویسے بھی میرے پیچھے اب رونے والا کوئی نہیں میں آسانی سے اپنے کیے کی سزا جھیل لوں گا۔۔۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ ہر بات کرتا چلا گیا۔ اس دوران شہباز درانی خاموشی سے اس کی باتوں کو سن رہے تھے۔ انہوں نے بیچ میں اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ تم میری بیٹی سے نکاح کر کے ہو وہ تمہارے گھر میں ہے تو پھر تم کس طرح کہتے ہو کہ تم نے امانت داری نبھائی۔۔۔۔۔۔۔

شہباز درانی نے کٹیلے لہجے میں پوچھا۔

سر نکاح تو صرف محرم نامحرم کا فرق مٹانے کے لئے تھا۔۔۔۔۔۔۔ ایک جوان لڑکی کو ہم بغیر کسی رشتے کے کس طرح اپنے ساتھ نو گھنٹے کے سفر

پرلے جاسکتے تھے۔۔۔۔۔خدا گواہ ہے سر میں نے آج تک آپ کی بیٹی کو نظر
بھر کر نہیں دیکھا۔۔۔۔۔وہ جیسے آپ کے گھر میں رہ رہی تھی بالکل ویسے ہی
میرے پاس رہ رہی ہیں۔۔۔۔۔

عفان نے کپکپاتے لہجے میں انہیں یقین دہانی کروانی چاہی۔
تم آج ہی اسے میرے پاس کیوں نہیں لائے۔۔۔۔۔
شہباز درانی کے دل میں بیٹی کی طرف سے اطمینان آچکا تھا اس لیے اب سختی
سے مخاطب تھے۔

سر پہلے آپ سے بات کر کے ساری حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔۔۔آپ
بے شک ابھی میرے ساتھ چلیں۔۔۔
عفان نے کہا تو شہباز درانی طنزیہ ہنسی ہنسنے۔
لنا کہ اس بار تم مجھے اغوا کر لو۔۔۔۔۔

شہباز درانی کے لہجے میں شرارت تھی جو عفان نہیں محسوس کر سکا۔
نہیں سر اب کس لئے اغواہ کروں گا ایک ہی رشتہ تھا میرے پاس جس کو
بچانے کے لیے میں نے اتنا ظالمانہ قدم اٹھایا۔ اب میں خالی ہاتھ ہوں۔۔۔۔۔
اس نے دونوں ہاتھ بے بسی سے شہباز درانی کے سامنے پھیلا دیے۔
شہباز درانی نے بغور اس کے الفاظ سنے اور اس کے لہجے سے جھلکتی تکلیف کو
محسوس کیا۔ انہیں سامنے کھڑے لڑکے کی ایک بات پر یقین تھا۔ دنیا
دیکھی تھی لہجے اور انداز سے ہی اگلے کو پہچان جاتے۔

طلاق کب دو گے۔۔۔۔

ان کی بات پر عفان کا رنگ زرد پڑا جو شہباز درانی کی نگاہوں سے چھپ نہیں سکا۔ انہوں نے اپنی بات کے رد عمل کے طور پر اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو بغور ملاحظہ کیا۔

کل ہی سر پیپر بنوا لوں گا۔۔۔۔

عفان کے ٹوٹے لہجے میں انتہائی اذیت اور کرب تھا جو شہباز درانی نے بخوبی محسوس کیا۔

سزا سننا چاہو گے۔۔۔۔

ان کے تاثرات سنجیدہ تھے۔ مجھے افغان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ذہنی طور پر اپنے آپ کو ہر قسم کی سزا کے لئے تیار کر چکا تھا۔ اپنا دل نکال کر اپنے ہاتھوں سے آپ کو سونپ رہا ہوں اس سے بڑی کیا سزا ہوگی میرے لئے۔۔۔

عفان دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوا۔

میں آپ کی بیٹی کو آپ کے حوالے کرتے ہی تھانے میں پیش ہو جاؤں گا۔۔۔ عفان نے کہا تو شہباز درانی نے حیرانگی سے اس لڑکے کو دیکھا جو اغوا جیسا سنگین جرم کرنے کے بعد خود ہی ان کے سامنے پیش ہو گیا اور اب خود اپنے لیے سزا بھی منتخب کر رہا تھا۔

سزا کو بعد میں دیکھتے ہیں پہلے مجھے میری بیٹی سے ملوانے لے چلو۔۔۔۔

شہباز صاحب کے لہجے میں بے تابی در آئی۔ وہ اتنی دیر سے اپنے آپ پر قابو رکھے ہوئے تھے۔ اب ان کا دل چاہ رہا تھا کہ آڑ کر اپنی لخت جگر کے پاس پہنچ جائیں۔

افغان نے اثبات میں سر ہلایا اور انہیں چلنے کے لیے کہا رات کے ساڑھے نو بج رہے تھے انہیں گھر پہنچتے دس کا ٹائم ہو گیا۔ دروازہ کھولنے مراد آیا تھا اس کے ساتھ انجان سوٹڈ بوٹڈ شخص کو دیکھ کر چونکا۔
یہ ماہم کے والد ہیں۔۔۔۔

عفان کے تعارف کروانے پر مراد کا رنگ اڑا۔

آئیے سر۔۔۔۔
مراد کا اڑا رنگ نظر انداز کر کے اسے ہاتھ سے سائیڈ پر کر کے اس نے شہباز درانی کو اندر آنے کا راستہ دیا۔ عفان انہیں ساتھ لیے برآمدے میں آگیا ماہم کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔

عفان نے ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹایا جس پر اندر سے ماہم نے آواز دے کر کام پوچھا تھا۔ شہباز صاحب نے اس کے دروازہ کھولنے تک ملال سے اس گھر کو دیکھا جس کا پلستر جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا تھا اور رنگ و روغن کو دیکھ کر لگتا تھا کہ صدیاں بھی بیت چکی ہیں دیواروں کو رنگ نصیب ہوئے۔
ماہم آپ سے کوئی ملنے آیا ہے۔۔۔۔

ماہم کی دوبارہ آواز آئی تو عفان نے اس سے کہا چند لمحوں بعد چٹخنی اتارنے کی

آواز آئی۔

کون آیا ہے ملنے وہ بھی آدھی رات کو۔۔۔۔

وہ اپنی جھونک میں باہر آئی۔

پاپا جانی۔۔۔۔

ماہم ہکا بکا چند لمحے انہیں بے یقینی سے دیکھے گی اور پھر یقین آنے پر چیخ کر

ان کے گلے لگ گئی عفان وہیں سے پلٹ گیا اسے باپ بیٹی میں اپنا وجود

فضول لگا تھا۔

کیسا ہے میرا بچہ۔۔۔۔

اسے بانہوں کے گھیرے میں لئے ماتھا چومتے انہوں نے محبت سے پوچھا۔

ماہم ابھی تک بے یقین تھی بار بار چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھتی اور پھر مزید زور

سے باپ کو جکڑ لیتی جیسے باپ کے غائب ہو جانے کا ڈر ہو۔ شہباز صاحب

اب اسے یوں ہی تھا میں بیڈ پر لے کر بیٹھ گئے۔

میرا بچہ اگر اسی دن عفان کی بات مان کر گھر آ جاتی تو اتنی لمبی جدائی نہ کاٹنی

اڑتی ہمیں۔۔۔

انہوں نے شفقت سے کہا۔

میں ڈر گئی تھی پاپا۔۔۔۔۔ اگر آپ مجھے قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں

اس کے آگے کچھ بھی نہیں سوچ سکی۔۔۔۔۔ بعد میں عفان نے کہا کہ ہو سکتا

ہے میں غلط سوچتی ہوں ایک بار مجھے آپ لوگوں سے ملنا چاہیے اس کے بعد جو

ہوگا دیکھی جائے گی۔۔۔۔

ماں ہم نے آنسو صاف کرتے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

تو میری بیٹی نے پھر وہ ان کی بات مان لی۔۔۔۔۔

انہوں نے پوچھا تو اس نے معصومیت سے سے ہاں میں سر ہلا دیا۔

اما سبحان شعبان سب کیسے ہیں مجھے سب بہت یاد آتے تھے میں ساری رات
آپ سب کو یاد کر کے روتی رہتی تھی آپ لوگ مجھے یاد کرتے تھے۔۔۔۔۔
اس کے لہجے میں نہ جانے کیسی آس تھی کہ شہباز درانی نے اس کو خود میں
بھینچ لیا۔

کیوں نہیں میرا بیٹا ہم تو دن رات آپ سے ملنے کی دعائیں مانگتے تھے۔۔۔۔۔
آپ کو یاد کر کے آپ کی اما آج بھی اتنا روتی ہیں میں انہیں نہیں بتاؤں گا
ہم ان کو سرپرائز دیں گے۔۔۔۔۔

شہباز درانی نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

مجھے اما بہت یاد آ رہی ہیں۔۔۔

وہ مجھے یاد کر کے دوبارہ رو دی۔

بس بیٹا اب نہیں رونا کل ہی میں آپ کا ٹکٹ کروا دیتا ہوں آپ کا پاسپورٹ

عباس کے پاس ہے ویزا لگا ہوا ہے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔

شہباز درانی کی بات سن کر اس کی آنکھیں چمکیں اور ہونٹ مسکرائے۔

ابھی آپ میرے ساتھ ہوٹل چلیں میں آپ کا روم بک کروا دیتا ہوں ہو کل

ایک میٹنگ ہے اور پھر رات کی فلائٹ سے واپسی۔۔۔۔۔
 انہوں نے اپنا پروگرام اسے بتایا تو تھا ہم نے منہ بسورا۔
 پاپا جانے میں اکیلے روم میں کیا کروں گی کل یہاں سے ہی آپ کے ساتھ
 چلے جاؤ گی۔۔۔۔۔

ماہم کی بات پر انہوں نے چونک کر اپنی بیٹی کو دیکھا اور اس کا چہرہ پڑھنے کی
 کوشش کی جو باپ کے ساتھ جانے کے بجائے اس چھوٹے سے کمرے میں
 ٹھہرنے کو ترجیح دے رہی تھی۔
 یہاں بھی تو اکیلی ہیں۔۔۔۔۔

انہوں نے سرسری لہجہ اپنایا۔
 نہیں پاپا اکیلی کہا رات کو عفان باہر سوئے ہوتے ہیں اور دن میں میرے
 ساتھ فاطمہ ہوتی ہے جگنو بھائی کی بہن اور کبیر بھائی کی وائف۔۔۔۔۔

ماہم نے مسکراتے ہوئے بتایا تو وہ ہنس دیے۔
 آپ یہاں ہی رک جائے میرے پاس۔۔۔۔۔
 ماہم کی بات پر انہوں نے اس کا ماتھا چوما۔
 میرا بچہ میری ساری دوائیاں ہوٹل میں ہیں کپڑے بھی وہی ہیں اب آپ کل
 تک صبر کریں اور پھر ہم سب ساتھ ہوں گے۔۔۔۔۔
 انہوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا تو ماہم نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا
 دیا۔

تم تینوں شامل تھے عفان کے ساتھ۔۔۔

ہم سب آپ سے بہت شرمندہ ہیں۔۔۔۔۔ معافی کے طلبگار بھی ہیں۔۔۔ ہم

نے ماہم بہن سے بھی اپنے کیے کی معافی طلب کی مگر انہوں نے وہ معافی

آپ کے ملنے پر مشروط کر دی ہم اپنی سزا کے لیے بھی تیار ہیں۔۔۔۔

وہ تینوں باری باری بول رہے تھے شہباز درانی نے ایک گہرا سانس لے کر ماہم

کو دیکھا جو مسکراہٹ دباتی ان سب کے جھکے سر دیکھ رہی تھی۔

اس کا فیصلہ تو ماہم کرے گی جو میری بیٹی کہے گی وہی ہوگا۔۔۔۔۔

شہباز صاحب نے اپنی طرف سے سارا اختیار ماہم کو دیا۔

میں تو ایک شرط پر معاف کرو گی۔۔۔۔

ماہم بولیں تو چاروں نے چونک کر اسے دیکھا جس کے چہرے پر آج الگ ہی چمک تھی عفتان نے نظریں چرائیں۔

کبیر بھائی کل مجھے اور فاطمہ کو اسی گول گپے والی ریڑھی پر لے کر جائیں گے جہاں سے آپ لوگ گول گپے کھاتے ہیں اور مجھے اس شاپ کی چاٹ بھی کھانی ہے جہاں پر آپ نے فاطمہ کو لے کر جانے کا وعدہ کیا تھا۔۔۔۔

ماہم مزالے کر بولی تو انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

آپ ہمیں معاف نہ کریں ہم برداشت کر لیں گے مگر آپ کو گول گپے اور چاٹ کھلانے کے بعد جو آپ کے گلے کی حالت ہوتی ہے وہ تیمارداری ہمارے بس کی بات نہیں۔۔۔ کسی چھوٹے بچے کی طرح بیماری میں آپ چڑچڑی ہو جاتی ہیں۔۔۔۔

کبیر کی بات پر شہباز صاحب کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

اپنی بیٹی کے لیے انہوں نے چاروں کی آنکھوں میں عزت اور احترام دیکھا تھا۔۔۔۔۔ ان کے کیے گئے غلط اقدام کی وجہ سے جو کدورت ان کے دل میں تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔۔۔۔ وہ ان کی شرافت کے قائل ہو گئے۔ جنہوں نے ایک انجان لڑکی کو عزت اور احترام کے ساتھ رکھا ورنہ آئے دن آغوا کے واقعات اور ان کا انجام وہ اخباروں میں پڑھتے رہتے تھے۔

ماہم بیٹا پھر آپ کا کیا ارادہ ہے۔۔۔۔

شہباز صاحب کو اندازہ تھا کہ وہ اپنا دل ان سب کے لئے صاف کر سکتی ہے

مگر اگر پھر بھی اس سے رائے لینی چاہی۔
 ابھی انہوں نے آپ کے سامنے آپ کی بیٹی کو گول گپے اور چاٹ کھانے سے
 انکار کیا ہے آپ کا کیا خیال ہے ان کو کیا سزا دی جائے۔۔۔
 ماہم کا انداز شاہانہ تھا۔

بھئی انہوں نے نہ کھلانے کی وجہ بھی ساتھ ہی بیان کر دی ہے۔۔۔ اس کے
 بعد کوئی وجہ نہیں بجتی معاف نہ کرنے کی۔۔۔
 شہباز صاحب نے بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے ان سب کو ان کی اچھی عادات کی وجہ سے بہت پہلے معاف کر چکی
 تھی۔۔۔۔۔ بے شک انہوں نے ایک ایک غلط قدم اٹھایا وہ بھی اپنے دوست
 کی مجبوری کی خاطر۔۔۔۔۔ پھر انہوں نے مجھے جو عزت اور احترام دیا اس کے
 بعد معاف نہ کرنے کی کوئی وجہ میرے پاس نہیں تھی۔۔۔

ماہم نے شہباز صاحب کو دیکھتے ہوئے اپنی بات مکمل کی تو انہوں نے گردن
 ہلا کر اس کی تائید کی ان چاروں کا دل تشکر سے بھر گیا ایک بہت بڑا بوجھ ان
 کے دل سے ہٹ گیا تھا۔

میں کل شام کو اپنی بیٹی کو لینے آؤں گا ابھی یہ اکیلی ہوٹل میں رکنے پر تیار
 نہیں۔۔۔۔۔ عفان مجھے نکاح نامے کی کاپی بھی چاہیے ضروری کاروائی کے
 لیے۔۔۔۔۔

عفان کا رنگ سپید پڑا وہ شکستہ قدموں سے کمرے میں موجود واحد دراز کی

طرف بڑھا اور چابی نکال کر اسے کھولا سامنے ہی نکاح نامے کی کاپی پڑی تھی وہ نکال کر اس نے دراز کو دوبارہ بند کیا اور کاپی لا کر شہباز درانی کے ہاتھ میں تھما۔

انہوں نے کاغذ کھولا کر اس کا جائزہ لیا ماہم کے آئی ڈی کارڈ اور ان کے آئی ڈی کارڈ کے نمبر کی جگہ خالی تھی۔

ٹھیک ہے میں پیپرز بنوا لوں گا تمہیں تردد کرنے کی ضرورت نہیں تمہاری سزا میں نے اپنی بیٹی کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر معاف کر دی ہے کل میرے آفس آجانا تمہاری جاب کا بندوبست کر دوں گا۔۔۔

شہباز درانی اس سے بات کرتے ہوئے اپنا لہجہ سخت کر چکے تھے۔

سوری سر میرے پاس جاب ہے آپ کا بہت شکریہ۔۔۔

عفان نے فوراً انکار کر دیا شہباز صاحب نے آنکھیں سکیر کر اسے دیکھا ابھی بھی اس کے چہرے پر اداسی واضح تھی۔



ماہم بیٹا۔ میں اب چلتا ہوں ہو آپ کو یہاں سے کوئی سامان لینے کی ضرورت نہیں۔۔۔ بس چند ضروری چیزیں رکھنا باقی سب وہاں جا کر خرید لیں گے۔۔۔

شہباز درانی نے تاکید کی تو ماہم نے سر ہلا دیا۔ انہیں دروازے تک چھوڑتے وہ گاڑی میں بیٹھ کر جانے تک دیکھتی رہی اور پھر تتلی کی طرح اڑتی خوش

ہوتی کمرے میں بھاگ گئی۔ اسے کل کا بے تابی سے انتظار تھا جب وہ اپنی ماں

وہ چونکا۔

امی کو بخار ہے۔۔۔ وہ کھانا بھی نہیں کھاتی۔۔۔۔۔ روز نانو اتنا ڈانٹتی ہیں امی کو
کھانا نہ کھانے پر۔۔۔۔۔ امی پھر بھی نہیں کھاتیں۔۔۔۔۔

عائشہ معصومیت سے بتا رہی تھی اور وہ اندر ہی اندر تڑپ رہا تھا۔

امی نے ڈاکٹر کو دکھایا۔۔۔۔۔

اس نے آہستہ سے پوچھا تاکہ آواز خالہ تک نہ جائے جو قریبی کچن میں
چائے بنا رہی تھی۔

نہیں ابوجی۔۔۔۔۔ امی کہتی ہیں میں نے کہیں نہیں جانا دوائی بھی نہیں
کھانی۔۔۔۔۔ صبح نانو نے امی کو گولی دی انہوں نے سائیڈ پر رکھ دی میں نے
خود دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اپنی سریلی آواز میں اسے ماں کی حالت سے آگاہ کر رہی تھی۔ باقر کی برداشت
شاید یہیں تک تھی اسے گود سے اتار کر نانو کے پاس بھیجا اور خود حمیرا کے
کمرے کی طرف آ گیا۔

ماں تجھے اللہ کا واسطہ ہے لے جا کھانا مجھے نہیں کھانا کچھ بھی۔۔۔
کھٹکے کی آواز پر حمیرا کو لگا ماں دوبارہ کھانا لے آئی ہے اسی لیے بھاری آواز
میں خفگی سے بولی۔

کیوں نہیں کھانا کھانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باقر کی گھمبیر آواز پر وہ کرنٹ کھا کر اٹھی اس کا کملا یا چہرہ سو جی آنکھیں اور

بیمار وجود دیکھ کر باقر کو تکلیف ہوئی۔ حمیرا وہیں بیٹھی سر جھکا گئی۔ آنسو اس کی گالوں پر بہہ رہے تھے۔ باقر سست روی سے چلتا ہوا اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ حمیرا سے سر نہیں اٹھایا گیا۔

رونا بند کر یہ کیا حالت بنا لی ہے اپنی۔۔۔۔

باقر نے گھر کا تو اس نے ہتھیلی سے آنسو صاف کیے مگر چند لمحوں بعد دوبارہ چہرہ بھیگا دیکھ کر باقر نے اسے کھینچ کر خود میں بھینچ لیا۔

حمیرا کا بے آواز رونا ہچکیوں میں بدل گیا۔ باقر نے اس کے وجود کی گرمائش پر اپنے دل میں سکون آترتا محسوس کیا وہ اس کی محبت تھی کیسے اتنی تکلیف میں دیکھ کر اپنا دل سخت رہنے دیتا۔

حمیرا اس کی بانہوں کے گھیرے میں تڑپ کر رو دی۔

اگر رونا بند نہیں کیا تو میں تجھے خالا کے پاس چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔۔۔۔

اسے چپ کروانے کے لیے باقر نے دوسرا حربہ آزمایا جو کامیاب رہا ہاں اس کی ہچکیوں کو فوراً بریک لگی۔

تو مجھے گھر لے کر جائے گا۔۔۔۔۔

اس کے لہجے میں ایک اس تھی۔

ارادہ تو نہیں تھا مگر تیری بیمار صورت پر ترس آ گیا۔۔۔۔۔

باقر نے اسے باور کروایا۔

تو ترس کھایا ہمدردی کر بس مجھے اپنے ساتھ رکھ لے آئندہ تجھے شکایت کا

موقع نہیں دوں گی۔۔۔۔

اس کے آنسو ایک بار پھر ٹپکے۔ باقر نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ صاف کیا۔

میں جب تک چائے پیتا ہوں تو تیار ہو جا اور عائشہ کو بھی تیار کر پھر گھر چلتے ہیں۔۔۔۔

باقر نے کہا تو اس نے تشکر سے اسے دیکھا باقر مسکراتا باہر نکل گیا۔
اماں صحیح کہتی ہیں۔۔۔۔ میں ناشکری ہو اتنا پیار کرنے والا شوہر ملا اور میں نے قدر نہیں کی اللہ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے جس نے باقر کا دل میرے لئے نرم کر دیا۔۔۔۔
وہ دل ہی دل میں سوچتی باہر نکل آئی تاکہ وضو کر کے شکرانے کے نوافل ادا کر سکیں۔



فاطمہ گھر کا کام نپٹا کر ماہم کے پاس آئی جو بیگ میں سامان رکھ رہی تھی۔ کبیر نے صرف اتنا بتایا تھا کہ ماہم واپس جا رہی ہے۔
ماہم واپس کب آؤ گی۔۔۔۔

فاطمہ نے اس کے قریب بیٹھے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پڑا ہوا سوٹ اٹھا کر طے کرنے لگ گئی۔

واپس۔۔۔ میں نے واپس نہیں آنا۔۔۔۔

ماہم نے جیسے خود کو یقین دلایا۔

کیا مطلب واپس کیوں نہیں آنا تم بیوی ہو عفان بھائی کی ایسے کیسے ان کو اکیلا چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلی جاؤں گی۔۔۔۔۔

فاطمہ نے حیرت کا مظاہرہ کیا اسے واقعی سمجھ نہیں آئی کہ ماہم ایسے کیوں کر رہی ہے۔

فاطمہ یہ نکاح ایک کانٹریکٹ تھا اور یہ پہلے سے طے تھا کہ میرے والدین کے ملتے ہی عفان مجھے ڈائورس دے دیں گے۔۔۔۔۔۔۔

ماہم نے دھیمے لہجے میں کہاں۔ اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ دل میں اداسی کیوں ہے۔

تو تمہیں ان چھ مہینوں میں کبھی عفان بھائی سے محبت محسوس نہیں ہوئی کبھی نہیں دل چاہا کہ عفان بھائی کے ساتھ اپنی نئی زندگی شروع کروں۔۔۔۔۔

فاطمہ نے اسے کریدا۔

عفان کو وہ دیکھ چکی تھی کس طرح آنکھوں میں کرب لیے بے بسی کی تصویر نظر آ رہا تھا۔

عفان نے مجھے بھولنے نہیں دیا کہ وہ اپنا عہد پورا کریں گے اس لئے ذہن کسی اور طرف گیا ہی نہیں۔۔۔۔۔

ماہم نے جیسے اصل وجہ سامنے رکھی۔

تمہیں لگتا ہے کہ عفان بھائی تمہیں پسند نہیں کرتے۔۔۔۔۔ وہ ہر حال میں اس

کے دل میں جھانکنا چاہتی تھی۔

میں نے کہا نا میں ان کے لئے ایک امانت اور عہد تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ امانت میں خیانت کے مرتکب نہیں ہو سکتے تھے اور بقول ان کے عہد وہ مر کر بھی نہیں توڑ سکتے پھر باقی کیا رہ گیا۔۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔، ویسے بھی ان چھ مہینوں میں کبھی بھی ہمارے درمیان ایسا لمحہ نہیں آیا کہ میں اپنے رشتے کو محسوس کر سکتی ورنہ شاید یہاں سے جانا میرے لئے مشکل ہو جاتا۔۔۔۔۔

ماہم کی آواز میں افسردگی تھی۔ چہرے پر چھایاں حزن فاطمہ کو صاف محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے گہرا سانس لیا وہ جان گئی کہ ماہم نہیں رکے گی۔ عفان بھائی نے کوئی آس کا جگنو اس کی مٹھی میں نہیں تھمایا تھا۔

پچھلے ٹائم عفان فیکٹری سے واپس آیا تو صرف کبیر اس کے ہمراہ تھا۔ جگنو اور مراد دونوں کا اوور ٹائم تھا اس لیے وہ واپس نہیں آئے تھے البتہ صبح فیکٹری جانے سے پہلے وہ دونوں ماہم سے مل کر گئے تھے۔

سر کا فون آیا تھا آپ کا ٹکٹ مل گیا ہے آپ تیاری مکمل کر لیں۔۔۔۔۔ سر آئے گے آپ کو لینے۔۔۔

عفان نے دروازہ کھٹکھٹا کر اندر قدم رکھے سامنے ہی ماہم کسی سوچ میں گم بیٹھی اس کی آواز پر چونکی
میری تیاری مکمل ہے۔۔۔۔۔

اس کا لہجہ سرسری تھا۔
 جا رہی ہیں تو ایک وعدہ کریں گی۔۔۔
 عفان کی بات پر اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔
 کیسا وعدہ۔۔۔
 آپ نماز کبھی نہیں چھوڑیں گی۔۔۔
 عفان بولا بھی تو کیا اس نے اپنی خوش فہمی پر خود کو گھرکا۔
 اس کے لیے آپ کو وعدہ لینے کی ضرورت نہیں۔۔۔ نماز میں نے اللہ سے
 محبت کے لیے پڑھنی ہے۔۔۔ آپ سے وعدہ لے کر پڑھو گی تو لگے گا وعدہ نبھا
 رہی ہو۔۔۔۔۔ فرض ادا کرنے کے لیے کسی کا دباؤ نہیں ہونا چاہیے یہ تو دل
 سے ادا کرتے ہیں تب ہی تو اللہ سے مخلص ہونے کا پتہ چلتا ہے۔۔۔
 ماہم نے اس کے چہرے پر نظر ٹکاتے ہوئے کہا جہاں اس وقت عجیب سی
 کیفیت طاری تھی۔
 یہاں سے جانے سے پہلے آپ ہم سب کو دل سے معاف کر کے جائے۔۔۔ ہم
 سب اس گناہ کے حصار سے نکلنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔
 عفان نے شکستگی سے کہا۔ ماہم کو لگا جیسے وہ زبردستی کے الفاظ ادا کر رہا ہے۔
 میں نے کل ہی معاف کر دیا تھا سب کو آپ کو کہنے کی ضرورت نہیں۔۔۔
 ماہم رونکھی ہوئی۔
 اسی وقت گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو وہ چونکا اتنی جلدی جدائی کی گھڑی آن

ٹھہری تھی۔ وہ دراز کی طرف بڑھا اور ایک چھوٹا سا منجلی باکس نکال کر اس کے پاس آیا۔

یہ چھوٹا سا ایک گفٹ ہے۔۔۔۔۔۔ آپ کے شان شایان تو نہیں مگر امی کہتی تھی کہ جانے والے کو کبھی خالی ہاتھ نہیں بھیجنا چاہیے۔۔۔۔۔۔

باکس اس کی طرف بڑھاتے عفتان نے نرمی سے کہا ماہم نے باکس اپنے ہینڈ بیگ میں ڈال دیا۔ گاڑی کا ہارن دوبارہ بجا تو عفتان اس کا بیگ اٹھا کر اس پر نظر ڈالے بغیر باہر نکل آیا تھا۔ کبیر اور فاطمہ اسے رخصت کرنے کے لئے کھڑے تھے۔ فاطمہ کے گلے لگتے نہ جانے وہ کیوں زور و شور سے رودی شاید اپنی اندر کی گھٹن سے خوفزدہ ہو کر۔

عفتان نے بیگ گاڑی کی ڈگی میں رکھا اور شہباز درانی کی سائیڈ پر آکر جھک کر انہیں سلام کیا۔

آج مجھے وقت نہیں ملا اس لیے پیپر نہیں بنوا سکا اگلی بار آؤنگا تو تم پیپر بنوا کر رکھنا میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں باتیں بھول جاتا ہوں۔۔۔۔۔۔

اپنی بات کے رد عمل پر انہوں نے اس کا چہرہ تاریک ہوتے دیکھا۔ اسی وقت ماہم دروازہ کھول کر اندر بیٹھی اور باپ کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ اس کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ نہ جانے کیوں۔

وہ تو عفتان کو خدا حافظ بھی نہیں کہہ پائی تھی اتنا حوصلہ کہاں سے لاتی۔ عفتان نے دور جاتی گاڑی کو دھندلائی نظروں سے دیکھا دل میں غبار سا بھر گیا

تھا وہ تھکے قدموں سے سٹور میں آیا اور تکیہ بانہوں میں بھیج کر شدت سے رو دیا بالکل ایسے جیسے بچہ اپنی قیمتی چیز چھن جانے پر روتا ہے۔



ماہم بیٹا بس کر دو کتنا رو گی آ سے یوں ہی وقفے اسے روتا دیکھ کر انہوں نے ٹوکا۔

میں نہیں رو رہی بابا۔۔۔۔۔ آنسو خود بخود نکل رہے ہیں۔۔۔۔۔

اس نے معصومیت سے کہا تو شہباز درانی کو اپنی بیٹی پر بے ساختہ پیار آیا وہ اس کی کیفیت بخوبی سمجھ رہے تھے مگر ابھی کوئی بھی فیصلہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔

جہاز کی سیٹ پر ایک نگاہ کر اس نے آنکھیں بند کیں تو چھم سے عفان کا سراپا اس کی نگاہوں میں لہرایا اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔

تم اسے یاد کر رہی ہو جس کو تمہارے جانے کا بھی برابر دکھ نہیں تھا اگر میں نہیں ملی تو وہ کونسا مجھے ر الوداع کر کہنے آیا۔۔

ماہم نے اپنے آپ کو ڈپٹا اور آنکھیں موند لی۔ اسے کیا معلوم تھا کہ وہ نادان کس کرب سے گزر رہا ہے۔

ایئرپورٹ سے گھر کے لیے وہ ٹیکسی میں بیٹھ گئی تو اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنے گھر میں ماں اور بھائیوں

کے پاس جا رہی ہے ٹیکسی ایک گھنٹے بعد رکی تو ماہم نے دیکھا خاصا سبز و شاداب علاقہ تھا۔ صاف ستھری سڑکیں خوبصورت پھولوں نے گھر کے ماحول کو مزید رونق بخش دی تھی وہ کافی سال پہلے میں نے یہاں آئی تھی بعد میں اسکول اور کالج شروع ہو گیا تو شہباز صاحب خود ہیں میٹنگ کے لیے چکر لگا لیتے۔

ماہم نے شہباز صاحب کے ساتھ مل کر سامان نکالا اور قدم گھر کی طرف بڑھائے یہ گھر شہباز صاحب نے دس سال پہلے خریدا تھا شہباز صاحب نے ڈپلیکیٹ سے دروازہ کھولا لا ابھی صبح کے آٹھ ہوئے تھے اس لیے لیے سب سو رہے تھے ان کے اشارے پر آہستہ سے ماں کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر بڑھی۔

منزہ بیگم کمرنٹ اوڑھے سو رہی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ وہ پہلے سے کافی کمزور ہو چکی تھیں۔

-----ماما-----

اس میں آہستہ آہستہ انہیں پکارا۔ تاکہ وہ ایک دم ڈرنا جائیں۔ بیگم منزہ کو نیند میں لگا کہ ماہم انہیں بلا رہی ہے ہے وہ بے چین ہوئی اور کروٹ بدلنے لگی جب انہیں اپنا ہاتھ کسی کی گرفت میں محسوس ہوا انہوں نے اور آنکھیں کھولیں ان کی نظروں کے سامنے مہم کا معصوم چہرہ تھا۔

ماما جانی۔۔۔۔

ماہم نے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے کہا تو وہ نہ سمجھیں اسے سے دیکھی گئی۔
 ماما۔۔۔ آپ کی ماہم آپ کی گڑیا۔۔۔

ماہم نے ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھر کر ڈبڈبائی آنکھوں اور نرم لہجے میں
 کہا تو منزہ بیگم نے حیرت کی زیادتی سے شل ہوتے اسے کھینچ کر سینے میں
 بھینچا۔ ماہم زور و شور سے رونے لگ گئی۔ کتنا ترسی تھی اس لمس کے لیے ایک
 منظر جہاں اس کے ایک ایک نقش کو بے تابی سے چوم رہی تھیں۔

بس کر دی بیگم آپ کی بیٹی اب آپ کے پاس ہے۔۔۔
 کافی دیر تک ان کو دیکھنے کے بعد شہباز صاحب نے ٹوکا۔

تھینک یو شہباز۔۔۔
 ان کے شکریہ ادا کرنے پر شہباز صاحب نے گھور کر دیکھا جو اب مسکرا کر ان
 کو دیکھ رہی تھیں۔

کافی دیر ہو ان کے ساتھ لگی بیٹھی رہی اس کے بعد دھیان بھائیوں کی طرف
 کیا۔

میں ذرا ان دونوں کی خبر لے لو۔۔۔۔۔

اس نے شوخی سے کہا اور باہر دوڑی۔ منزہ بیگم نے آسمان کی طرف منہ کر
 کے شکر ادا کیا۔

بیگم جان نظر کرم اپنے مزاجی خدا پر بھی ڈال لیں۔۔۔ شہباز صاحب کے فدیوانہ
 لہجے پر انہوں نے جھینپ کر شوہر کو دیکھا جو محبتوں کا جہاں آنکھوں میں

بسائے انہیں مخمور نظروں سے دیکھ رہے تھے۔
 ماہم کے مشترکہ کمرے میں آئیں تو دونوں سنگل بیڈ پر محو استراحت تھے ماہم
 نے ارد گرد کا جائزہ لیا کوئی قابل غور پلیرز نظر نہیں آئیں تو واپس باہر آئیں
 جن میں گئی اور سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکالی اطمینان سے اس کا ڈھکن کھول
 کر پانی کی ٹھنڈک کا اندازہ لگایا۔
 کمنے۔۔۔ الو کے کچھ لگتے۔۔۔۔۔

دونوں ہی ٹھنڈا ٹھار پانی پڑنے پر ہڑبڑا کر اٹھے اور ایک دوسرے کو القابات
 سے نوازنے لگے۔ جب دھیان دیا تو پتہ چلا دونوں ہی اپنے اپنے بیڈ پر موجود
 تھے۔

آنکھیں کھل گئی میرے لال گلال کی۔۔۔۔۔
 اس کی آواز تھی کہ کرنٹ دونوں بستر سے اٹھتے تھے اور اس کے کندھوں پر
 جھول گئے۔

آپی۔۔۔۔۔ آپی جان آپ ٹھیک ہے کہاں تھی آپ کیسے آئی۔۔۔۔۔
 دونوں پاگلوں کی طرح اسے پیار کیے جا رہے تھے ماہم نے آنسو صاف کیے جو
 دونوں کی محبت دیکھ کر نکل آئے تھے۔

میں ٹھیک ہوں لال گلال۔۔۔ پریشان نہیں ہوں۔۔
 ماہم کے کھنکتے لہجے نے بھائیوں کو کو بڑا حوصلہ دیا۔
 آج تو انہوں نے لال گلال کہنے پر ہنگامہ نہیں مچایا ورنہ تکیوں کی لڑائی تو اس

بات پر پکی تھی۔

ہم نے اتنی دعائیں مانگی آپ کی خیریت سے واپسی کے لیے۔۔۔۔
اس کو دونوں بانہوں کے گھیرے میں لیے صوفے پر لے آئے اور اس کے
دائیں بائیں بیٹھ گئے۔

تم سب کی دعائیں تھی میرے ساتھ اسی لیے تو میں بالکل خیریت سے تم
لوگوں کے پاس ہو۔۔۔

باری باری دونوں کے ماتھے کا بوسہ لیتے نم لہجے میں بولی تو دونوں اس سے
لیپٹ گئے۔

شہباز درانی مزہ بیگم کو اس پر بھی داستان سنا چکے تھے ناشتہ کرنے کے بعد وہ
سب کے ساتھ لاونج میں بیٹھی تو اس کا دھیان عفان کے دیئے باکس کی
طرف گیا بڑے باکس کو کھولا تو اس میں ایک چھوٹا مخملی کیس لمبائی کے رخ
پڑا تھا اس نے نکال کر دوسرا باکس سائیڈ پر رکھا اور احتیاط سے اسے کھولا
میں موجود چین کو دو انگلیوں میں پکڑ کر نکالا اس کے بیچ میں ایک چھوٹا سا
موتی لٹک رہا تھا ماہم حیرت سے اس چین لاکٹ کو دیکھا۔ اسی باکس میں ایک
کاغذ تے ہوا پڑا تھا۔ ماہم نے چین ماں کے ہاتھ پر رکھیں اور خود کاغذ کھولا۔
السلام علیکم جب یہ تحفہ آپ کو ملیں گی تو بہت دور جا چکی ہوگی۔ اس لیے یہ
خط لکھنے کی جسارت ک آپ کو دینے کے لئے میرے پاس اس سے قیمتی کوئی
تحفہ نہیں تھا۔۔۔ یہ میری امی جان کی آخری نشانی تھی۔ یہ آپ کے شان

شایان تو نہیں پھر بھی میں امید کرتا ہوں کہ آپ کو پسند آئے گی۔۔ اگر نہ پسندیدہ تحفہ ہوا پلیز سر کے ہاتھ واپس بھجوا دیجئے گا کیوں کہ میرے پاس میری ماں کی ایک یہی اکلوتی نشانی تھی۔۔ آپ کو پسند نہیں آیا تو آپ یہاں وہاں رکھ کر بھول جائیں گی۔ میں اسے آپ کی طرف سے ٹھکرایا ہوا سمجھ کر دوبارہ سنبھال لوں گا۔ جہاں رہے خوش رہے۔۔ اللہ آپ کو سدا ہنستا مسکراتا رکھے۔۔۔

عفان

ماہم نے اونچی آواز میں ساری عبارت پڑھی۔
 شہباز صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی منزہ بیگم کو بھی بیٹی کی آنکھوں کی چمک اور چہرے پر پھیلی مسکراہٹ انہیں بہت پیاری لگی۔
 ماما کتنی پیاری ہے اتنی نازک سی۔۔۔
 وہ احتیاط سے ہاتھ میں لے کر دیکھنے لگی اور پھر لاک کھول کر گلے میں ڈال کر ماں کی طرف پھیرا تھا کہ وہ لاک بن کر دی۔
 ماما پیارا لگ رہا ہے۔۔۔

ان کی طرف رخ موڑ کر اس نے تائید چاہی۔
 جس پر انہوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔
 یہ گولڈ کی ہے میں اسے پہن کر رکھو گی ورنہ گم ہو جائے گی۔۔۔
 ماہم نے موتی پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو منزہ بیگم نے بیٹی کے چہرے سے

پھوٹنے والی روشنی کو دیکھا جو اسے مزید حسین بنا رہی تھی انہوں نے بے ساختہ اس کی لمبی خوشیوں کے لیے دعا مانگی۔

آپی آپ نے بتایا نہیں وہاں آپ کی کوئی دوست بنی۔۔۔۔

شعبان کے پوچھنے پر اسے فاطمہ کا خیال آیا۔ وہ ان کو فاطمہ کے متعلق بتانے لگی۔ وقفے وقفے سے وہ گاؤں میں گزرے دنوں کی کوئی بات انہیں بتانے بیٹھ جاتی۔ جس میں عفان کا ذکر بات بات پر ہوتا۔ شہباز صاحب اور بیگم منزہ نے اپنی بیٹی کو غور سے دیکھا جو عفان کا نام زبان پر آنے سے ہلکا سا سرخ ہو جاتی تھی۔



فانی بھیا کتنی غلط بات ہے آپ نے کچھ نہیں کھایا کیسے ٹھیک ہوں گے
 آپ۔۔۔۔

فاطمہ جو عفان کی دودھ شریک بہن بھی تھی اس کے سر پر کھڑی سے غصے کہہ رہی تھی۔

جب فاطمہ پیدا ہوئی تو اس سے کچھ دن پہلے رحمت بی بی کی بیٹی چند کی ہو کر فوت ہو گئی تھی فاطمہ پیدا ہوئی تو بہت کمزور تھی ڈاکٹر نے اسے ماں کا دودھ دینے کے لیے کہا مگر اس کی ماں کا دودھ قدرتی طور پر بہت تھوڑا تھا جس کی وجہ سے وہ روتی رہتی رحمت بی بی سے برداشت نہیں ہوا تو انہوں نے اسے دودھ پلانے کی اجازت مانگی جس پر فاطمہ کی والدہ نے اپنے میاں

سے بات کر کے انہیں رضامندی دے دی فاطمہ ان کی گود میں آ گئی۔
 آج دس دن ہو گئے تھے ماہم کو گئے ہوئے۔ ان دس دنوں میں عفان بستر
 سے لگ گیا تھا۔ اس کی آنکھوں کے گرد حلقے کے بے حد گہرے ہو گئے تھے۔
 بھیا اگر آپ تھوڑی سی ہمت کر لیتے تو آج ایسے بیمار نہ ہوتے کیا تھا اگر
 آپ اس کو بتا دیتے۔۔۔

فاطمہ کی بات پر عفان نے پھکی مسکراہٹ سے دیکھا
 میں نے تو خود سے عہد کیا تھا مگر وہ تو ہر قسم کے عہد سے آزاد تھی پھر
 اسے خیال کیوں نہیں آیا۔۔۔ اس نے تو جاتے ہوئے ایک نظر مڑ کر دیکھنے کی
 زحمت بھی نہیں کی۔۔۔۔۔
 عفان کے لہجے میں صدیوں کا دکھ تھا۔
 لڑکیاں ایسی باتیں نہیں کرتی تب آپ نے اسے شہباز انکل سے ملوایا تو آپ
 اسی وقت اپنے عہد سے آزاد ہو گئے تھے پھر آپ نے پہلے کیوں نہیں کی کی
 اسے سے اپنے احساسات کے متعلق نہیں بتایا۔۔۔ اگر آپ سے بتاتے تو
 یقین جانے آج یو مایوس نہ ہوتے۔۔۔۔۔

فاطمہ دکھی لہجے میں اس سے کہہ رہی تھی اسے دونوں پر ہی بہت غصہ تھا
 دونوں ہی اپنی آنا تھا میں ایک دوسرے سے بدگمان تھے۔
 اسی وقت فاطمہ کے کے نمبر پر واٹس ایپ پر ان نون نمبر سے ویڈیو کال آئی
 فاطمہ نے اجنبی نمبر دیکھ کر کال کاٹ دی پر واٹس ایپ پر میسج آیا۔

فاطمہ۔۔ میں ماہم ہوں میری کال اٹینڈ کرو۔۔

فاطمہ کا دل خوشی سے بھر گیا یقین نہیں آرہا تھا کہ ماہم نے اسے کال کی ہے ویڈیو کال آنے لگی۔ فاطمہ نے جلدی سے گلے میں لٹکتے ہینڈ فری کو موبائل میں لگایا اور کال اٹینڈ کی۔ سامنے ہی سکرین پر ماہم کا مسکراتا چہرا دیکھ کر فاطمہ کو دلی خوشی ہوئی سلام دعا کے بعد اس نے اپنے موبائل کا بیک کیمرہ آن کر دیا ماہم نے حیرت سے سکرین پر نظر آتے عفان کو دیکھا جس کا حلیہ اس وقت بے حد خراب تھا



عفان کے بال بکھرے ہوئے چہرے پر داڑھی کافی بڑھ چکی تھی اس نے تو جب بھی دھیان دیا عفان کی داڑھی چھوٹی ہی دیکھی۔
ان کو کیا ہوا۔۔؟

ماہم نے حیرت سے پوچھا۔

کیا بتاؤں۔۔۔ کسی کے جانے کا دکھ ان سے برداشت نہیں ہو رہا۔۔

فاطمہ کی بات پر ماہم کا منہ حیرت کے مارے کھل گیا۔

کیا مطلب۔۔۔ کون چلا گیا ہے۔۔۔؟

اسے سمجھ نہیں آئی تو پوچھ بیٹھی۔

تم چلی گئی ہو۔۔۔۔ ان کی زندگی سے۔۔۔۔ اس بات کا دکھ انہیں بیمار کر گیا۔۔۔۔

فاطمہ کی بات پر ماہم کو شدید جھٹکا لگا اس نے بے یقین نظروں سے فاطمہ کو دیکھا۔

میرے جانے کا ان کی بیماری سے کیا تعلق۔۔۔۔۔
اس کے منہ سے سرسراتی آواز نکلی۔

تمہیں یاد ہے جب خالہ رحمت کا انتقال ہوا تھا تب بھی عفان بھیا ایسے ہی بیمار رہے ہو گئے تھے کیوں کہ ان کی زندگی میں موجود ان کا پیارا رشتہ سے دور ہو گیا تھا۔ وہ ان سے شدید محبت کرتے تھے۔۔۔۔۔

تمہارے جانے کے بعد بھی ان کا یہی حال ہے اس کا کیا مطلب ہوا اب تو تمہیں سمجھ آگئی ہوگی۔۔۔
فاطمہ نے اس کو احساس دلانا چاہا اور ماہم جیسے فاطمہ کی بات پورے طریقے سے سمجھ گئی۔

اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ چہرے پر سرخی چھا گئی اور آنکھوں کی چمک جیسے دگنی ہو گئی تھی۔

تمہاری بات کرواؤں بھیا سے۔۔۔۔۔

فاطمہ نے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا چہرے کا رنگ زیب سرخ ہوا تھا۔

یہ تم شرما کیوں رہی ہو۔۔۔۔۔

فاطمہ نے اس کو چھیڑا تو وہ جھینپ کر مسکرا دی۔

بات کرلو کیا پتہ تمہارے بات کرنے سے مریض کا حال اچھا ہو جائے۔۔۔۔۔
 فاطمہ نے دوبارہ کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ فاطمہ اس سے بات
 کرتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئی تھی اب اس نے رضامندی دی تو واپس
 کمرے میں آئی مگر عفان دوائیوں کے زیر اثر سو چکا تھا۔ اسے شدید افسوس ہوا
 اچھا موقع ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

سوری ماہم بھائی تو سو گئے دوائیاں کھائی ہوئی تھی شاید ان کا اثر ہے ورنہ تو
 ساری رات باہر صحن میں پھرتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔

فاطمہ نے اسے بتایا تو سے افغان کے لیے ہوا دعا دل میں عجیب پکڑ دھکڑ
 شروع ہو گئی تھی کال بند کرنے کے بعد وہ بے ساختہ واش روم کی طرف
 بڑھی تاکہ وضو کر کے اس کی صحت کے لیے نفل پڑھے۔



اف آپ کیسے باپ ہیں بیٹی کی ایک چھوٹی سی بات نہیں مان رہے۔۔۔۔۔
 یہ منظر تھا اعوان ہاوس کا جہاں محسن اعوان کی بیٹی میرب اعوان ان کے
 سامنے کھڑی بڑی زور و شور سے اپنے حق میں دلائل دے رہی تھی جن کا
 فل وقت اسے اپنے والد پر کوئی اثر ہوتے نظر نہیں آ رہا تھا۔
 میں تمہیں جانتا ہوں۔۔۔۔۔ جس طرح تم گھر میں اودھم مچا کر رکھتی ہو وہاں
 جاؤں گی تو نہ جانے کیا حشر کرو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انہوں نے ایک بار پھر پھر انکار کیا تو میرب نے گھور کر باپ کو دیکھا۔

آپ کو ماما نے کچھ زیادہ بگاڑ دیا ہے۔۔۔۔۔
 اس کے منہ بنا کر کہنے پر محسن اعوان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔
 تو پھر میرا بیٹا آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے آپ تو مجھ سے بھی زیادہ
 بگڑی ہوئی ہیں ایک بات کا پیچھا پکڑ لیں تو چھوڑنے کا نام نہیں لیتی۔۔۔
 محسن صاحب نے اس کو چھیڑا تو اس نے برا سا منہ بنا کر کر اپنے ہینڈ سم
 باپ کو دیکھا۔

آپ کو اچھی طرح پتہ ہے کہ جب تک آپ نہیں مانیں گے ماما بھی اجازت
 نہیں دیں گے۔۔۔ اسی لیے آپ مجھے اتنا تنگ کر رہے ہیں۔۔۔
 میرب نے منہ لٹکا کر کہا۔
 میں نے بھی آپ سے کہا تھا پہلے اپنی ماما کو منائی اگر انہوں نے اجازت دی تو
 میں بھی اجازت دے دوں گا۔۔۔۔۔۔۔

ان کے لہجے میں شرارت تھی۔ یہیں رب نے اس بار غصے سے انہیں دیکھا۔
 دونوں نے میرے ساتھ سہی ڈرامہ لگایا ہوا ہے۔۔۔ ایک کے پاس جاؤ تو کہتا
 ہے دوسرے کے پاس جاؤ اور دوسرے کے پاس جاؤ تو کہتا ہے پہلے کے پاس
 جاؤ۔۔۔ آپ دونوں ایک بار ہی مجھے بتا دیں کہ کیا چاہتے ہیں۔۔۔
 میرب ان کی چالاکی سمجھتے ہوئے مصنوعی غصے سے بولی محسن صاحب نے اپنی
 لاڈلی کو دیکھا جو

اپنی بات منوائے بغیر ٹلنے والی نہیں تھی۔

ان لوگوں کے ساتھ گزاروں گی تو ہی ان کا اعتماد حاصل کر سکو گی۔۔۔۔۔
وہ پر جوش ہوئی۔

اس کا مطلب ہے میری بیٹی کم سے کم چار پانچ مہینے فیٹری میں ہی دھرنا
دے کر رکھے گی۔۔۔۔۔

انہوں نے ہنستے ہوئے کہا ہاں تو میرب نے معصومیت سے سر ہلادیا۔
محسن اعوان کی دو سیٹیاں اور دو بیٹے تھے۔ بڑی بیٹی میرا ایم بی اے کر رہی تھی
اس سے چھوٹا بیٹا باسم لیفٹیننٹ کا کورس کر رہا تھا باسم سے چھوٹے دونوں
جڑواں ایشل اور انیق تھے جو ایف ایس سی میں تھے دونوں کا ارادہ ڈاکٹر بننے
کا تھا۔

میرب کی آج کل چھٹیاں تھی اس کے دماغ میں نہ جانے کیسے خیال آیا کہ وہ
فیکٹریوں میں کام کرنے والے مجھے لڑکیوں کے حالات زندگی پر سچی داستان
لکھے جس کے لیے اس نے اپنے ہی والد کی فیکٹری میں کام کرنے کا ارادہ
ظاہر کیا جس پر اعوان صاحب اسے کافی تنگ کرنے کے بعد راضی ہوئے
تھے۔۔

اب آپ اپنے آفس فون کر کے فاروق بھائی کو بتا دیں کہ کل وہ میرا انٹرویو
کریں گے اور چونکہ میرے پاس تنگڑی سفارش ہے اس لیے اٹے سیدھے
سوال کرنے کے بجائے اچھے سوال کر کے مجھے مجھے نوکری دے دیں گے۔۔۔
اس کی بات پر کمرے میں آتی حلیمہ بیگم نے اپنا سر پیٹا۔

آخر تم نے اپنی منوا کر ہی دم لیا ہے۔ اس چیز کا تمہاری پڑھائی سے تعلق ہے اور نہ تمہارے کیرئیر سے پھر تم پر یہ بھوت کیوں سوار ہو گیا۔۔۔۔۔ انہوں نے خفگی سے پوچھا۔

میری پیاری ماں۔۔۔۔۔ آپ کی بیٹی کو لکھنے کا شوق ہے اگر وہ حقیقت لکھنا چاہتی ہے تو اس کے لیے اسے حقیقی دنیا میں رہنا بھی پڑے گا۔۔۔۔۔ جب تک میں خود سے کچھ دیکھ کر سن کر نہیں لکھوں گی تو اس میں حقیقت کیسے نظر آئے گی۔۔۔۔۔

اس نے اپنا نقطہ نظر ماں کے سامنے واضح کیا جس پر انہوں نے اپنی پاگل بیٹی کو دیکھا۔
 ٹھیک ہے تم لکھو مگر ایک بات یاد رکھنا کہ تمہاری لکھی تحریر پڑھ کر کسی کی دل آزاری نہ ہو اور نہ ہی کوئی گمراہی کے راستے پر نکل پڑے۔۔۔۔۔ انہوں نے اسے سمجھانا اپنا فرض سمجھا۔

آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں ماں ویسے بھی میں نے سوچا ہے کہ جو بھی لکھوں گی پہلے آپ کو پڑھاو گی آپ سے بہتر کون میری غلطیاں نکال سکتا ہے۔۔۔۔۔

اس نے ماں کو مکھن لگایا جس پر وہ اسے دیکھ کر مسکرائی جیسے کہہ رہی ہو میں تمہیں بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔



فاروق اندر آیا تو ثمنینہ اسد کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی۔
 آپ آگئے کپڑے چینج کر لیں میں آپ کے لیے کھانا گرم کرتی ہوں۔۔۔
 اسد کو گود میں لیے کھڑی ہوئی اور کہاں۔ فاروق نے مسکراتے ہوئے اپنی
 نصف بہتر کو دیکھا۔ ایسا جس کے آنے سے ان کی زندگی میں صحیح معنوں میں
 بہار آگئی تھی۔

آیا بھی ناراض ہو گئی ہیں۔۔۔
 فاروق نے توجہ دلانی چاہیے۔

بے فکر رہیں تھوڑی دیر میں راضی ہو جائیں گی۔۔ ان کا گزارہ نہیں بچوں کے
 بغیر۔۔۔

ثمنینہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ فاروق نے مسکراتے ہوئے اسے باہر جاتے دیکھا اور
 فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔ شام تک اسد کو تیز بخار ہو گیا تھا۔ آیا بی کے تو
 ہاتھ پاؤں پھول گئے جبکہ ثمنینہ پریشان صورت لئے بار بار اسد کا ماتھا چیک
 کرتی فاروق کسی کام سے باہر نکلا تھا جب اسے ثمنینہ کی کال آئی۔ اس نے ثمنینہ
 کو تیار رہنے کا کہا۔ ثمنینہ بچے کو گود میں لیے بے چینی اسی کا انتظار کر رہی
 تھی۔ عنایہ نیچے بیٹھی کھلونوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی۔
 دیکھا نہ آیا بی بچہ بیمار ہو گیا کتنا تیز بخار ہے میرے کلیجے کو۔

اس کی روہانسی آواز سن کر آیا بی کو اندازہ ہوا کہ ثمنینہ ٹھیک کہہ رہی
 تھی۔ واقعی وقت کے ساتھ موسم بھی بدل گئے تھے اور اب انہیں ان نئے

موسموں کے ساتھ چلنا تھا۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں فاروق گھر موجود تھا۔ اس نے اسد کا بخار چیک کیا اور اسے گود میں لے کر باہر نکل آیا۔ ثمنینہ اسد کا بیگ لیے اس کے پیچھے تھی۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد ٹھنڈ لگنے سے طبیعت خراب ہونے کا بتایا۔ فاروق نے اسے چل کر گاڑی میں بیٹھنے کا کہا گاڑی میں واپس بیٹھ کر فاروق نے ثمنینہ کا ہاتھ پکڑا اور نرمی سے دبایا۔

بچے بیمار ہوتے رہتے ہیں اگر اس طرح ماں ہاتھ پاؤں چھوڑ دے گی تو بچوں کا کیا حال ہوگا۔۔۔۔

انہوں نے نرمی سے اسے سمجھایا تو ثمنینہ نے محبت سے دیکھا جب سے ان کی شادی ہوئی تھی ثمنینہ کو لگتا تھا کہ وہ اپنے پچھلے سارے دکھ بھول گئی ہے اتنی محبت اور پیار دیا تھا۔ فاروق نے باقی کسر دونوں بچوں کی محبت سے پوری ہو گئی جو ذرا دیر ثمنینہ کو نظروں سے اوجھل دیکھتے تو اپنی پیاری سی آواز میں شور شروع کر دیتے۔



ماہم بیٹا۔۔ پاکستان سے آپ کے ڈاکو منٹس آگئے ہیں کل آپ نے ایڈمیشن کے لیے جانا ہے میرے ساتھ۔۔۔

شہباز درانی نے ایک لفافہ اس کی طرف بڑھایا جس میں اس کے سارے ڈاکو منٹس موجود تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ماہم اپنی پڑھائی مکمل کرے ماہم کو

خود بھی پڑھنے کا بہت شوق تھا۔
 پاپا ماہم آپ کو بھی بائی سائیکل لے دیں ویسے بھی یہ پاکستان سے کچھ موٹی ہو
 کر آئیں ہیں۔۔۔ بائی سائیکل چلائیں گی تو یقیناً ان کے وزن میں کمی ہوگی۔۔
 پاس بیٹھے سبحان نے بہن کے بھرے بھرے جسم پر چوٹ کی جس پر ماہم
 نے اسے خونخوار نظروں سے گھور کر دیکھا۔

میرے لال لگتا ہے تمہیں اپنے بال پیارے نہیں۔۔۔
 ماہم کے کہنے کی دیر تھی شعبان نے فوراً اپنے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو
 ڈھانپا۔

اللہ معاف کرے آپ کو کسی جنگلی بلی سے کم نہیں ہر بات پر ہمارے
 پیارے بال کھینچنا ضروری ہے۔۔۔
 وہ مصنوعی خفگی کا مظاہرہ کرنے لگا۔

بالکل بال کھینچنے کے ڈر سے ہیں تو تم لوگ انسان بنے رہتے ہو۔۔۔۔
 ماہم نے بال کھینچنے کی اصل وجہ بتائی تو دونوں بھائیوں نے منہ بنا کر آپ کو
 دیکھا۔

قسم سے آپ ان چھ مہینوں میں ہم دونوں کے بال اتنے حسین و جمیل ہو
 گئے ہیں اب آپ ان کا کباڑا کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔۔۔۔
 سبحان نے کہا تو ماہم کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزرا کسی کی یاد بڑی شدت
 سے آئی تھی۔

اس کے پاس تو کوئی تصویر بھی نہیں تھی کہ یاد آنے پر نکال کر دیکھ لیتی نہ ہی اس کا دھیان اس بات پر گیا تھا کہ فاطمہ کو کہہ کر تصویر منگوا لیتی۔
ماہم آپنی یاد آیا آپ نے ہمیں ابھی تک عفان بھائی کی تصویر نہیں دکھائی۔۔۔۔

شعبان کو جانے کیسے بیٹھے بیٹھے ہی خیال آگیا۔ شہباز صاحب نے انہیں اپنی بہن کے نکاح کے متعلق بتا دیا تھا۔ فی الحال انہوں نے ابھی تک ماہم سے اس رشتے کو نبھانے یا نہ نبھانے کے متعلق نہیں پوچھا تھا وہ کچھ وقت دونوں کو دینا چاہتے تھے۔



جی تو مس میرب آپ بتانا پسند کریں گی کہ آپ یہ نوکری کیوں کرنا چاہتی ہیں۔۔۔

فاروق نے سامنے بیٹھی میرب سے سوال کیا تو اس نے آنکھیں پٹپٹا کر فاروق کو دیکھا۔

میں پیکنگ کا کام سیکھنا چاہتی ہوں اس کے علاوہ میرا ارادہ آپ کے دوسرے ڈپارٹمنٹ میں سلائی سیکھنے کا بھی ہے۔۔۔

میرب نے شرارتی انداز میں جواب دیا۔

اب آپ سلائی بھی سیکھیں گی۔ کچھ رحم کرے ہماری مشینوں پر۔
فاروق نے دہائی دی۔

ظہیر نے ٹکا سا جواب دیا جس پر میرب نے اس اکڑو خشمگین نگاہوں سے

دیکھا۔

ظہیر یہ ڈیوٹی تم نے ہی کرنی ہے۔۔۔۔۔

آنہوں نے اسے ٹوکا۔

کہا پھسا رہے ہیں۔۔۔؟

ظہیر نے روکھے لہجے میں کہا تو میرب نے ایک نظر اس کھٹور بندے پر ڈالی جس کی آنکھیں ڈارک براون تھیں۔ ماتھے پر تھوڑے سے بال بکھرے ہوئے تھے۔ چہرے پر بے نیازی چھائی تھی۔ وہ پیکنگ ڈیپارٹمنٹ میں ورکرز کا ہیڈ تھا۔ اس لیے فاروق نے اس کو بلوایا کیونکہ اس کے علاوہ کوئی قابل بھروسہ بندہ اس کی نظر میں نہیں تھا۔ عفان بیماری کی وجہ سے ابھی تک میڈیکل لیو پر تھا۔

فحال تم انہیں اپنے ساتھ رکھو جب انہیں کام کی سمجھ آگئی تو اس گروپ کے ساتھ ان کو رکھنا جو ذرا سمجھدار ہے۔۔۔

فاروق کے کہنے کا مطلب ظہیر کو اچھی طرح سمجھ آگیا تھا۔ پیکنگ ڈیپارٹمنٹ میں سب نے اپنے گروپ بنائے ہوئے تھے اور وہ لوگ گروپ کی صورت میں ہی اکٹھے کام کرتے تھے۔

سر کام کرنے والے ورکر سب ہی برابر ہوتے ہیں یہ بھی ایک عام ورکر ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کی تھوڑی بڑی سفارش آئی ہو۔۔۔

ظہیر نے بنا لگی لپٹی کے پوچھ ڈالا۔ میرب نے خاصی خفگی سے اکھڑ بندے کو

وہ بوکھلا کر تیز تیز لہجے میں بولی تو ظہیر نے مسکراہٹ دبا کر پہلے فاروق اور پھر اسے دیکھا۔

آج کل پاکستان میں غریبوں کا سٹیٹس بھی بہت ہائی ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ اب آپ ہی دیکھیں فاروق بھائی ان کا نیو آئی فون کم سے کم ڈیڑھ لاکھ سے اوپر کا تو ہو گا۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے چوٹ کی تو میرب نے منہ کھول کر تیز انسان کو دیکھا جس کی نظر اس کے سامنے پڑے آئی فون پر تھی۔۔

ہاں تو شوق کا کوئی کوئی مول نہیں۔۔۔۔۔ اپنے شوق کی خاطر انسان کیا کچھ نہیں کر سکتا مجھے بھی شوق ہے تو میں نے کمیٹی ڈال کر موبائل خرید لیا۔۔۔۔۔ میرب کے گھڑے گئے بہانے پر فاروق بے ساختہ ہنسی آگئی۔۔۔۔۔ کیا فاروق بھائی۔۔۔ اب آپ بھی میرا مذاق اڑائیں گے۔۔۔

اس نے ناراضگی سے کہا تو فاروق نے دونوں ہاتھ اٹھا کر انکار میں ہلائے۔ ظہیر تم میری بہن کو تنگ کرنا بند کرو۔۔۔۔۔

اس پر مسکراہٹ روک کر انہوں نے ظہیر کو ٹوکنا مناسب سمجھا۔ جو حکم آپ کا حکم کیا ہماری مجال کیا۔۔۔۔۔

سینے پہ ہاتھ رکھ کر ہلکا سا خم ہوتے ظہیر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا فاروق نے اسے آنکھیں نکالیں۔

کل سے آپ آجائیں۔۔۔۔۔ کوشش کیجئے گا کہ اپنا آئی فون اور اپنے برانڈڈ

کپڑے آپ گھر چھوڑ کر آئے۔۔۔۔۔ یہاں پر وہی پہن کر آئیں جن کو دیکھ کر دوسرے ور کر احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو۔۔۔۔۔

ظہیر کھڑا ہوا اور جاتے جاتے اسے سنا کر چلا گیا۔ میرب ماتھے پر ہاتھ مارا اور برا سا منہ بنایا۔

کتنا تیز لڑکا ہے آپ کیسے ہینڈل کرتے ہیں اسے۔۔۔۔۔

میرب نے کہا تو فاروق نے کندھے اچکا دیے۔

اب آپ کل سے یہ فون نہیں لے کے آئے گا۔۔۔۔۔ آپ چاہتی ہیں کہ آپ کا کام ٹھیک طریقے سے ہو تو آپ انہیں لوگوں کی طرح ان میں شامل ہو جائیں۔۔۔ تب ہی آپ ان کا اعتماد پائیں گی اور دوسری بات آپ جس سے بھی دوستی کریں کوشش کریں اس کے متعلق اس وقت تک کوئی بات نہ پوچھیں جب تک وہ آپ کے ساتھ گھل مل نہیں جاتی اس طرح وہ آپ کے ساتھ کمرٹیل فیل کریں گی تو خود بخود اپنے حالات ڈسکس کریں گی۔

اس کے علاوہ یہاں گروپ بندی اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے لٹے سیدھے ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں۔ آپ نے ان سے محتاط رہنا ہے۔ یہ نہ ہو آپ بے خبری میں ماری جائیں۔ ظہیر کو آپ کے ساتھ رکھنے کا بھی

میں نے اسی لیے سوچا تھا کیونکہ وہ ان لوگوں کی جڑ سے واقف ہے۔۔۔۔۔ فاروق نے اسے سمجھایا تو وہ سر ہلاتی ہوئی باہر کی طرف دیکھنے لگی جہاں ظہیر گیا تھا۔



فانی بھیا۔۔۔ آپ پھر فیکٹری جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ ابھی آپ کی طبیعت پوری طرح نہیں سمجھلی۔۔۔ دیکھیں کتنے کمزور ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ فاطمہ اسے تیار دیکھ کر ذرا غصے سے بولی تو وہ اس کی بات سن کر دھیمسا مسکرا دیا۔

پیٹا جی فیکٹری میرے والد صاحب کی نہیں۔۔۔ آگے ہی بغیر تنخواہ کے اتنی زیادہ چھٹیاں ہو چکی ہیں اگر یہی حال رہا تو اس مہینے مجھے ایک روپیہ نہیں ملے گا۔۔۔۔

عفان نے سستی سے کہا۔ اتنے دن کی بیماری نے اسے نچوڑ دیا تھا۔ مجھے پتہ ہے آپ نے میری بات تو سننی نہیں۔۔۔۔۔ جائیے مگر اپنا دھیان رکھیے گا۔۔۔ کبیر بھائی کو سینڈوچ کے علاوہ کوئی چیز نہیں کھانے دیجئے گا ان کا معدہ بہت کمزور ہو چکا ہے۔۔۔۔

کمرے سے کبیر نکلا تو فاطمہ نے اس سے کہا تھا کہ وہ افغان کا دھیان رکھے۔ آج ہم نے دوسرا گھر بھی دیکھنے جانا ہے۔۔۔ ڈیفنس میں ڈبل سٹوری ہے کرایہ بھی مناسب ہے۔۔۔

کبیر نے عفان کو بتایا رات کو جب وہ لوگ واپس آئے تھے۔ عفان سویا ہوا تھا اس لیے اسے نہیں بتا سکے۔

ڈبل سٹوری کیا کرنا ہے اسی طرح کا کوئی گھر دیکھ لیتے تھے۔۔۔۔

عفان نے کہا تو کبیر نے نفی میں سر ہلایا۔
 دو تین مہینے تک مراد کا بھی شادی کا ارادہ ہے اور وہ کوکب کو ساتھ ہی لائے
 گا۔۔۔۔

کبیر نے بتایا تو ان کو سمجھ آ گئی کہ وہ ڈبل سٹوری کیوں دیکھ رہا ہے۔
 یہ جگنو اور مراد اتنی دیر کیوں لگا رہے ہیں فیکٹری پہنچتے پہنچتے دیر ہو جائے گی
 ۔۔۔۔۔

کبیر جھنجھلایا تو جگنو نے پیچھے سے اس کے کندھے پر دھپ رسید کی۔
 کمینے میرا کندھا توڑ دیا ہے یہ اپنا ہتھوڑے جیسا ہاتھ مجھے نہ مارا کر میں ٹھہرا
 سنگل پسلی اور تو ڈبل ڈیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
 کبیر نے اسے لتاڑا۔۔۔۔۔

خدا کا خوف کر۔۔۔ میں تجھے کہاں سے ڈبل ڈیکر لگتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میری
 تھوڑی سی صحت کیا اچھی ہے تو نے تو مجھے کچھ کا کچھ ہی بنا دیا ہے۔۔۔۔۔
 جگنو نے کانوں کو ہاتھ لگایا تو مراد نے کبیر اور جگنو دونوں کو بازو سے پکڑ کر
 باہر کی طرف سے دکھایا۔

ان کی تعلیم کے لحاظ سے فیکٹری میں ہی ان کو پیننگ ورکر کے بجائے اب
 بڑی پوسٹ مل گئی تھی۔ جس کی وجہ سے ان کی تنخواہوں میں بھی اچھا خاصا
 اضافہ ہوا تھا اور یہ سب ان کی محنت اور دیانتداری کو دیکھ کر کیا گیا تھا۔
 وہ لوگ فیکٹری پونچھتے ہی اپنے ڈیپارٹمنٹ میں چلے گئے۔ عفان چونکہ چھٹیوں

پر تھا اس لیے اسے ابھی سیٹ نہیں ملی تھی اس لئے وہ سیدھا فاروق کے آفس آیا جو بیٹھا فائل دیکھ رہا تھا اسے دیکھ کر خوش دلی سے اٹھا اور گلے لگا۔

شکر ہے یار تم نے بھی بستر چھوڑا۔۔۔ تمہاری آپی نے میری خوب کلاس لی بقول اس کہ میں نے تمہاری بیماری اس سے جان کر چھپائی تاکہ لے کر نہ جانا پڑے۔۔۔

فاروق نے کہا تو عفان ہنس دیا۔

کیا یار مجنوں بنے پھر رہے ہو اپنی حالت دیکھو۔۔۔ ایسے لگتا ہے صدیوں کے بیمار ہو۔۔۔۔

فاروق نے تشویش سے کہا تو عفان اسے مطمئن کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد فاروق اس کو فیکٹری کی دوسری سائیڈ پر لایا جہاں پر پیٹ کوٹ کی سلائی کٹائی اور پیکنگ کا ڈیپارٹمنٹ تھا۔ عفان کو وہاں منیجر بنایا گیا تھا۔ اسلام علیکم۔۔۔

میرب نے فیکٹری کے پیکنگ والے حصے میں قدم رکھا سامنے ہی اسے ظہیر کھڑا نظر آیا۔

وعلیکم السلام۔۔۔ آج آپ بس منٹ لیٹ ہیں پہلے ہی دن ایسی کارکردگی آئندہ دھیان رکھیے گا یہاں ورکنگ ٹائم آٹھ بجے شروع ہوتا ہے آپ کو بھی پورے آٹھ بجے یہاں پر موجود ہونا چاہیے۔۔۔۔

ان کی جگہ کوئی عام سے جو گر پہنتی تو زیادہ اچھی بات تھی۔۔۔۔۔
ظہیر نے اوپر سے نیچے تک اس کا جائزہ لینے کے بعد چوٹ کی تو میرب نے
سر پر ہاتھ مارا۔

یہ میں نے لنڈے سے لیے ہیں اب خوش یا کوئی اور تفتیش باقی ہے مہربانی
ہوگی اگر آپ مجھے کام سمجھا دیں گے ویسے ہی ایک گھنٹہ ضائع ہو چکا ہے آپ
کی تفتیش کے دوران۔۔۔۔۔

میرب کو بروقت جواب سوچا اور وہ طنزیہ انداز میں بولی۔
ظہیر نے اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو دیکھا۔ اس کا کانفیڈنس لیول خاصا ہائی تھا
۔ ظہیر اسکو ساتھ لیے پیکنگ ڈیپارٹمنٹ میں آیا جہاں ایک سائیڈ پر پینٹس اور
ایک سائیڈ پر کاٹن فل سلیوز شرٹس بنڈلز کی صورت میں پڑی تھیں۔
یہ سب سنگل پیسز تھے۔ یہاں ان کو مخصوص گتوں پر رکھ کے تہہ لگائی جاتی
پھر ان پے کامن پنسز لگا کر ریپ کیا جاتا اور پھر اگلی طرف بھیجا جاتا جہاں
انہیں مخصوص کردہ ڈبوں میں بند کیا جاتا تھا۔ وہ ڈبے بھی یہی پر فولڈ کر کے
تیار کیے جاتے۔ ان کے پاس وہ سٹریٹ آتے تھے جن کو چاروں اطراف سے
موڑ کر پیکنگ باکس تیار کیا جاتا۔

کچھ دیر تک اس کو سارا کام سمجھایا اور پھر اسے دوسری طرف لے کر آیا
جہاں پر پھر ساری لڑکیاں اور خواتین پیکنگ میں مصروف تھیں۔
فائزہ بیٹا آپ میری بات سنیں۔۔۔

ظہیر نے ایک عبایا میں ملبوس ایک لڑکی کو آواز دی جس نے نقاب کر رکھا تھا۔

جی سر۔۔۔

وہ قریب آ کر مؤدب انداز میں بولی۔

بیٹا یہ نئی ورکر رہی ہیں ان کا نام میرب ہے آپ سے یہ آپ کے گروپ میں کام کریں گی آپ نے ان کو کام سکھانا بھی ہے اور ان کا دھیان بھی رکھنا ہے۔۔۔۔

ظہیر نے تاکید کی۔

جی بہتر سر۔۔۔

ایک بار پھر اس نے مؤدب انداز میں نے کہا اور میرب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ٹیبل کی طرف آگئی جہاں پر آٹھ لڑکیوں کا گروپ ٹیبل پر شرٹس کی تہہ لگانے میں مصروف تھا۔ ایک نئی ورکر کو دیکھ کر سب نے ہی کام چھوڑ کر اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

اسلام علیکم۔۔۔

میرے رب نے سلام میں پہل کی۔

وعلیکم السلام۔۔۔

سب کی مشترکہ آواز ابھری فائزہ نے وہاں موجود تمام لڑکیوں کا تعارف میرب سے کروایا اس گروپ میں چھ لڑکیاں شادی شدہ جبکہ دو غیر شادی شدہ تھیں۔

آدھے گھنٹے بعد ظہیر نے راونڈ لگایا تو میرب کو دیکھا جو بڑی دلجمعی سے شرٹ پر پن لگانے میں مصروف تھی اسی لمحے دل پن سلیپ کی اور میرب کی انگلی میں پھنس گئی اس کی دلخراش چیخ خاصی اونچی تھی ظہیر دوڑ کر اس تک آیا جو سرخ چہرہ لیے اب انگلی منہ میں دبائے کھڑی تھی فائزہ اس کی انگلی پن نکال چکی تھی۔

آپ ابھی نئی ہیں آپ کو احتیاط سے کام کرنا چاہیے۔۔۔
ظہیر نے قریب آکر نرمی سے کہا اس کی نم آنکھیں دیکھ کر اندازہ ہوا کہ اس کو زیادہ ہی تکلیف ہے۔

آپ آئیے میرے ساتھ۔۔۔۔۔
اس نے بے اختیار کہا۔ میرب سر ہلاتی اس کے پیچھے چل دی آس پاس کی ورکرز نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ یہ ہمارے وہی سخت گیر افسر ہیں۔ ان سب کے ذہن میں ایک ہی بات کلبلا رہی تھی۔
بیٹھیں اور یہ پانی پیئے اتنی چھوٹی بات پر اتنا دل چھوٹا نہیں کرتے۔۔۔۔۔
اس کے لہجے میں ہم دردی نہیں تھی بلکہ بولتے ہوئے لہجہ سخت تھا۔
ایک تو مجھے اتنی زور کی لگی ہے اور آپ اوپر سے ڈانٹ بھی رہے ہیں۔۔۔
اس کے سخت لہجے پر میرب کو تپ ہی چڑھ گئی۔

میرب آپ کے ساتھ وہاں جتنے ورکرز ہیں دن میں کئی بار ان کو اسی طرح پنز لگتی ہیں اگر ہر بار پن لگنے پر ورکر آپ کی طرح چیخے تو سارا دن فیکٹری

نہیں پاکستان آپ کی فاطمہ سے بات ہو یا نہیں آپ کیسی طبیعت ہے عفان کی۔۔۔۔

شہباز صاحب نے گلاس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔
جی پاپا بات ہوئی تھی۔۔۔۔ ٹھیک ہیں وہ دو دن سے فیکٹری بھی جا رہے ہیں۔۔۔

ماہم نے نارمل لہجے میں ان کو جواب دیا۔

آپ نے کیا سوچا اس رشتے کے بارے میں۔۔۔

شہباز صاحب نے سوچا لگے ہاتھوں اس قصے کو بھی نبٹا لیں۔

پاپا میرے سوچنے سے کیا ہو گا۔۔۔ عفان نے صرف اپنا عہد نبھایا ویسے بھی پاپا زبردستی کے رشتے پائیدار نہیں ہوتے۔ آج آپ اس رشتے برقرار رکھنے کی بات کریں اور وہ مارے بندھے اس بات کے لئے تیار ہو جائیں تو آئندہ آنے والی زندگی ایک سمجھوتا ہوگی اور میں ہر گز اس طرح کی زندگی نہیں گزارنا چاہتی جس میں محبت نہ ہو۔۔۔۔۔

ماہم کی سنجیدہ آواز پر انہوں نے بغور اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھا۔

بیٹا میں نے تو عفان کی آنکھوں میں کچھ اور ہی دیکھا تھا۔۔۔۔

شہباز صاحب نے کہا تو ماہم نے سر جھٹکا۔ وہ انہیں کیا بتاتی کہ آپ نے تو آنکھیں پڑھی میں نے ساتھ چہرہ بھی دیکھا جس پر محبت تحریر تھی۔

بابا آپ ڈائیورس پیپرز تیار کروائیں اور انہیں بھجوا دیں آپ کو خود ہی پتہ

چل جائے گا کہ وہ اس رشتے کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں۔۔۔۔
 ماہم نے کس دل سے یہ الفاظ ادا کیے وہ ہی چاہتی تھی۔
 بیٹا ہم اس کا امتحان کیوں لیں۔۔۔ آپ خود دیکھو اگر اس نے آپ کو چھوڑنا
 ہوتا تو وہ پہلے سے پیپرز تیار کروا کر سکتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے
 فیصلہ آپ کے اختیار پر چھوڑا ہے۔۔۔۔
 شہباز صاحب نے اسے سمجھایا۔

ماہم نے چند لمحے ان کو دیکھا اور جیسے ان کی بات سمجھ آگئی۔ ابھی وہ واقعی
 اگر وہ اس سے جان چھڑوانا چاہتا ہوتا تو پیپرز زبنا کر رکھتا اور اسے باپ
 کے حوالے کرتے ہی پیپر بھی سائن کر کے ساتھ ہی دے دیتا۔
 یہ بات سوچ کر ماہم کے دل میں ہلچل سی مچ گئی اور چہرے پر ہلکی
 سی سرخی چھا گئی۔ شہباز صاحب نے مسکرا کر دیکھا اور شرارت سے گلہ
 کھنکارے

بری بات ہے پاپا کسی کو تنگ نہیں کرتے اچھی بات نہیں ہوتی۔۔۔
 ماہم نے سنجیدہ شکل بنا کر ان کو کہا اور شرارت سے ہنستے ہوئے ان کے لئے
 چائے بنانے چلی گئی۔ بیگم منزہ سبحان اور شعبان کے ساتھ گروسری لینے گئی
 ہوئی تھیں۔



مسز ثمنینہ آپ کب مسز فاروق کے عہدے براجمان ہوں گی۔۔۔۔

فاروق نے اسے اسٹینڈ پر کھڑے ہوئے دیکھا تو قریب آکر شرارت سے بولے
 ثمنینہ کو ان کی بات بخوبی سمجھ آگئی تھی اس لئے اس کا چہرہ شرم سے سرخ
 ہوا اور وہ رخ موڑ گئی۔

اس طرح منہ چھپانے سے کیا ہوگا ایک مہینہ ہو گیا ہے ہماری شادی کو اب تو
 آپ کو یقین آ جانا چاہیے کہ میں نے آپ کو صرف اپنی اولاد کے لیے قبول
 نہیں کیا بلکہ آپ کو دیکھتے ہی میرے دل نے بھی بغاوت کر دی تھی اور مجھے
 اس بغاوت کے آگے سر جھکانا پڑا۔۔۔

فاروق کے گھمبیر لہجے پر ثمنینہ کے ہاتھوں میں پسینہ آگیا۔ فاروق پیچھے سے گھوم
 کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں
 نرمی سے پکڑ لیا ثمنینہ نے گھبرا کر اپنے ہاتھ کھینچا چاہے مگر مقابل کی گرفت
 خاصی مضبوط تھی۔

میں اس اتوار کو ولیمہ رکھنا چاہ رہا ہوں اگر تمہاری اجازت ہو تو۔۔۔
 فاروق نے اس سے کہا ہاں تو ثمنینہ نے نظر اٹھا کر ایک لمحے کو فاروق کے
 چہرے کو دیکھا اور شرما کر نظر جھکا گئی اس کے چہرے پر چھائی سرخی دیکھ کر
 فاروق کو اس کی رضامندی نظر آگئی مگر پھر بھی وہ چاہتا تھا کہ ثمنینہ اپنے منہ
 سے اقرار کرے۔

میری بات کا جواب نہیں دیا۔۔۔

چند لمحے انتظار کرنے کے بعد فاروق نے دوبارہ کہا تو ثمنینہ نے اپنا نچلا ہونٹ

دانتوں میں دبایا۔

ٹھیک ہے۔۔۔

اس کی ہلکی سی آواز فاروق کو بمشکل سنائی دی۔ فاروق کا دل خوشی سے بھر گیا۔ اس نے ایک قدم آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چوم لی۔

ثمینہ کو اپنے وجود میں ٹھنڈک سے اترتی محسوس ہوئی اس لمس میں انتہائی نرمی اور پاکیزگی تھی اسے اپنے وجود سے سارے دکھ سارے زخم بھرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

پہلی شادی کے دو سال جو اس نے انتہائی افیت میں گزارے تھے اسے لگ رہا تھا جیسے اب وہ ان کو بھولتی جا رہی ہے اور اس میں سارا ہاتھ فاروق کی محبت کا تھا جو اسے اپنی نس نس میں سمائی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ ٹھیک ہے کل پھر ہم ولیمے کی شاپنگ کے لیے چلیں گے اور پھر آپ کی پالر سے بکنگ بھی کروالیں گے۔۔

وہ نرمی سے گویا ہوا۔

شاپنگ کی کیا ضرورت ہے شادی کے جوڑے ایسے ہی پڑے ہیں ان میں سے کوئی پہن لوں گی۔۔۔

ثمینہ نے سادگی سے کہا تو فاروق نے ہنس کر اپنی بیوی کو دیکھا۔

خواتین کو تو شدت سے شاپنگ پر جانے کا انتظار رہتا ہے اور آپ انکار کر رہی ہیں۔۔۔۔

فاروق شرارتی ہوا۔

مجھے یہ سب فضول خرچی لگتی ہے۔۔۔

ثمینہ نے اصل وجہ بیان کی۔

محترمہ ہماری زندگی کا اتنا اہم فنکشن ہے اور مجھے اس فنکشن میں اپنی بیگم سب

سے خوبصورت چاہیے اس لیے کل ہم شاپنگ پر جائیں گے اور ویسے کی

مناسبت سے ہر چیز خریدیں گے۔۔۔

فاروق کی بات پر ثمینہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا کیونکہ وہ جان گئی تھی

کہ فاروق کی خوشی اسی میں تھی۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

کہاں تھی کب سے کال کر رہی ہوں۔۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

جیسے ہی فاطمہ نے کال اٹینڈ کی ماہم تیزی سے بولی۔

محترمہ میں اس وقت کچن میں موجود تھی اور ہانڈی بنا رہی تھی۔۔۔ تم سناؤ

آج اتنے دنوں بعد کیسے یاد آگئی۔۔۔۔۔۔۔۔

فاطمہ نے ہانڈی ہی میں چچ چلاتے ہوئے کہا۔

حد ہو گئی ہے آج تیسری دفعہ بھی میں نے ہی کال کی ہے تم نے خود کونسا

زحمت کی مجھے کال کرنے کی اوپر سے طنز بھی کر رہی ہو۔۔۔

ماہم بڑھکی۔

اچھا اچھا میری چھوٹی سی دوست زیادہ غصہ کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ میں

اپنی غلطی مانتی ہوں اصل میں ہم نے گھر شفٹ کیا ہے اس لیے بہت زیادہ مصروفیت رہی تمہیں کال کرنے کا وقت نہیں ملا کل ہی سارا کام ختم کیا ہے۔۔۔۔۔ آج صبح میں نے سوچا تھا کہ شام کو تمہیں کال کروں گی اور اتفاق دیکھو آج ہی تمہاری کال بھی آگئی۔۔۔۔۔۔۔

فاطمہ نے ہانڈی پر ڈھکن دے کر چولہا آہستہ کیا اور باہر آگئی۔
کیوں گھر کیوں شفٹ کیا اور اب کہاں گھر لیا ہے۔۔
ماہم نے حیرت سے پوچھا۔

گھر اس لیے شفٹ کیا کیونکہ کہ وہ گھر بہت خراب ہو رہا تھا اور اس کمرے بھی کم تھے اگلے مہینے مراد بھائی کی بھی شادی ہے اور وہ کوکب کو یہاں ہی لے آئیں گے بس اسی لیے بڑا گھر لیا ہے ٹھہرو ویڈیو کال پر تمہیں گھر دکھاتی ہوں۔۔۔۔۔

فاطمہ نے کہا اور کال کو ویڈیو کال پر کنورٹ کیا۔
یہ والا نچلا پورشن ہے اس میں ایک بیڈ روم میرا ایک جگنو بھائی کا اور ایک عفان بھائی کا ہے اوپر والے پورشن میں مراد بھائی کا روم ہے۔۔۔۔۔
فاطمہ نے موبائل گھماتے ہوئے اسے سارا پورشن دکھایا۔
مراد بھائی کو اکیلے اوپر کیوں پھینک دیا ہے ان بچاروں کا کیا قصور۔۔
ماہم نے ہنستے ہوئے پوچھا تو اس کی بات پر فاطمہ بھی ہنس دیں۔
ان کا قصور یہ ہے کہ وہ نیا شادی شدہ جوڑا ہوں گے اور انہیں پرائیویسی :

درکار ہو گی۔۔۔۔

فاطمہ کی بات پر ماہم نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔
 اچھا یہ تو بتاؤ آنٹی اور سبحان شعبان کیسے ہیں تمہارا کالج کیسا جا رہا ہے۔۔۔
 فاطمہ کے کچن میں آئی اور ہانڈی کا ڈھکن اٹھا کر چچ چلا کر اس کا جائزہ لیا
 موبائل بدستور اس کے کے کان اور کندھے کے درمیان پھنسا ہوا تھا۔
 کالج بالکل ٹھیک جا رہا ہے اور باقی سب بھی بالکل ٹھیک ہے۔۔۔
 تم نے مراد بھائی کی شادی کا ذکر کر دیا ہے اور میرا شدت سے دل کر رہا ہے
 شادی اٹینڈ کرنے کا میرا بس چلے تو میں اڑ کر پاکستان پہنچ جاؤں۔۔۔
 ماہم کی ایکسائٹمنٹ پر فاطمہ کو خوشی ہوئی۔
 یہ تو بہت اچھا ہو گا اگر تم شادی اٹینڈ کرنے آ جاؤ قسم سے بہت مزہ آئے گا
 ایک ہفتے کے لیے آ جاؤ اتنی چھٹیاں تو تمہیں کالج سے مل ہی جائیں گی۔۔۔
 فاطمہ کا شدت سے دل کیا کہ ماہم پاکستان آئے۔ کیا پتہ اس بار عفان کا دل
 بھی آباد ہو جائے دوسری طرف ماہم کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا وہ ان سب کو
 بہت مس کر رہی تھی۔

اچھا آج میں بابا سے بات کروں گی اگر انہوں نے اجازت دے دی تو پھر
 تمہیں میج کر دوں گی مگر تم نے نیوز بریک نہیں کرنی میں پاکستان آ کر باقی
 سب کو سرپرائز دوں گی۔۔۔

ماہم کی ایکسائٹمنٹ پر فاطمہ بھی دل کھول کر ہنسی اسے بہت خوشی ہو رہی تھی

کہ ماہم پاکستان آنے کا پلین بنا رہی ہے وہ دل ہی دل میں انکل کے مان جانے کی دعا مانگنے لگی۔

تم نے مجھے بتایا ہی نہیں جگنو اور مراد بھائی کیسے ہیں اور تمہارے عفان بھائی ان کی طبیعت بات اب کیسی ہے۔۔۔۔۔

جب فاطمہ نے عفان کا کوئی ذکر نہیں کیا تو ماہم سے برداشت نہیں ہوا اس لیے بہانے سے اس کا ذکر چھیڑ دیا۔

میں بھی کب سے سوچ رہی تھی کہ محترمہ نے ابھی تک اپنی زبان سے سے 'مجازی خدا کا نام نہیں لیا۔۔۔

فاطمہ اسے چھیڑنے سے باز نہیں آئی۔
میں تو پھر نام لے لیتی ہوں اپنے بھائی کو تو دیکھو جنہوں نے ایک بار بھی فون کر کے میری خیریت نہیں پوچھی۔۔۔ اب بندے میں اتنی بھی کیا اکڑ۔۔۔
ماہم کی ناراضگی بھری آواز سن کر فاطمہ مسکرائی۔

میری بہن اگر انہوں نے فون نہیں کیا تو تم ہی کر لو۔۔۔ تم ہی پہلا قدم بڑھا لو۔۔۔ کیا بتا وہ اسی انتظار میں ہوں۔ ویسے بھی تم جو بھی کہہ لو تمہارے جانے کے بعد عفان بھائی بالکل خاموش ہو کر رہ گئے ہیں پہلے تو ہنسی مذاق ہلہ گلہ یہ سب ان کو بہت پسند تھا مگر پھر خالہ رحمت کا انتقال اور اس کے بعد تمہارا چلے جانا ان کی زبان پر قفل ٹال گیا۔۔۔ ہم سب نے اپنی پوری کوشش کر لی مگر ان کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں آئی۔ بس گھر آکر گرم سم سے بیٹھے

رہتے ہیں یا پھر اپنا موبائل دیکھتے رہتے ہیں ویسے میں نے ابھی تک ان کا موبائل چیک نہیں کیا ذرا آج انہیں آنے دو میں بھی تو دیکھوں کہ وہ گھنٹوں موبائل پر نظر جمائے کیا دیکھتے ہیں۔۔۔۔

فاطمہ کے دماغ میں جیسے ہی خیال آیا فوراً ہی ماہم کو کہا۔ ماہم ویسے ہی فاطمہ کی باتیں سن کر خاصی اداس ہو گئی تھی۔ اسے بھی عفان کی فکر ہو رہی تھی محبت کا بیج دل کی تہہ سے نکل کر تناور درخت بننے کی تیاری کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر کی مزید باتیں کرنے کے بعد دونوں نے کال بند کر دی۔

ماہم نے پر سوچ نظریں نئے کلنڈر پر ٹکا دیں اچانک ہی اس کا دل شدت سے پاکستان جانے کا متناہی ہوا اس نے شام کو شہباز صاحب سے بات کرنے کا ارادہ باندھا اس سے بھی پہلے ماما سے بات کرنے ضروری تھی اس لیے جوتے پہنتی ان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں وہ کچھ دیر پہلے گئی تھیں۔



فاروق ثمنینہ کو ساتھ لئے مارکیٹ آیا اور اب ایک شاپ پر اس کے لیے ولیمے کا ڈریس دیکھ رہا تھا جب پیچھے سے اسے میرب کی آواز آئی۔
گڑیا آپ یہاں کیا کر رہی ہیں مجھے لگتا ہے آپ کا بھی شاپنگ کا ارادہ ہے۔۔۔
جی جناب میرا تو شاپنگ کا ارادہ ہے آپ بتائیے ذرا بھابھی کے ساتھ کہا
سیرے کرتے پھر رہے ہیں۔۔۔

شمینہ سے گلے ملتے وہ خوش دلی سے فاروق سے مخاطب ہوئی شمینہ کو وہ کیوٹ سی لڑکی بہت پسند آئی جس میں نخرہ نام کا نہیں تھا۔

میں تو اپنی بیگم کو ولیمہ کا ڈریس لیس دلوانے لایا ہوں مگر ہمیں یہاں کچھ پسند نہیں آرہا جو کلر پسند آتا ہے اس کا ڈیزائن اچھا نہیں لگتا اور جو ڈیزائن اچھا لگتا ہے اس کا کلر پسند نہیں آتا۔۔۔۔

فاروق نے اسے اپنی پریشانی بتائی تو میرب نے ان کو اپنے ساتھ چلنے کا کہا۔



میرب انہیں اپنے ساتھ لئے دوسری مارکیٹ میں آئی جہاں برائیڈل بوتیک تھی یہاں پر ڈریس کے ساتھ تمام اسسریز موجود تھیں۔

فاروق نے ستائشی نظروں سے ساری بوتیک کا جائزہ لیا یہی حال شمینہ کا تھا اسے بھی یہاں موجود ڈریس بہت اچھے لگ رہے تھے۔

کچھ ہی دیر میں وہ لہنگا اور اس کے ساتھ تمام چیزیں لے چکے تھے۔ فاروق نے شمینہ کی پسند پر پیچ کلر کا لہنگا لیا تھا جس پر گولڈن کلر کا نفیس کام تھا۔ فاروق

نے وہی کھڑے کھڑے میرب سے پالر کے متعلق بھی پوچھا جس پر میرب نے انہیں اپنے ہی پالر کا ایڈریس سمجھا دیا جہاں وہ ماما کے ساتھ جاتی تھی۔

کتنی پیاری لڑکی ہے لگتا ہی نہیں اتنے امیر گھر کی بیٹی اتنی نرم مزاج اور اعلیٰ اخلاق کی ہو سکتی ہے ورنہ میں نے تو امیروں کے بچے بچیاں بد تمیز اور بد اخلاق دیکھے ہیں۔۔۔۔

شمینہ نے اپنی رائے کا اظہار کیا تو فاروق اس کی تائید میں سر ہلایا۔
 جی بجا فرمایا۔۔۔ بات ساری تربیت کی ہوتی ہے۔ بے شک محسن صاحب تین
 فیکٹریوں کے مالک ہیں مگر ان میں نخرہ نام کا نہیں۔۔۔۔۔ یہی حال ان کی مسز
 کا بھی ہے اتنی نرم مزاج خاتون ہیں۔ محسن صاحب تو اپنے ہر ورکر سے بہت
 محبت سے پیش آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تینوں فیکٹریوں کے ورکرز بغیر کسی
 ہنگاموں کے ایمانداری سے کام کرتے ہیں ورنہ میں نے کی فیکٹریوں میں
 ملازموں کے ہاتھوں مالکوں کو پریشان دیکھا ہے۔ کبھی ہڑتال کر کے اور کبھی
 اپنے ناجائز مطالبات منوا کے مالکوں کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے
 ورکرز کے لیے ہر چیز رکھی ہے فیکٹری کی کینٹین میں نہایت عمدہ کھانا بنتا
 ہے جہاں پر معمولی سی رقم ان کی تنخواہ میں سے کھانے کی مد میں کاٹی جاتی
 ہے۔

یہ سہولت انہوں نے ورکرز کے لیے دی تھی تاکہ انہیں گھر سے کھانا لانے
 کی زحمت نہ کرنی پڑے یہاں پر بھی انہوں نے ورکرز کی طرف دھیان رکھا
 جو ورکرز کھانا کینٹین سے کھاتے ہیں ان کو ہر مہینے تنخواہ میں اضافی رقم دی
 جاتی ہے جس سے وہ کھانے کا بل دیتے ہیں جہاں پر باقاعدہ دیگ بنائی جاتی
 ہے اور مزے کی بات بتاؤں جب بھی وہ فیکٹری چکر لگاتے ہیں تو کھانے کے
 اوقات میں کینٹین پر بیٹھ کر سب ورکرز کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں۔

ان کی انہیں اچھی عادتوں کی وجہ سے ورکر ان کا نہایت احترام کرتے ہیں اور

یقین جانو کبھی ا بڑا آرڈر ہو تو ورکرز بغیر کہے ہی جی جان لگا کر اس آرڈر کو ٹائم سے پہلے پورا کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔

فاروق ثمنینہ کو لیے فوڈ پوائنٹ آئے اور کھانے کا آرڈر دیا اور انہیں محسن صاحب کے متعلق بتانے لگ گئے۔ ثمنینہ خاصی متاثر ہوئی اس نے دل ہی دل میں محسن صاحب کی لمبی زندگی کی دعا مانگی جن کی وجہ سے ورکرز اچھے ہاتھوں میں تھے۔



لگتا ہے کسی امیر گھر میں ڈرائیور کی جاب کرتی ہیں آپ۔۔۔ اچھی بات ہے انسان کو کسی بھی کام کو کرنے سے شرم نہیں محسوس کرنی چاہیے۔۔۔ جگنو جو موٹر سائیکل پارک کر کے نکلنے لگا تھا میرب کو گاڑی کا دروازہ کھولتے دیکھ کر شرارت سے بولا۔ میرب نے ہکا بکا ہو کر اس کے الفاظ سنے اسے امید نہیں تھی کہ وہ یوں اچانک ٹکرائے گا۔

جی آپ بالکل ٹھیک سمجھے میں محسن صاحب کی بیٹی کی ڈرائیور ہوں۔۔۔۔۔ میرب نے سنجیدہ شکل بنا کر اس کی بات کی تائید کی تو ظہیر نے ایک نظر اس کے صبح چہرے پر ڈالی۔

تب ہی تو میں کہوں آپ اتنی مہنگی چیزیں مجھے کیسے افورڈ کر سکتی ہیں۔۔۔ یقیناً محسن صاحب کی بیٹی آپ کو یہ سب گفٹ کرتی ہوگی۔۔۔۔۔

وہ اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا میرب نے ایک بار پھر منہ کھول کر سامنے

کھڑے ظہیر کو گھورا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ آ جا کر اس کے کپڑوں اور جوتوں کو ہی کیوں نشانہ بناتا تھا۔

مجھے دیر ہو رہی ہے میڈم نے جلدی آنے کا کہا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ ظہیر کچھ اور بات کہتا میرب نے جلدی سے کہا اور گاڑی میں بیٹھ کر فوراً گاڑی سٹارٹ کر دی۔ ظہیر نے بمشکل اٹھنے والی مسکراہٹ کو روکا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا قہقہہ لگائے۔

نہ جانے کیوں اسے سامنے دیکھ کر زبان خود بخود پھسل جاتی تھی۔ ظہیر وہیں کھڑے دور ہوتی گاڑی کو دیکھتا رہا اور پھر مسکراتا ہوا شاپنگ مال کی طرف چل دیا جہاں سے اس کا ارادہ کچھ کتابیں اور آفس کے لیے نئے کپڑے خریدنے کا تھا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews



پاپا فاروق بھائی کو شادی پر کیا گفٹ دینا ہے۔۔۔

میرب ان کے قریب بیٹھی کندھے پہ سر ٹکائے پوچھ رہی تھی۔

بیٹا یہ شعبہ آپ کی ماں کا ہے یہ سوال آپ ان سے کریں تو زیادہ بہتر ہے میرا کام تو صرف ان کو پیسے دینا ہے باقی وہ جانے ان کا کام۔۔۔

محسن صاحب نے صاف الفاظ میں اس کو جواب دیا تو اس نے گھور کر باپ کو دیکھا۔

ماما تو آپ کی اجازت کے بغیر سانس نہ لیں اور کتنے مزے سے آپ نے

ساری بات ان پر ڈال دی ہے۔۔۔۔
 میرب مصنوعی خفگی سے بولی تو محسن صاحب نے قہقہہ لگایا۔
 بہت تیز ہیں آپ ہم میاں بیوی کی ساری خبریں رکھتی ہیں۔۔۔۔۔
 اس بار محسن صاحب نے مصنوعی غصہ دکھایا۔
 رکھنی پڑتی ہیں محسن صاحب اگر خبر نہ رکھیں تو بچے بگڑ جاتے ہیں۔۔۔۔
 وہ ایک ادا سے کہتے ہوئے اٹھ کر دور ہوئی کیونکہ
 سر پر چپت لگنے کا خطرہ تھا۔
 کن کے بچے بگڑنے کا ڈر ہے اب تم کون سا نیا ڈرامہ کھول کر بیٹھ گئی
 ہو۔۔۔۔
 حلیمہ بیگم نے اندر آتے ہوئے اس کے الفاظ سنے تو بے ساختہ پوچھ بیٹھیں
 جس پر دونوں باپ بیٹی کا قہقہہ پورے لانچ میں گونجنے لگا۔ اندر آتے ان کے
 دوسرے بچوں نے حیرت سے سب کو دیکھا۔
 کیا بات ہے کیا کوئی لطیفہ ڈے چل رہا ہے۔۔۔۔
 باسم اور انیق باپ کے دائیں بائیں آ کر بیٹھ گئے جب کہ عیشل سیدھی ماں
 کے پاس جا کر بیٹھی۔
 تمہاری بہن کسی لطیفے سے کم نہیں۔۔۔
 حلیمہ بیگم میرب کو گھورتے ہوئے بولیں۔
 ہائے ماں۔۔۔ پیاری ماں۔۔۔ آپ کو مجھ سے کون سا بیر ہے کیوں ظالم ماں بنی

آپ میرے بولنے پر پابندی لگائے رکھتی ہیں۔۔۔۔
میرب نے دہائی دی۔

میں تمہارے بولنے پر پابندی نہیں لگاتی۔۔۔ فضول بولنے پر پابندی لگاتی ہو اگر
ابھی زبان کنٹرول کرنے کی عادت نہیں ڈالوں گی تو آگے جا کر مشکل ہو
گی۔۔۔

وہ ماں تھی چاہتی تھی کہ بچیاں آنے والے وقت کے لئے لیے پہلے سے تیار
ہو کیونکہ ان کے نصیب میں کیا لکھا ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔
پیاری ماں۔۔۔ میں تو لڑکا ٹھوک بجا کر چیک کرو گی اپنی طرف سے تو پوری
کوشش کروں گی کہ بہرہ ہو اور تو اور ساس سسر بھی بہرے تلاش کروں گی
تاکہ میرے ہنسنے بولنے پر کسی کو اعتراض نہ ہو۔۔۔
وہ مزے سے بولی۔ حلیمہ بیگم نے ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر جھک کر جوتا
اٹھایا اور سیدھا اس کی ٹانگوں پر دے مارا۔۔۔

مجال گئی ہے جو بولنے سے پہلے کچھ سوچ لو۔۔۔ محسن صاحب آپ اپنی اس بیٹی
پر کنٹرول کر لیں ورنہ میرے ہاتھوں بڑی بری طرح پٹے گی پھر آپ کو ہی
مجھ پر غصہ آئے گا۔۔۔۔

انہوں نے اپنی توپوں کا رخ میاں کی طرف کیا جو ابھی تک بیٹی کی بات پر
ہنسنے میں مصروف تھے۔ بیوی کی پکار پر فوراً سیدھے ہو کر کر سنجیدہ چہرہ بنا کر
بیٹھ گئے جس پر سارے بچوں کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

بس اس ساری پوت سے فضول میں دانت نکلوا لوں کام کی بات ان کے پلے نہیں پڑتی۔۔۔۔

وہ غصے سے بولیں تو محسن صاحب اٹھ کر ان کے پاس آئے اور دوسری طرف موجود خالی جگہ پر بیٹھ گئے۔ آرام سے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اپنا ماتھا ان کے ماتھے سے ٹکرایا۔

امید کرتا ہوں کہ میرے دماغ میں موجود سکون اس ٹکر کی مدد سے آپ کے دماغ منتقل ہو گیا ہوگا یقیناً اب آپ آفاقہ محسوس کر رہی ہوگی۔۔۔۔۔

محسن صاحب کی اس حرکت اور الفاظ پر دوبارہ سے محفل زعفران بن گئی اس بار تو حلیمہ بیگم بھی ہنسی نہ روک پائیں اور ان کے ساتھ مل کر ہنسنے لگیں۔

میرب نے ہنستے ہنستے سب کو ایک نظر دیکھا اور دل سے اپنے اس آشیانے کے سدا بہار رہنے کی دعا مانگی۔



ہال میں مہمان زیادہ نہیں تھے اس لئے رش کم تھا فاروق شمینہ کو پالر سے لے کر سیدھا ہال آیا تھا دونوں بچے آیابی کے پاس تھے اور مسلسل انہیں زچ کیے ہوئے تھے۔

آیابی مسلسل انھیں بٹھانے کی کوششوں میں تھی مگر وہ کھسک کر نیچے اترتے اور بھاگنے کی کوشش کرتے تنگ آکر آیابی نے دونوں کو پران میں بٹھا کر بیلٹ سے باندھ دیا اس کے علاوہ انہیں کوئی حل نظر نہیں آیا۔

دونوں نے اپنے پیچھے بھاگا بھاگا کر تھکا مارا تھا۔ آیا بی نہیں چاہتی تھی کہ ثمنہ آج کے دن بھی بچوں کے ساتھ لگی رہے اس لیے آپنی تھکاوٹ کو نظر انداز کئے بچوں کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔

گاؤں سے ثمنہ کے والدین کے ساتھ ظہیر کے امی ابو بھائی اور بھابھی بھی ایک دن پہلے آئے تھے جبکہ کبیر کے گھر سے کوئی نہیں آیا تھا کیوں کہ اگلے مہینے کو کب کی شادی تھی اور وہ کو کب کو اکیلے نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ ظہیر باتیں کرنے میں مصروف تھا جب اس کی نظر ہال میں داخل ہوتے محسن صاحب کی فیملی پر پڑی ایک بے ساختہ مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا۔

بہت اطمینان سے اٹھ کر وہ ان کے استقبال کے لئے آگے پہنچا فاروق بھی اسٹیج سے نیچے اتر آیا تھا۔

السلام علیکم سر۔۔۔ بہت خوشی ہوئی آپ کو یہاں دیکھ کر۔۔۔۔۔

فاروق نے ہاتھ ملاتے ہوئے خوش دلی سے کہا تو محسن صاحب نے اس کو گلے لگا کر مبارکباد دی۔

فاروق سے ملنے کے بعد انہوں نے ظہیر سے بھی مصافحہ کیا فاروق ان سب کو لیے سیٹوں کی طرف آیا اور احترام سے انہیں بٹھایا۔

میرب تو ظہیر کی نظروں سے چھپنے کے لیے بہن کے پیچھے کھڑی تھی اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ بھی یہیں موجود ہوگا۔ ظہیر دوسری طرف سے گھوم

کر اس کے پیچھے آیا۔
 اچھا تو آپ ان کی ڈرائیور ہے۔۔۔۔
 اچانک سے ظہیر نے کہا تو میرب کے ساتھ عیشل بھی چونک کر مڑی۔ میرب
 کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے
 آپی آپ کس کی ڈرائیور ہوں۔۔۔۔
 عیشل نے حونق پن سے پوچھا تو اس پر میرب کا دل کیا اسے بھی ایک
 لگا دیں۔

میم عیشل میں آپ کی ڈرائیور ہوں یہ اس بارے میں پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔
 میرب نے گھور کر اس کو اشارہ کیا۔
 کیا ہے آپی۔۔۔ ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں اس گھورنے والی کیا بات ہے میں نے
 صرف پوچھا ہی ہے۔۔۔۔

اسے یوں گھورتے دیکھ کر عیشل نے خفگی سے کہا تو ظہیر نے سوالیہ نظروں
 سے میرب کو دیکھا مسکراہٹ روکنے کے چکر میں اس کی آنکھوں کی چمک کئی
 گنا بڑھ گئی تھی جس پر میرب نے بمشکل نظریں چرائیں۔

او ہو۔۔۔۔ لگتا ہے آج آپ نے میک اپ زدہ کر لیا ہے اسی لئے آپ کی میم
 آپ کو پہچان نہیں پا رہی۔۔۔۔

ظہیر نے ہنسی دبا کر کہا تو عیشل نے دونوں کو نہ سمجھی سے دیکھا۔
 کیا ہے آپ ان کی غلط فہمی دور کیوں نہیں کر رہی یہ بار بار آپ کو ڈرائیور

کہہ رہے ہیں۔۔۔۔

اس بار عیشل جھنجھلا کر بولی تو میرب اپنے ہاتھ میں پکڑا کلچ اس کے بازو پر دے مارا۔

واہ واہ۔۔۔ آپ کی میم تو بہت اچھی ہے آپ کے ہاتھ سے مار بھی کھا لیتی ہیں میں بہت امپریس ہوا ہوں۔۔۔۔

اس بار ظہیر نے ہنسی روکنے کی کوشش نہیں کی میرب نے غصے سے اس کو دیکھا۔

اگر مجھے پتا ہوتا کہ فاروق بھائی نے آپ کو بھی انوائٹ کیا ہے تو میں انہیں فوراً منع کر دیتی یہاں آکر جو آپ نے میرا سر کھایا ہے نہ آتے تو کم سے کم سکون رہتا۔۔۔۔

بنا لگی لپٹی کے وہ ایک دم شروع ہو گئی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ آپ کی غلط فہمی ہے اس وقت آپ کے فاروق بھیا کے ساتھ جو لیڈی موجود ہیں مجھے ان کا بھائی کزن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس لیے آپ کی یہ خواہش تو کبھی بھی پوری نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔۔

سینے پر ہاتھ رکھ کے زرا سا جھک کر ظہیر نے مسکراتے ہوئے اسے فاروق سے اپنا رشتہ بتایا تو میرب نے آنکھیں سکیڑ کر پہلے شمینہ اور پھر اسے دیکھا۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ اتنی پیاری شمینہ آپ کا بھائی اس قدر فضول ہوگا۔۔۔۔

میرب نے ذرا لحاظ نہیں کیا اس نے حیرت سے بہن کو دیکھا جو اپنی عادت

کے برخلاف مسلسل ظہیر کے ساتھ نوک جھونک میں مصروف تھی۔
 آپنی کیا بچوں کی طرح لڑائی کر رہی ہیں چلیں وہاں چل کر بیٹھتے ہیں۔۔۔۔
 عیشیل سے مزید برداشت نہیں ہوا تو میرب کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولی۔
 اوہو میم۔۔۔۔ آپ اپنی ڈرائیور کا ہاتھ کیوں پکڑ رہی ہیں ویسے آج آپ نے
 ان کو بہت خوبصورت ڈریس لے کر دیا ہے ہے کافی اچھا لگ رہا ہے۔۔۔۔
 ظہیر اسے تپ چڑھانے سے باز نہیں آیا۔ تنگ آکر میرب پاؤں پٹختی ماں کی
 طرف چل دی۔

اب اسے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ وہ اسے کیا سمجھتا ہے ظہیر اسے پہلے سے
 جانتا تھا کہ وہ محسن صاحب کی بیٹی ہے کافی ٹائم پہلے اسے محسن صاحب کے
 ساتھ شاپنگ مال میں دیکھا تھا جہاں پر وہ انہیں پایا کہہ کر مخاطب کر رہی
 تھی۔ فیکٹری آنے کے اگلے دن کی زہیر نے فاروق سے میرب کے فیکٹری
 آنے کی وجہ پوچھی تھی جس پر فاروق نے اسے بتا دیا تھا۔
 کچھ دیر بعد میرب سیٹج پر جاکر شمینہ کے ساتھ بیٹھ گئی جہاں پر فاطمہ کے
 ساتھ عارفہ اور صائمہ بھی موجود تھی۔ شمینہ نے میرب کا تعارف ان سب سے
 کروایا میرب کو وہ سب بہت اچھی لگی سادہ دل اور نرم مزاج۔
 ظہیر کی نگاہ بھٹک بھٹک کر میرب پر پڑ رہی تھی جس کو وہ بمشکل کنٹرول کر
 رہا تھا۔ دل بار بار اس کی طرف جھک رہا تھا مگر وہ اپنے دل کو سمجھا کر تھپک
 دیتا وہ اس کے اور اپنے سٹیٹس کے فرق سے بخوبی آگاہ تھا مگر دل کسی ننھے

بچے کی طرح چاند پکڑنے کا خواہشمند تھا زندگی میں پہلی بار کوئی اس حد تک اچھا لگا مگر دسترس سے دور تھا ظہیر نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے اللہ سے اپنے لئے بے پناہ صبر کی دعا کی۔

ولیمہ کے اختتام پر ثمنینہ کے والدین نے اسے ساتھ لے کر جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو فاروق چپ ہو گیا ثمنینہ نے ایک نظر اپنے مجازی خدا پر ڈالی جس کے چہرے پر تو مسکراہٹ تھی مگر آنکھوں میں خفگی کا تاثر نمایاں نظر آ رہا تھا۔

امی آپ لوگ مجھے کل لینے کے لیے آئیے گا آج ویسے بھی میں نے بچوں کی کوئی چیز پیک نہیں کی اور تھکن بھی بہت ہے۔۔۔۔۔

ثمنینہ نے اپنی طرف سے آرام سے ایک عدد بہانہ گھڑا جس پر فاروق نے خوشگوار حیرت سے اپنی دلہن کو دیکھا جواب اس سے نظریں چرا رہی تھی۔ ایک دوسرے سے مل کر سب اپنی اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھ گئے فاروق اپنی فیملی کو لئے گاڑی کی طرف آیا ثمنینہ کے لیے فرنٹ ڈور اوپن کیا اور آیا بی کے پیچھے بیٹھنے پر دونوں بچے کہ بے بی کارڈ رکھ کر دونوں کو ان میں بٹھا کر بیلٹ سے باندھا مختصر سا یہ قافلہ آدھے گھنٹے میں اپنے گھر پر تھا آیا بی نے بچوں کو فاروق سے اپنے کمرے میں لانے کا کہا اور خود نیچے اتر کر بچوں کا بیگ لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

ثمنینہ نے بھی خاموشی اختیار کیے رکھی کیونکہ دونوں بچے رات میں بہت زیادہ

اٹھتے تھے اور وہ چاہتی تھی کہ آج فاروق کی مرضی پر چلے۔
 فاروق بچوں کو آیا بی کے پاس لٹا کر واپس کمرے میں آیا تو ثمنینہ بیڈ پر بیٹھ
 چکی تھی تھکن اس کے چہرے سے صاف ظاہر تھی فاروق نے دراز کھول کر
 منہ دکھائی کے لیے لیا ہوا کیس اٹھایا اور کھول کر اس میں سے لاکٹ نکالا
 آج میں آپ کو یہ پہنانے کی جسارت کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔

فاروق نے اس سے اجازت چاہی تو ثمنینہ نے شرما کر اثبات میں سر ہلا دیا
 -فاروق نے لاکٹ کھول کر احتیاط سے اس کے گلے میں پہنا۔
 یہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔۔۔

ثمنینہ نے لاکٹ دیکھ کر بے ساختہ ہی اس کی تعریف کی۔
 مگر مجھے تو لگتا ہے میری بیگم زیادہ خوبصورت ہیں اور اس نے میری بیوی کی
 خوبصورتی میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔۔۔۔۔

اس کے دونوں ہاتھ نرمی سے تھام کر فاروق نے محبت سے کہا۔ ثمنینہ نے اس
 کی آنکھوں میں دیکھا جہاں سچائی رقم تھی۔ بلاشبہ آج کی رات ان کی زندگی کی
 حسین ترین رات بننے والی تھی۔



آپی یہ کیا بچپنا تھا آپ کیوں ہال میں ان مسٹر سے خواہ مخواہ الجھ رہی تھی اور وہ
 آپ کو بار بار میرا ڈرائیور کیوں کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

گھر آتے ہی عیشل اس کے پیچھے لگ گئی میرب نے ایک نظر اپنی بہن کو دیکھا

اور کلچ بیڈ پر پھینکا۔

کمرے میں چند لمحے چہل قدمی کی اور پھر اسکو ساری بات بتا دی تو عیشیل کو ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔

سچی آپنی آپ کو بھی تنگ کرنے والا اس دنیا میں پیدا ہو گیا۔ مجھے کس قدر خوشی ہو رہی ہے میرا تو دل کر رہا ہے کل فیکٹری جا کر ظہیر بھائی کو 21 توپوں کی سلامی دے کر آؤ جس نے آپ جیسی پٹاخہ کو قابو کر لیا ہے۔

عیشیل پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہنستے دوہری ہو گئی۔ میرب نے خفگی سے اس کو دیکھا اور منہ بنا کر کپڑے چینج کرنے چلی گئی۔ عیشیل کی ہنسی اسے ڈرینگ روم میں بھی سنائی دے رہی تھی ایک بھرپور مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا۔

اس کے دل نے تسلیم کیا کہ وہ اسے اچھا لگا تھا ڈیسنٹ ایک حد میں رہ کر بات کرنے والا اور خواتین کا احترام کرنے والا۔

وہ کمرے میں آئی تو عیشیل ایک بار پھر ہستی ہوئی اس کو دیکھنے لگی میرب نے آگے بڑھ کر تکیہ اٹھایا اور سیدھا اس کے کندھے پر دے مارا۔ اپنے یہ خرگوش جیسے دانت اندر کرو اور جا کر کپڑے چینج کرو مجھے سخت نیند آ رہی ہے جاتے ہوئے لائٹ آف کر جاننا۔۔۔۔

اس کے جوابی وار سے بچنے کے لیے پہلے ہی دوسرا تکیہ اٹھا کر اس نے اپنے

آگے کیا اور اسے آرڈر جاری کیے جس پر عیشیل پیر پٹختی غصے میں ڈرینگ روم کی طرف چلی گئی مگر جاتے ہوئے کمرے کی لائٹ آن ہی چھوڑ گئی بدلہ لینے کے لیے۔



پاپا کیا میں اگلے مہینے پاکستان جا سکتی ہو مراد بھائی کی شادی ہے۔۔۔۔۔
ماہم شہباز درانی کے گھر آنے پر پہلے ان کے لئے پانی لائی اور پھر چائے کے ساتھ سنیکس لا کر ان کے سامنے ٹیبل پر لگانے لگی۔
اس وقت سب ہی ان کے آنے پر لاونج میں جمع ہو جاتے اور ان کے ساتھ شام کی چائے پیتے تھے ان کو یہ عادت منزہ بیگم نے شروع سے ہی ڈالی تھی جیسے ہی شہباز صاحب کام سے واپس آتے منزی بیگم بچوں کو بلا کر ان کے ساتھ بٹھاتیں تاکہ بچے اپنے والد کے ساتھ اٹیچ رہیں۔
بیٹا ابھی آپ کو پاکستان سے آئے ہوئے صرف ہوئے ہیں آپ کا کالج بھی : سٹارٹ ہے۔۔۔۔۔

شہباز صاحب نے نرمی سے اسے سمجھایا تو اس کا چہرہ اتر گیا شہباز صاحب نے اپنی بیٹی کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھا اور پھر بیوی پر نگاہ ڈالی جنہوں نے آگے سے کندھے اچکا دیے جس کا مطلب تھا کہ وہ جانے اور ان کی بیٹی وہ اس معاملے میں نہیں بولیں گی۔

ٹھیک ہے بیٹا لیکن اس بار جب آپ پاکستان جائیں گی تو کوشش کیجئے گا کہ

عفان کے ساتھ اپنے رشتے کو آگے بڑھانے یا نہ بڑھانے کا فیصلہ کر کے آئیں۔۔۔ مجھے وہ لڑکا بہت اچھا لگا ہے میں نے اس کی آنکھوں میں سچائی دیکھی ہے اگر آپ دل سے اس رشتے کو نبھانے کے لیے راضی ہیں تو میری طرف سے آپ کو اجازت ہے آپ ان کے ساتھ اپنا رشتہ آگے بڑھا سکتی ہیں۔۔۔ میں آپ کو پاکستان جانے کی اجازت بھی اسی وجہ سے دے رہا ہوں کہ آپ ایک بار اس رشتے کو موقع دیں۔۔۔ پاکستان جا کر عفان کے ساتھ اس معاملے پر بات کریں میں خود بھی اس سے بات کر سکتا تھا مگر پھر میں نے اپنا ارادہ بدل دیا۔۔۔

شہباز صاحب نے اسے اپنی مرضی سے آگاہ کیا تو اس کے چہرے پر پھلنے والی خوشی نے وہاں موجود تمام نفوس کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔۔۔ آپ کی کتنی کنجوس ہیں ابھی تک آپ نے ہمیں عفان بھائی کی تصویر نہیں دکھائی آپ نے تو ان کو اس طرح چھپا کر رکھا ہے جیسے ہم نے دیکھا تو انہیں نظر لگ جائے گی۔۔۔

سبحان جل کر بولا تو ماہم نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ سچی سبحان میرے پاس ان کی کوئی تصویر نہیں نہیں اور نہ ہی نہیں میں نے فاطمہ سے مانگی ہے۔۔۔

اگر تمہارے بھائی نے اس رشتے کو برقرار رکھا تو اس بار واپسی پر ان سے تصویر بھی مانگ لوں گی۔۔۔

ماہم نے اداسی سے کہا اسے رہ کر عفان کا رویہ یاد آ رہا تھا جو اس کے ارادے کو ڈانواڈول کر دیتا۔

پاکستان جانے کے لئے آپ نے جو شاپنگ کرنی ہے اپنی ماما کے ساتھ جا کر لینا اور ہاں ان سب کے لئے گفٹ لازمی لے کر جانا۔۔۔

شہباز صاحب نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

پاپا کیا ہم دونوں بھی آپ کے ساتھ پاکستان جا سکتے ہیں ہمیں بھی گاؤں کی شادی اٹینڈ کرنی ہے۔۔۔۔

سبحان اور شعبان میں لاڈ سے کہا ان کا بھی دل کر رہا تھا اپنی اپنی بہن کے ساتھ ہی جانے کا۔

یار اب تم لوگ بھی پڑھائی چھوڑ کر سیر سپاٹا کرو گے اچھا چلو کیا یاد کرو گے میں تم تینوں کے ٹکٹ کروا دوں گا۔۔۔۔

شہباز صاحب نے جب ان دونوں کے لٹکے منہ دیکھے تو مسکراتے ہوئے راضی ہو گئے انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بہن کو اکیلے نہیں بھیجنا چاہ رہے۔

شہباز صاحب آپ بچوں کو کچھ زیادہ ہی ڈھیل دے رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ خفگی سے بولیں۔

بیگم اتنی ڈھیل تو دینی ہی پڑتی ہے انہوں نے کونسا روز روز جانا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ شہباز صاحب کا لہجہ نرم تھا۔

پلیز خاموش ریڈرز سے التماس ہے۔ لائیک ضرور کیا کریں۔ کمینٹس بھی کیا

کریں تاکہ آپ کے انٹرس کا اندازہ ہو



فائزہ تم اتنا خاموش کیوں رہتی ہو۔۔۔

میرب اس کے پاس کھڑی شرٹ کوگتا رکھ کر تہہ گا رہی تھی۔

کیا بولوں۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا۔۔

وہ سنجیدگی سے بولی تو میرب نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ اس کی عمر لگ بھگ 18 سال کے قریب تھی۔ چہرہ ہر وقت نقاب میں چھپا رہتا جس کی وجہ سے ابھی تک میرب نے اس کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ البتہ اس کی آنکھوں میں ایک افیت سی رقم نظر آتی تھی جو میرب کو شدید اضطراب میں مبتلا کر دیتی۔ اسے لگتا تھا کہ اس لڑکی کو کوئی بڑا دکھ ہے جسے وہ اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں۔

بولنے کے لئے کچھ خاص بات تو ضروری نہیں ہوتی۔۔ ہم اپنی باتیں بھی تو کر سکتے ہیں ! بہن بھائیوں کی ! دوستوں کی۔۔

میرب نے خوش دلی سے کہا تو فائزہ نے اسے سنجیدہ نظروں سے دیکھا۔

میرے پاس اپنے بہن بھائیوں کی بھی باتیں نہیں۔۔۔۔

اس نے رکھائی سے کہا تو مرب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

کیا تم اکلوتی ہو۔۔۔

اس کے جواب کے حساب سے اس نے سوال کیا۔

نہیں اکلوتی نہیں ہوں۔۔ میرے والد کی پانچ مزید اولاد بھی ہیں۔۔۔
بات کرتے ہوئے اس کا لہجہ دھیمّا پڑ گیا۔

پھر تمہارے پاس بہن بھائیوں کی باتیں کیوں نہیں ہیں۔۔۔ بہن بھائیوں کے :
ساتھ تو اتنا اچھا وقت گزرا ہوتا ہے ! ان کی شرارتیں ان کے ساتھ ہنسی مذاق
یہ سب تو انسان کے ذہن سے کبھی بھی نہیں نکلتا۔۔۔۔

میرب نے کہا تو فائزہ نے نفی میں سر ہلایا۔

آپ کے بہن بھائی اس قابل ہوں گے اسی لئے آپ ان کی باتیں یاد رکھتی
ہوگی۔۔ میرے بہن بھائی اس قابل نہیں یا پھر آپ یوں سمجھ لیں کہ میں ہی
ان کے قابل نہیں۔۔ اس لئے کوئی بھی مجھ سے بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا
۔۔ انہیں لگتا تھا کہ میں اپنے باپ پر بوجھ ہوں اور ان کا حق کھا رہی ہو۔۔۔۔
اس کے الفاظ میں اتنا دکھ پن تھا کہ میرب تیر سے اسے دیکھتی رہ گئی۔
ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ سگے بہن بھائی کس طرح ایک دوسرے سے اتنی
نفرت کر سکتے ہیں۔۔۔

میرب نے حیرت کا اظہار کیا۔

کیوں نہیں کر سکتے نفرت۔۔ آپ نہیں جانتی۔۔ وقت بہت بدل گیا ہے۔۔ یہ نیا
وقت ہے نیا زمانہ ہے۔۔۔ یہاں پر بہن بھائی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے
کے لئے ہر حد سے گزر جاتے ہیں۔۔ اب بہن بھائیوں میں پیار محبت خلوص
جیسے رشتے ناپید ہو چکے ہیں۔۔ ان سب رشتوں کو پیسے کی ہوس کھا گئی ہے

۔۔۔ میں سب سے چھوٹی تھی اس لیے انہیں لگتا تھا کہ وہ مجھے اگلے گھر میں بھیج دیں گے تو ان کے گھر سے ایک بوجھ کم ہو جائے گا۔۔۔۔ اور اس بوجھ کو کم کرنے کے لیے میرے بڑے بھائی نے میرے لئے ایسا رشتہ تلاش کیا جس سے جہیز کے نام پر ایک پیسہ نہیں چاہیے تھا الٹا وہ شادی کے اخراجات اٹھانے کے لیے بھی تیار تھا۔۔۔ میرے بھائی نے یہ سنہری موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور شاید آپ کو یقین نہ آئے کہ میرے والد نے میرے بھائی کا پورا پورا ساتھ دیا۔۔۔۔

وہ بولتے ہوئے رکی آنسوؤں کا گولا اس کے حلق میں پھنس گیا تھا جس کے لیے اس نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر ان آنسوؤں کو اپنے اندر اتارا۔ اس وقت جذبات کی وجہ سے اس کا وجود لرز رہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھ سے ٹپکنے والے آنسوؤں کو دوسروں سے چھپا کر بے دردی سے صاف کیا۔

آؤ ہم کچھ دیر کے لئے باہر چلتے ہیں۔۔۔۔

اس کی حالت کا اندازہ کر کے میرب نے اس کا ہاتھ تھاما مگر فائزہ نے فوراً اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

نہیں باہر نہیں جانا اگر سر آگئے تو بہت ڈانٹ پڑے گی۔۔۔۔۔

وہ فوراً ڈر کر بولی تو میرب نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ دوبارہ تھاما اور اسے اپنے ساتھ کھینچا۔

جب میں نے کہہ دیا کچھ نہیں ہوگا تو بس تم میری بات مان جاؤ اور تمہارے

ان سر کو میں اچھی طرح دیکھ لوں گی۔۔۔۔۔

میرب نے ذرا غصے سے کہا تو فائزہ نے حیرت سے سے اس کا رویہ دیکھا۔

تمہیں سر سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔۔۔

اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

لو مجھے ڈر کیوں لگے گا تمہارے سر کون سا جن بھوت ہیں۔۔۔

اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

کام کے وقت آپ دونوں کہاں جا رہی ہیں۔۔۔۔۔

سوئے اتفاق اسی وقت ظہیر نے اندر قدم رکھا اور انہیں باہر نکلتے دیکھ کر

درست لہجے میں بولا۔

ہم کچھ دیر کے لیے باہر جا رہے ہیں فائزہ کی کچھ طبیعت خراب ہے

۔۔۔ تھوڑا سنبھل جائے تو پھر ہم واپس آ جائیں گے۔۔۔۔۔

اس کو جواب دے کر فائزہ کو کھینچ کے سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھ گئی فائزہ

نے حیرت سے اسے دیکھا۔

آپ کو ایسے نہیں آنا چاہیے تھا اب سر بہت غصہ کریں گے۔۔۔۔۔

وہ گھبرا گئی۔

اوہو تم اتنا کیوں ڈر رہی ہوں میں نے انہیں بتا دیا ہے اور انہوں نے سن لیا

ہے اب وہ غصہ نہیں کریں گے۔۔۔۔۔

میرب نے اس کا ڈر کو ختم کرنا چاہا۔ وہ اس کو ساتھ لئے کینیٹین کے اوپن ایریا

میں آگئی جہاں پر پر ور کرز کے بیٹھنے کے لیے درختوں کے نیچے کرسیاں لگی ہوئی تھی اس نے ایک کونے کا انتخاب کیا۔

اب بتاؤ آگے کی کہانی۔۔۔ میں چاہتی ہوں کہ آج تم اپنا ہر دکھ مجھ سے کہہ لو نہیں تو تم اندر ہی اندر سلگتی رہو گی اور یہ ناسور بن کر بیماری کی صورت میں نکلے گا جو تمہارا سارا وجود کھوکھلا کر دے گا۔۔۔

میرب نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

فائزہ نے زندگی میں پہلی بار یوں اپنے ساتھ کسی کو اتنی نرمی اور محبت سے بات کرتے ہوئے سنا تھا۔ اس کے پیلے پڑتے یونیفارم اور پھٹے ہوئے جوتوں کو دیکھتے ہوئے اسکول میں کبھی بھی کوئی لڑکی اس کے ساتھ دوستی نہیں کرتی تھی۔ میٹرک تک اس نے سکول میں اکیلے ہی وقت گزارا جہاں صرف کتابیں ہی اس کی واحد دوست ہوا کرتی تھیں۔ میٹرک کے بعد چونکہ کالج کی فیس زیادہ تھی اس لیے اس کے والد نے مزید پڑھانے سے صاف انکار کر دیا۔ وہ بھی خاموش ہو گئی کیونکہ اپنے گھر کے حالات سے بخوبی آگاہ تھی جو باپ دھیاری دار مزدور تھا وہ سات افراد کے کنبے کا بوجھ کس طرح اٹھا رہا تھا۔ وہی جانتا تھا۔ بھائی اس سے آٹھ سال بڑا تھا اس نے بھی ابھی کچھ عرصہ پہلے باپ کے ساتھ مزدوری شروع کی تھی۔ باہر کے لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے سے اس کی سوچ میں اچھی خاصی تبدیلی آگئی تھی۔

اب بتاؤ کیا کہہ رہی تھی کیا کیا بھائی نے۔۔۔۔

میرب کے سوال پر فائزہ نے نم آنکھوں سے اس پیاری سی لڑکی کو دیکھا۔
 بی بی جی باہر ان کا شوہر آیا ہے ان کو لینے۔۔۔۔
 اس سے پہلے کہ فائزہ کوئی بات شروع کرتی چوکیدار نے آکر اطلاع دی اس
 نے حیرت سے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔
 شوہر! تم شادی شدہ ہو۔۔۔۔

وہ بس اتنا ہی بول سکی کیونکہ چوکیدار کے پیغام پر اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ
 اور اس کے وجود پر چھائی گھبراہٹ نے میرب کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر
 دیا۔ فائزہ تیزی سے اٹھی اور بغیر اس کی طرف دیکھے گیٹ کی طرف بڑھی۔
 میرب بھی تیزی سے اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگی گیٹ تک جا کر فائزہ رک گئی
 تھی کیونکہ اس کا شوہر گیٹ سے اندر ہی کھڑا تھا۔
 میرب نے شل ہوتے اس آدمی کو دیکھا جس کی عمر پچاس سے اوپر ہی ہوگی
 ۔ اس کی توند قمیض پھاڑ کر باہر نکلنے کو تیار تھی اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ
 اٹھارہ سالہ لڑکی کے لیے اس کے ماں باپ نے پچاس سال کا مرد ڈھونڈا تھا
 ۔ اسے اب فائزہ کی بات سمجھ آئی کہ بغیر جہیز کے رشتہ اس نے دیکھا کہ وہ
 آدمی کس بے دردی سے فائزہ کو گھسیٹتا ہوا لے کر جا رہا تھا ارد گرد کے لوگوں
 کی پرواہ کیے بغیر۔

کیا ہوا آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں۔۔۔۔
 ظہیر چائے پینے کینٹین کی طرف آیا تو اس کو یوں گم سم کھڑا دیکھ کر حیرت

سے پوچھا۔

ایسے ہی کوئی خاص وجہ نہیں۔۔۔

اس کے منہ سے بس اتنے ہی الفاظ نکلے ظہیر نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا جس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر اضطرابی کیفیت اور آنکھوں میں دکھ ہلکورے لے رہا تھا۔

کیا بات ہے میرب۔!۔ کوئی پریشانی ہے۔۔۔

وہ اپنے آپ کو پوچھنے سے نہ روک سکا۔

نہیں۔۔۔

میرب اسے ایک لفظی جواب دے کر واپس اندر کی طرف بڑھ گئی چند لمحوں بعد ظہیر نے اسے اپنا ہینڈ بیگ لیے واپس باہر آتے دیکھا۔ وہ اس سے پاس سے گزرتی ہوئی باہر نکل گئیں ظہیر کو اس کے رویے پر حیرانگی ہوئی وہ سیدھا چوکیدار کے پاس گیا۔

عزیز کیا کوئی آیا تھا۔۔۔

چوکیدار کے پاس پہنچ کر اس نے بے تابی سے پوچھا تو چوکیدار نے فائزہ کی شوہر کی آمد کا واقعہ اس کے گوش گزار کر دیا۔ ظہیر میرب کا ری ایکشن سمجھ گیا۔ فائزہ کے شوہر کا ہر چوتھے روز یہی کام تھا۔

میرب گھر پہنچی اور سیدھا اپنے کمرے میں گئی ہاتھ میں پکڑے پرس کو صوفے پر پٹھا اور کمر پر ہاتھ رکھ کر پریشانی سے کمرے میں چکر لگانے لگی۔ اسے یقین

نہیں آرہا تھا کہ کوئی ماں باپ اپنی اولاد کے لیے اس طرح کا فیصلہ بھی لے سکتے ہیں۔ اس نے زندگی میں پہلی بار اس طرح کا کچھ دیکھا تھا اس لیے اس سے ہضم کرنا مشکل ہو رہا تھا ورنہ تو ایسی کئی کہانیاں ارد گرد پھیلی ہوئی تھیں۔

کیا بات ہے بیٹا۔۔۔ اس طرح کیوں آگئی ہو۔۔۔

ملازمہ سے اطلاع ملنے پر حلیمہ بیگم فوراً اس کے کمرے میں آئیں۔ میرب نے ایک لمحہ نہیں لگایا ماں کے سامنے ساری بات کرنے میں۔ بیٹا غریب گھروں میں یہ سب تو عام سی بات ہے ہے جو لوگ تین وقت کا کھانا مشکل سے کھاتے ہو وہ بیٹیوں کو لاکھوں کا جہیز کہاں سے دیں اور ہمارے معاشرے میں لڑکوں کی مائیں حیثیت دیکھ کر رشتہ کرتی ہیں۔ یہاں پر تمہیں اس طرح کی کئی مثالیں ملیں گی جہاں پر لڑکیاں کم عمر اور شوہر زیادہ عمر کے ہیں وجہ بنتے ہیں صرف ان کے حالات۔ تمہارا پریشان ہونا فائزہ کو ان حالات سے نہیں نکال سکتا۔۔۔

انہوں نے حقیقت اس کے سامنے بیان کی۔

میں جانتی ہوں ماما۔ مجھے بس یہ سب دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی ہے۔۔۔۔۔ اس کی آواز نم ہو گئی حلیمہ بیگم نے آگے بڑھ کر اپنے حساس بیٹی کو گلے لگا کر تسلی دی۔

ابھی تمہارا دل بہت دکھ ہوا ہے کاپی پینسل اٹھاؤ اور اپنا سارا دکھ لفظوں کے

ذریعے ان کاغذوں پر اتار دو اس سے تم بہتر محسوس کرو گی۔۔۔۔۔
 اور واقعی کچھ دیر بعد وہ اپنے اندر کی کھولن کو کاغذوں پر اتار کر کافی بہتر
 محسوس کر رہی تھی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ چھٹی والے دن وہ فیکٹری سے
 ایڈریس لے کر فائزہ کے گھر جائے گی۔



تمہاری انکل سے بات ہوئی۔۔۔۔۔ کیا کہا انکل نے۔۔۔ انہوں نے تمہیں پاکستان
 آنے کی اجازت دے دی۔۔۔؟

فاطمہ نے سے ایک ہفتے بعد کال کی اور بے تابی سے پوچھا۔
 ہاں یار۔۔۔ پاپا سے پوچھا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔۔۔
 ماہم نے اداس لہجہ بنا کر کہا تو فاطمہ کو سخت افسوس ہوا۔
 مجھے بہت برا لگ رہا ہے۔۔۔۔۔ اگر تم کہو تو میں انکل سے بات کروں
 ۔۔۔۔۔ میرے بات کرنے پر یقین وہ مان جائیں گے۔۔۔۔۔

فاطمہ نے کہا تو ماہم کو ہنسی آگئی جو اس نے کنٹرول کرنے کی کوشش نہیں کی
 فاطمہ نے فون کے دوسری طرف اس کی کھلکھلاتی ہنسی سنی تو اچنبھے سے فون
 کو دیکھا۔۔

کیا تم پاگل ہو گئی ہو یا پھر تمہیں انکل کی انکار کی بہت زیادہ خوشی ہے۔۔۔
 فاطمہ کو غصہ آگیا اس لئے وہ خفگی سے بولی۔

نہیں میری جان۔۔۔۔۔ پاپا نے انکار نہیں کیا۔۔۔ میں ہی نہیں میرے ساتھ

اب دیکھیں ذرا میں آپ کے ساتھ کیا کرتی ہوں کیا یاد کریں گے آپ بھی۔۔۔۔

فاطمہ نے دل ہی دل میں کہا اور موبائل پر امی کا نمبر ڈائل کیا اور کال کاٹ کر فون واپس کرنے کے لئے چل دی۔

عفان کتنی ہی دیر دیوار پر نظر جمائے یوں ہی بیٹھا رہا ماہم کی یاد شدت سے حملہ آور ہوئی تھی اسے اب افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے شہباز درانی سے نمبر کیوں نہیں دیا تھا اسی بہانے وہ کسی کسی بہانے سے ماہم سے بات کر لیتا ہوں تو شاید دل کو سکون مل جاتا وہ یہی سوچتا رہتا کہ شاید شاید ماہم اس سے بات کرنا پسند بھی کرے گی یا نہیں اور یہی آکر اس کے ضبط کی طنابیں ٹوٹ جاتی وہ چاہ کر بھی اس برے خیال کو اپنے دل و دماغ سے جھٹلا نہیں پاتا تھا ماہم سے بچھڑنے کا تصور ہی اس کی جان نکالنے کے لیے کافی تھا۔

یار کیا تو ہر وقت اندر گھسا رہتا ہے چل اٹھ ہم بازار جا رہے ہیں شادی کی شاپنگ کرنے کے لئے۔۔۔

ظہیر اندر آیا تو اس کو یوں پڑے دیکھ کر خفگی سے کہا۔

تم لوگ جاؤ میرا نہیں دل کر رہا کہیں جانے کو میرے پاس جو پہلے کپڑے ہیں میں وہ ہی چلا لوں گا۔۔۔

اس نے بے دلی سے کہا تو ظہیر نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر زبردستی اٹھایا اور کھینچ کر باہر لے گیا۔

ہی گھسیٹ کر لے جاؤں گا۔۔۔۔۔

ظہیر نے باہر لا کر اس کا بازو چھوڑا۔

جائیں۔۔۔۔۔

فاطمہ نے سنجیدگی سے کہا ہاں تو عفان نے گھور کر اسے دیکھا۔

پر نکل آئے ہیں۔۔۔

اس کی بات سن کر وہاں قہقہہ پڑا تھا۔

فاطمہ نے شرارت سے کہا۔

_____ک

اس کے نظریں چرانے پر اس کے پیچھے سب نے ہونٹنگ شروع کر دی۔

اب شرمانہ بند کریں اور جلدی سے واپس آئیں ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔

آج چونکہ چھٹی تھی اس لئے سب نے بازار جانے کا پروگرام بنا لیا۔



میرب نے فاروق سے فائزہ کا ایڈریس لے لیا تھا۔

وہ اس وقت ڈرائیور کے ساتھ کھڑی ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی قریب ہی

دکان سے ڈرائیور گھر کا پتہ معلوم کرنے گیا تھا۔

میم ہمیں گاڑی یہی چھوڑنی پڑے گی اس گلی میں آگے جا کر یہ گھر ہے۔۔۔۔

ڈرائیور نے میرب کو بتایا تو اس نے اسے آگے چلنے کا کہا گلی نہایت ہی تنگ

تھی گلی میں جگہ جگہ کوڑے کی ڈھیریاں پڑی ہوئی تھی تعفن اتنا تھا کہ میرب

نے دوپٹہ ناک پر دبا کر رکھا تو بھی سانس لینے میں دشواری محسوس ہو رہی

تھی تقریباً دس منٹ چلنے کے بعد وہ ایک خستہ حال کر مکان کے سامنے

رکیں جس کے دروازے پر پھٹا ہوا پردہ لہرا رہا تھا۔

میم یہی گھر ہے۔۔۔۔۔

ڈرائیور نے مودب انداز میں کہا۔

پہلے پتہ تو کرو اندر بی بی ہے بھی یا نہیں۔۔۔۔

میرب نے اسے کہا تو اس نے گردن ہلاتے ہوئے دروازے پر دستک دی۔

دستک کی آواز سن کر لگ بھگ گیارہ بارہ سال کا بچہ نمودار ہوا۔

بیٹا یہ فائزہ باجی کا گھر ہے۔۔۔۔۔

ڈرائیور نے پوچھا تو اس نے جھٹ ہاں میں سر ہلایا۔

میرب آگے بڑھی اور اس سے فائزہ سے ملنے کے لیے کہا بچہ بغیر اسے بغیر
کچھ کہے ساتھ لئے اندر کی طرف بڑھ گیا میرب نے اندر قدم رکھتے ہی
چاروں اطراف کا جائزہ لیا ٹوٹا پھوٹا مکان تھا ایک طرف دو بچے نلکے کے نیچے
نہا رہے تھے کچھ دور لکڑیوں سے نکلتا ہوا دھواں نظر آرہا تھا میرب نے اسی
طرف قدم بڑھائے۔

فائزہ۔۔۔

اپنے نام کی پکار پر فائزہ کرنٹ کھا کر اٹھی میرب ہنرِ حق اس کو دیکھتی رہ گئی
اس کے چہرے پر جا بجا نیل اور چوٹوں کے نشان تھے۔ فائزہ اس کو اپنے
سامنے دیکھ کر پریشان ہو گئی۔
آپ یہاں کیسے آ گئیں۔۔۔۔۔
اس کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔

مجھے چھوڑو تم پہلے بتاؤ کہ تمہیں کیا ہوا ہے تمہارا شوہر تم پر تشدد کرتا
ہے۔۔۔۔۔

میرب کو اس کے زخم دیکھ کر تکلیف ہو رہی تھی۔
میری فکر چھوڑیں آپ یہاں سے چلی جائیں اگر رشید نے آپ کو یہاں دیکھ
لیا تو بہت برا ہوگا۔۔۔۔۔
وہ گھبرا کر تیزی سے بولی۔
کیا مطلب کیوں برا ہوگا اس گھر میں تم سے کوئی ملنے بھی نہیں آ

سکتا۔۔۔۔

میرب نے ذرا غصے سے پوچھا۔

اسے نہیں پسند کے یہاں پر کوئی بھی آئے ابھی وہ گھر پر نہیں ورنہ آپ کو

دروازے سے بھی اندر نہ آنے دیتا۔۔۔

فائزہ کی آواز میں دکھ حد سے سوا تھا۔

اماں کھڑی باتیں کر رہی ہے یا کھانا بھی بنا رہی ہے تجھے پتہ بھی ہے کیا ٹائم

ہو گیا ہے بھوک سے برا حال ہو رہا ہے ہمارا۔۔۔

وہی بچہ نہایت بتمیزی سے فائزہ سے مخاطب تھا۔

بس تیار ہونے والا ہے میں دیتی ہوں۔۔۔۔

فائزہ نے جلدی سے کہا۔

کتنے بچے ہیں اس کے۔۔۔

میرب نے دور جاتے ہوئے بچے پر نظر جما کر عائزہ سے پوچھا۔

پانچ۔۔۔ یہ چوتھے نمبر والا ہے۔۔۔

فائزہ کے جواب پر میرب نے جھرجھری لی۔

آپ پلیز یہاں سے جائیں آپ کو جو بھی پوچھنا ہے میں فیکٹری آؤگی تو پوچھ

لیجئے گا۔۔۔

فائزہ نے تیزی سے کہا۔

'یہ ہمارے گھر کے باہر آدمی کون کھڑا ہے۔۔۔

اس سے پہلے کہ میرب باہر جانے کے لیے قدم بڑھاتی اس کا شوہر چیختا ہوا اندر آیا۔

وہ میرا ڈرائیور ہے۔۔۔۔

اسے میرب نے جواب دیا تو اس نے سر سے پاؤں تک میرب کا جائزہ لیا اس کے اس طرح دیکھنے سے میرب کو کراہیت آئی۔

بڑے بڑے لوگوں سے یاریاں گانٹھ لی ہے تو نے بڑی اونچی جگہ ہاتھ مارا ہے۔۔۔۔

اس کی آواز کی کاٹ فائزہ کو بخوبی محسوس ہوئی کی۔

یہ ہماری فیکٹری میں ورکر ہیں۔۔۔۔

فائزہ نے اٹکتے ہوئے بتایا۔

ایک فیکٹری ورکر کے پاس ڈرائیور کا کیا کام۔۔۔۔

اس کے چہرے کی خباثت پر میرب کانپی۔

مجھے فائزہ سے کام تھا میں اس لیے آئی تھیں۔۔۔۔

اس بار میرب نے حلق تر کرتے ہوئے جواب دیا۔ اسے اس شخص سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

کیا کام تھا بی بی ہمیں بھی تو پتہ چلے۔۔۔۔

اس کی آواز میں لوفرانہ پن اور آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

مجھے اپنے لیے ایک ملازمہ کی ضرورت تھی جو 24 گھنٹے میرے ساتھ رہے۔۔۔۔

اس کے اطمینان سے بولنے پر رشید نے بے ہنگم قہقہہ لگایا۔
اگر یہ 24 گھنٹے ملازمت کرے گی تو میرے بچے کیا اس کا باپ آکر سنبھالے گا۔۔۔

اس کے گھٹیا پن پر میرب نے افسوس سے سر جھکا۔
فائزہ میں چلتی ہوں مجھے کہیں اور بھی جانا ہے۔۔۔
میرب نے کہا اور فائزہ سے ملے بغیر ہی تیزی سے باہر نکل گئی اس گھٹیا آدمی کے سامنے کھڑے ہونے سے کہیں بہتر تھا کہ وہ فائزہ سے فیکٹری میں ملاقات کرتی۔

مجھے صحیح بتا یہ میں یہاں کیوں آئی تھی۔۔۔
قریب پڑی لکڑ اٹھا کر اس نے فائزہ کی ٹانگ پر پوری قوت سے رسید کی فائزہ کی چیخ خاصی بلند تھی جو باہر گلی میں جاتی میرب کے کانوں تک بھی پہنچی تھی۔

اس نے پلٹ کر ایک نظر فائزہ کے گھر کے دروازے پر ڈالی اور دکھ سے دیکھا۔
اسے یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ اندر اس جنگلی انسان نے فائزہ کے ساتھ نہ جانے کیسا سلوک کیا ہوگا۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے اندر جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا لٹا فائزہ کی سانسیں ہی تنگ ہوگی۔

وہ گھر پہنچی تو حلیمہ بیگم اس کی اتری شکل دیکھ کر سمجھ گئی کہ فائزہ سے اس کی ملاقات اچھی نہیں رہی۔ ملازمہ کو آواز دے کر اس کے لئے چائے بنانے کا

کہا۔

یہاں بیٹھو میرے پاس اور مجھے بتاؤ کیا ہوا۔۔۔۔۔
 انہوں نے اس کو بازو سے پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا۔
 میرب نے ایک ایک بات ماں کے گوش گزار کر دی جس پر انہوں نے
 تاسف سے سر جھٹکا۔

بیٹا یہ کہانیاں تو آپ کو گلی محلوں میں تقریباً ہر گھر میں ملیں گی ہر کسی کے
 لیے زندگی پھولوں کی سیج نہیں ہوتی کچھ لوگوں کی زندگی میں اس سیج پر
 کانٹے بھی ہوتے ہیں جن کے ساتھ انہوں نے ساری زندگی گزارنی ہوتی ہے
 چاہے وہ رو کر گزاریں چاہے ہنس کر اب تم فائزہ کو ہی لے لو وہ اس پچاس
 سالہ شخص کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ اس
 کے ماں باپ کے پاس اس کے لیے جگہ نہیں اور ہمارا معاشرہ جوان لڑکی کے
 ساتھ کیا سلوک کرتا ہے اس کی بھی سب کو خبر ہے اب تو نہ لڑکیاں
 دارالامان میں محفوظ ہیں اور نہ ہی ہوسٹلوں میں اسی لئے بیٹا وہ اس چار دیواری
 کے اندر مار کھا کر بھی گزارہ کرتی ہیں۔



میرب فاروق کے کمرے میں مسلسل ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔ فاروق
 آرام سے اسے مارچ کرتا دیکھ رہا تھا۔

بیٹھ جائیں۔۔ اس طرح واک کرنے سے پریشانیوں کا حل نکلتا تو ساری دنیا واک

ہی کرتی ملتی۔۔۔۔

فاروق متبسم لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔

آپ نہیں جانتے فاروق بھائی میں کس قدر پریشان ہوں ! میرا بس نہیں چلتا کہ میں کسی بھی طرح فائزہ کو وہاں سے نکال لو۔۔۔

وہ چہرے سے بہت پریشان نظر آرہی تھی۔

دیکھو گڑیا یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں وہ شادی شدہ ہے اس کے ماں باپ بہن بھائی ہیں ہم اکیلے کچھ نہیں کر سکتے جب تک اس کے ماں باپ راضی نہ ہوں۔۔۔

فاروق نے اسے حقیقت کا آئینہ دکھایا۔

فاروق بھائی ہم ان کے گھر جا کر ان سے بات کر سکتے ہیں انہیں سمجھا سکتے ہیں۔۔۔ اگر انہیں کسی قسم کا کوئی اعتراض ہوا تو ہم ان کا اعتراض دور کرنے کی کوشش کریں گے۔۔۔ کم سے کم فائزہ کو اس جہنم سے آزادی تو مل جائے گی۔۔۔۔

میرب کا انداز اٹل تھا۔ وہ سوچ چکی تھی کہ ہر صورت میں فائزہ کو وہاں سے رہائی دلوانی ہے۔

یہاں پہ کون سا مسئلہ فیثا غورث حل کیا جا رہا ہے۔۔۔

ظہیر اندر داخل ہوا تو فاروق کو گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پوچھا۔ اس کا دھیان میرب پر نہیں گیا جو کمرے کے کونے پر کھڑی کھڑکی سے باہر دیکھ

رہی تھی۔

فاروق بھائی ایک آئیڈیا ہے میرے پاس میرا خیال ہے اس پر کام ہو سکتا ہے

میرب پر جوش انداز میں واپس گھومی۔

یہ فیکٹری ورکر کے کام کا ٹائم ہے تو مس ورکر آپ اس وقت یہاں کیا کر

رہی ہیں۔۔۔

اسے دیکھ کر ظہیر کی زبان میں کھجلی ہوئی۔

میں نے جب چھوڑ دی ہے اس لئے اب میں آپ کی ورکر نہیں سواب آپ

اپنے کام سے کام رکھیے۔۔۔

میرب نے جھنجھلا کر کہا تو ظہیر نے حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فاروق کو

دیکھا۔

اچھا تو آپ نے جب چھوڑ دی ہے بڑی جلدی دل بھر گیا آپ کا اس جب

سے۔۔۔

ظہیر باز نہیں آیا۔

فاروق بھائی آپ ان کو یہاں سے باہر نکالیں مجھے ابھی بات کرنی ہے آپ

سے۔۔۔

میرب جھنجھلا کر فاروق سے مخاطب ہوئی۔

میرا خیال ہے کہ ظہیر کے ہوتے ہوئے یہ بات کر سکتے ہیں ہو سکتا ہے

ظہیر ہماری کوئی ہیلپ کر سکے۔۔۔۔

فاروق نے کہا تو میرب نے ایک نظر اس پر ڈالی اور فوراً نظریں ہٹائیں اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

باقی ساری باتیں چھوڑیں ابھی آپ جو آئیڈیا دینے لگی تھی وہ بتائیں۔۔۔۔
فاروق نے اس کا دھیان اس طرف لگایا۔

فاروق بھائی آپ کو معلوم ہے نہ ہمارے مالی کی بیوی چند ماہ پہلے کینسر سے فوت ہوئی ہے۔۔۔۔ اس کی کوئی اولاد بھی نہیں اس کی عمر چھبیس یا ستائیس سال کے قریب ہے ہمارے پہلے مالی بابا کا بیٹا ہے شکل و صورت کا اچھا خاصا ہے کماؤ لڑکا ہے۔۔۔۔ مالی بابا کے بعد وہ ہمارے پاس ہی کام کر رہا ہے ایف اے تک پڑھا بھی ہے کیوں نہ ہم اس سے بات کریں اگر وہ راضی ہوا تو پھر ہم فائزہ کے والدین سے بات کریں گے۔۔۔۔

میرب نے جوش و خروش سے اپنا آئیڈیا انکے سامنے رکھا۔
زبردست اس سے اچھی تو کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی اگر مالی راضی ہو گیا تو ہم ہر ممکن کوشش کریں گے فائزہ کو وہاں سے نکلوانے کی۔۔۔۔

فاروق نے فوراً اس کی بات کی تائید کی وہ خوشی سے اچھل پڑی۔
بس ٹھیک ہے میں آج ہی جا کر اسے بات کرتی ہوں ہو پھر آپ کو فون کر کے بتا دوں گی۔۔۔۔

وہ ظہیر کو یکسر نظر انداز کیے فاروق سے مخاطب ہوئی۔ ظہیر پوری دلجمعی سے

اس کے تیکھے انداز پر ظہیر نے اس پر ایک نگاہ ڈالی۔
 فاروق بھائی آپ نے چھپا کر غلطی کی۔۔۔ یہ ہماری آزر ہیں ہمیں ان سے تمیز
 کے دائرے میں رہ کر بات کرنی چاہیے اور ہاں سوری چونکہ میں فیکٹری کے
 باہر ان کا ملازم نہیں اس لئے ان کے ساتھ کہیں جانا میری ڈیوٹی میں شامل
 نہیں مجھے راونڈ لینا ہے میں چلتا ہوں۔۔۔۔۔

ظہیر کھڑا ہوتے سنجیدگی سے بولا اور ان دونوں کے کوئی بھی بات کرنے سے
 پہلے ہی باہر نکل گیا۔
 انہیں کیا ہوا۔۔۔۔۔

اس کے یوں چلے جانے پر میرب نے اچنبھے سے کہا۔
 اس کو چھوڑو آپ پہلے فائزہ سے بات کر لو یہ نہ ہو آپ باقی سب سے بات
 کر لو۔۔۔۔۔ اور وہ راضی نہ ہوں۔۔۔۔۔

فاروق نے اس کا دھیان فائزہ کی طرف لگایا تو وہ سر ہلاتی کھڑی ہو گئی۔
 اوکے۔۔۔ میں ابھی فائزہ سے بات کر لیتی ہوں دیکھتی ہوں وہ کیا کہتی ہے اس
 بارے میں۔۔۔۔۔

وہ فوراً سیٹ سے کھڑی ہوئی اور فاروق کو بتا کر باہر نکل آئی اس کا بس نہیں
 چل رہا تھا کہ وہ آج ہی سارا معاملہ حل کر لے۔
 وہ پیکنگ حال میں آئی تو فائزہ سر جھکائے کام میں مصروف تھی۔
 فائزہ باہر آؤ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔

میرب نے اس کے قریب آ کر آہستگی سے کہا۔
 فائزہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور کام وہی چھوڑ کر اس کے پیچھے چلنے لگی۔
 دیکھو یہ ہوتی ہے یاری لگانے والوں کی موج۔۔۔ ہم سے تو ساری زندگی ایسے
 کام نہیں ہوئے اس کو دیکھو ذرا جمعہ جمعہ آٹھ دن نہیں ہوئے یہاں آئے
 ہوئے کیسے پوری فیکٹری میں دندناتی پھرتی ہے۔۔۔۔۔
 دوسرے گروپ کی عورتیں جن میں زیادہ تعداد بڑی عمر کی عورتوں کی تھی بلا
 جھجک اس کی ذات پر الزامات کی بوچھاڑ کرنے میں مصروف تھی۔
 میرب کا چہرہ چند لمحوں میں ہی خون چھلکانے لگا۔
 کس کو تکلیف ہے میرے سامنے آ کر بات کرے۔۔۔۔
 میرب وہی سے پلٹ کر ان کے قریب آئی اور غصے سے بولی۔
 بی بی سچی بات ہمیشہ کڑوی لگتی ہے ! میں نے جو بولا ہے مجھے اس پر کوئی
 شرمندگی نہیں۔۔۔۔۔
 چالیس پینتالیس سالہ وہ عورت دیکھنے میں خاصی خراٹ لگتی تھی۔
 اچھا ! تو آپ کا خیال ہے کہ آپ سچی بات کر رہی ہیں پھر بتانا پسند کریں
 گی کہ یہ سچی بات آپ کو کیسے سچی لگتی ہے۔۔۔
 میرب نہایت اطمینان سے دونوں بازو بن کر اس کے سامنے جا کر کھڑی
 ہوئی۔
 لو دیکھو اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو ! کیسے میرے منہ کو آرہی ہے ! اس ہال

کی ایک عورت جانتی ہے کہ اس نئے سپروائزر کی نظر کرم آج کل کس پر ہے۔۔۔

رضیہ نامی وہ عورت بلا جھجک اونچی آواز میں بولی۔

مجھے نہیں معلوم! میں آپ کے منہ سے سننا چاہتی ہوں! مجھے بھی تو پتہ چلے کہ آپ کے ذہن میں کون سا کیڑا کلبلا رہا ہے۔۔۔

میرب نے انتہائی سکون سے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

حد ہے بی بی تمہاری دلیری کی سب کچھ جانتے بوجھتے ہمارے منہ سے کہلوانا چاہتی ہوں! یقیناً تمہارا ارادہ اس لڑکے کو بلیک میل کر کے شادی کرنے کا ہوگا۔۔۔۔۔ یہاں سے جا کر تم اس کو رو کر ساری بات بتاؤں گی اور تمہاری کوشش ہوگی کہ اپنی اپنی عزت کا واسطہ دے کر اسے شادی کے لیے مجبور کرو۔۔۔

اس کی زبان فراٹے بھر رہی تھی۔

خدا کے لئے آپا رحم کریں! یہ آپ کس قسم کی باتیں کر رہی ہیں آپ کو خدا کا خوف نہیں کسی پر بہتان باندھنا اتنا بڑا گناہ ہے۔۔۔۔

فائزہ دونوں ہاتھ جوڑ کر رضیہ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

تم تو اس کی چچی بنو گی ابھی تک آخر تمہیں بغل میں دبائے پھر رہی ہے۔۔۔۔۔

رضیہ نے برا سا منہ بنا کر فائزہ سے کہا۔

یہ کیا تماشہ لگایا ہوا ہے آپ سب نے۔۔ میں پہلے بھی آپ کو دو بار وارن کر چکا ہوں مگر آپ کے دماغ میں میری بات نہیں بیٹھی آج آپ نے ساری حد کراس کر لی ہے یہ جو لڑکی آپ کے سامنے کھڑی ہے ہے اور آپ اس پر کیچڑ اچھال رہی ہیں یہ اس فیکٹری کی مالک ہے۔۔۔۔۔

میں آپ کو ابھی اور اسی وقت فارغ کرتا ہوں کل آ کر اپنا حساب کتاب کلرک سے لے لیجئے گا۔

ظہیر ایک دم اندر آیا اور غصے سے دھاڑا۔

ایک سیکنڈ سے بھی پہلے سب عورتیں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئیں۔

مجھے معاف کر دیں صاحب مجھے نہیں پتا تھا اگر آپ مجھے نوکری سے نکال دیں گے تو میں اپنے بچوں کا پیٹ کیسے پالوں گی۔۔۔

وہ گڑگڑانے لگ گئی مگر ظہیر نے اس کو درشتگی سے باہر جانے کا حکم دیا۔ اس دوران میرب خاموشی سے کھڑی اس کو سن رہی تھی اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ عورتیں ایک معمولی سی بات کو پکڑ کر کس طرح اس کا ہتنگڑ بناتی ہیں۔

بی بی میں آپ کے پاؤں پڑتی ہوں مجھے نوکری سے نہ نکالے میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میں بیوہ ہو کس طرح ان کو پالوں گی۔۔۔

وہ میرب کے پیروں میں بیٹھ گئی۔

مجھے سمجھ نہیں آتی ایک بیوہ ہو کر چھوٹے چھوٹے بچوں کی ماں ہو کر آپ کی زبان کس قدر گندی ہے آپ کو ایک بار بھی اپنے بولے گئے الفاظ پر

شرمندگی نہیں مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میری فیکٹری میں اس قدر گھٹیا ذہنیت کی عورتیں کام کرتی ہیں۔ میرا بس نہیں چل رہا کہ میں آپ سب کو اسی وقت فارغ کر دوں تاکہ میری فیکٹری میں سے گندگی کا صفایا ہو جائے مگر میں ایسا کرو گی نہیں کیوں کہ میں اللہ سے بہت ڈرتی ہوں میں کون ہوتی ہوں کسی کا رزق چھیننے والی۔۔۔۔۔ آج کے بعد اس فیکٹری کے کونے کونے میں کیمرے لگیں گے ایک ایک بات ریکارڈ ہوگی اگر مجھے کسی بھی قسم کی کوئی شکایت موصول ہوئی تو اس کا اس فیکٹری میں آخری دن ہوگا۔۔۔۔۔ ظہیر صاحب ایک دو دن کے اندر اندر مجھے ہر ہال میں کیمرے نصب

چاہیے۔۔۔۔۔ بات کرتے ہوئے میرب کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔۔۔۔۔ جی میم میں پوری کوشش کروں گا دو دن میں سارا کام ہو جائے۔۔۔۔۔ ظہیر نے کہا تو میرب نے سر ہلایا اور فائزہ کا ہاتھ پکڑ کر ہال سے باہر نکل گئی فائزہ ششدر سے اس کے ساتھ گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ فیکٹری کی مالک اس کے ساتھ ہے۔۔۔۔۔ پلیز میں آپ میرا ہاتھ چھوڑ دیں میں آپ کے ساتھ چل رہی ہو۔۔۔۔۔ فائزہ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

چپ کر کے میرے ساتھ چلو ورنہ یہیں پہنچیں بھی ایک دو سنا دوں گی ویسے بھی مجھے صحیح طرح غصہ اتارنے کا موقع نہیں ملا یہ نہ ہو کہ سارا غصہ

تم پر نکل جائے۔۔۔۔۔

میرب عادت کے برخلاف غصے میں بولی۔

فائزہ اس کے ساتھ تقریباً دوڑ رہی تھی وہ اسے لئے کینیٹین میں پہنچی۔

پہلے بتاؤ صبح ناشتہ کیا تھا یا نہیں پھر دوسری بات کریں گے۔۔۔

میرب نے پوچھا تو اس نے ڈرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا چاہ کر بھی وہنہ میں سر نہیں ہلا سکی کل رات سے اس کے پیٹ میں سوائے پانی کے کچھ نہیں گیا تھا

میرب نے چھوٹے کو بلا کر ناشتے کا آرڈر دیا اور اپنے لئے چائے منگوائی۔

ظہیر فاروق کے کمرے میں غصے سے تلملا رہا تھا وہ ساری بات فاروق کے گوش گزار کر چکا تھا ظہیر کو رہ رہ کر شرمندگی ہو رہی تھی کہ کس طرح اس کی ذات کو میرب کے ساتھ نتھنی کر کے نشانہ بنایا گیا تھا۔



کیسی تیاری جا رہی ہے تمہاری کم سے کم بھی پندرہ دن کے لئے آنا ایک ہفتہ گزرنے کا تو پتہ بھی نہیں چلتا۔۔۔

فاطمہ ماہم سے محو گفتگو تھی اس وقت سب سب آرام کر رہے تھے وہ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی کی آواز بند کیے ماہم سے بات کرنے میں مصروف تھی۔

ہاں تقریباً پندرہ دن پہنچ جاتے ہیں چھٹی ابھی بہت مشکل سے ملی ہے پاپا نے ٹکٹ کروا دیے ہیں بس ہم تینوں اپنی شاپنگ مکمل کرنے میں مصروف ہیں

کالج سے واپسی پر مارکیٹ جانے کا ٹائم بہت کم ہوتا ہے اس لیے ابھی شاپنگ مکمل نہیں ہوئی کوئی تم بتاؤ تمہارے لیے یہاں سے کیا لے کر آؤ۔۔۔

ماہم نے پہلے اسے اپنی شاپنگ کی تفصیلات سنائی اور پھر اس سے پوچھا فاطمہ نے فوراً ہی انکار کر دیا۔

تم خود آ رہی ہوں میرے لیے تو یہ ہی سب سے بڑا گفٹ ہے اور کوئی تردد کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔

فاطمہ نے اسے نرمی سے سمجھایا۔

تم تو رہنے ہی دو میں خود ہی تم سب کے لئے یہاں سے اپنی پسند کے گفٹ لے کر آؤں گی پوچھنے پر تو تم لوگوں نے شرما شرمی انکار ہی کرنا ہے یہ نہیں سوچتی کہ دوست ہے تو کچھ نہ کچھ اس سے منگوا لیں بس مروت میں صاف انکار کر دیا۔۔۔

ماہم روٹھے بچے کی طرح بولیں تو فاطمہ اس کی بات سن کر ہنسنے لگ گئی۔ فاطمہ نے بات کرتے ہوئے اندر آتے عفان کو دیکھ کر ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں ویڈیو آن کر کے موبائل کا رخ عفان کی طرف کیا۔

جلدی سے اپنی ویڈیو آن کرو تمہیں کچھ دکھانا ہے۔۔۔

فاطمہ کے جلدی مچانے پر ماہم نے ویڈیو کال ان کی تو سکرین پر پر عفان کا چہرہ واضح نظر آنے لگا اس کا دل اسے روبرو دیکھ کر زور زور سے دھڑکا اسی وقت پیچھے سے سبحان اور شعبان نے جھانک کر اس کے موبائل میں

دیکھا۔

او مائی گاڈ کہیں یہ ہمارے پیارے بہنوئی صاحب تو نہیں۔۔۔۔۔
دونوں نے اونچی آواز میں کہا ماہم کو لگا کے فاطمہ کے ساتھ عفان نے بھی
سن لیا ہوگا مگر جب فاطمہ نے میسج کیا کہ اس کا موبائل سائلیٹ پر ہے ہے
تو اس کی سانس میں سانس آئی۔

قسم سے آپی بہت ہینڈسم بندہ ہے۔۔۔۔۔

شعبان کی نظر ابھی بھی سکرین پر تھی جہاں عفان اب اخبار دیکھنے میں
مصروف تھا ماہم نے ہاتھ پر اپنی تھوڑی ٹکا کر دیر تک آرام سے اس کا جائزہ
لیا بیمار رہنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کے نیچے ہلکے واضح نظر آرہے تھے۔
پہلے سے کافی کمزور لگ رہا تھا۔

فاطمہ نے چند منٹ مزید ویڈیو دکھائی اور پھر خدا حافظ کا میسج کر کے کال
ڈراپ کر دی ماہم کا دل سرشار ہو گیا اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اتنے دنوں
بعد اس نے دوبارہ عفان کی شکل دیکھی ہے۔



فائزہ ایک بات کا مجھے ٹھیک سے جواب دینا تمہارے پاس سمجھ لو آخری چانس
ہے۔۔۔۔۔

اس کے ناشتہ ختم کرنے کے بعد میرب نے اس سے کہا تو اس نے چونک کر
میرب کو دیکھا۔

میڈم مجھے آپ کی بات کی سمجھ نہیں آرہی آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔۔۔۔۔
 اس کے لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔
 تمہیں سمجھ آ جائے گا پہلے تم مجھے بتاؤ کہ اگر تمہیں رشید سے چھٹکارا پانے کا
 کوئی سبب ملے تو کیا تم اسے چھوڑنا چاہو گی۔۔۔
 میرب کے سوال پر اس نے حیرت سے میرب کو دیکھا۔
 آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں شادی شدہ عورت کب اپنے شوہر کا گھر چھوڑتی
 ہے۔۔۔

اس کی آواز میں فکر مندی تھی میرب کا دل چاہا کھینچ کر ایک اسے لگائے تاکہ
 اس کی عقل ٹھکانے آ جائے۔
 تم صرف مجھے یہ بتاؤ کہ تم رشید کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں یا نہیں۔
 ماہم نے اس بار ذرا غصے سے پوچھا تو فائزہ اضطرابی کیفیت میں اپنی انگلیاں
 مروڑنے لگ گئی۔

میم بات یہ ہے کہ میں ایسی بات سوچوں ہی کیوں جس کا وجود میں آنا ہی
 ناممکن سی بات ہے۔۔۔
 فائزہ کے لہجے سے ناامیدی چھلکی۔

تم بس اس ظلم کے خلاف قدم اٹھاؤ۔۔۔۔۔ تمہیں اس دلدل سے نکالنے والا
 ہاتھ میرا ہوگا۔ میں نہ صرف تمہیں رشید سے چھٹکارا دلواؤ گی بلکہ عدت کا
 وقت تم میرے پاس گزارو گی اس کے بعد تمہاری اچھی سی جگہ پر شادی

آئی تھی ایک ڈر سا اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔ وہ کوئی خواب نہیں دیکھنا چاہتی تھی کیوں کہ خوابوں کے ٹوٹنے پر زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں۔۔۔۔۔ میری ہمت بھی اب جواب دے گئی ہے کئی بار تو سوچا اپنے آپ کو افیت ناک زندگی سے آزادی دلوا دو مگر پھر اللہ کا حکم یاد آتا تو اپنی سوچوں پر بند باندھ لیتی۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے حرام موت کو ناپسند کیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ بندی نہیں بننا چاہتی تھی کبھی سوچتی کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کہیں بھاگ جاؤ۔۔۔ جب خیال آتا کہ باہر کی دنیا اس سے بھی زیادہ ظالم ہے تو اپنے قدموں کو روک لیتی اگر اللہ کوئی سبیل میرے لیے پیدا کر رہا ہے تو میں ایک کوشش اپنے لیے ضرور کروں گی۔۔۔

فائزہ نے پختہ عزم سے کہا تو میرب کو اس کے قدم بڑھانے سے دلی خوشی ہوئی۔

تو پھر طے ہوا میں آج ہی شام کو تمہیں ساتھ لے کر تمہارے والدین کے گھر جاؤں گی۔۔۔

میرب نے پر جوش ہو کر کہا۔

میم اتنی جلد بازی اچھی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔

پچھے کھڑے ظہیر نے کہا تو میرب نے جھٹکے سے پیچھے دیکھا اس کا چہرہ سرخ ہوا شاید کچھ دیر پہلے ہونے والے باتوں کا اثر تھا۔

پہلے مجھے اس کے شوہر کے بارے میں معلومات لینے دیں تاکہ پتہ چل سکے

ایسا کرو واپس جاؤ اور اپنا کام مکمل کرو اور تمہارے پاس فون ہے۔۔۔۔۔
کچھ سوچ کر میرب نے فائزہ سے سوال کیا۔

نہیں میڈم۔ فون تو نہیں۔۔۔۔۔

فائزہ نے شرمندگی سے جواب دیا۔

میم آپ فون کا جھنجھٹ رہنے دیں۔۔۔۔۔ اسے فیکٹری سے ہی ساتھ لے
جائیں گے۔۔۔

ظہیر نے اسے ٹوکا۔

یہ بھی ٹھیک آئیڈیا ہے۔۔۔۔۔

میرب نے فائزہ کو واپس ہال میں بھیجا اور خود بھی کھڑی ہو گئی۔

ایم سوری آج آپ کو بہت فضول باتیں سنیں پڑ گئی میری وجہ سے میں بہت
شرمندہ ہوں۔۔۔۔۔

ظہیر پھولوں کی کیاری پر نظر جمائے سنجیدگی سے بولا تو میرب نے ایک نظر
اس کو دیکھا ایک بے نیازی تھی اس کے چہرے پر۔

اگر میں کہوں کہ مجھے ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو آپ کیا کہیں
گے۔۔۔۔۔

پھر میں یہی کہوں گا کہ بہت اچھی بات ہے لوگوں کی فضول باتوں کو سر پر
سوار نہیں کرنا چاہیے لوگوں کی عادت ہوتی ہے پر کا کوا بنانے کی لیکن ایسے
لوگوں کو سبق ضرور سکھانا چاہیے اس لیے میں نے رضیہ کو پندرہ بغیر تنخواہ

کہ میں نے ان کو وقفے وقفے سے زبردست پیسے دیے تھے اور انہوں نے مجھے کہا تھا کہ یہ ان پر قرض ہے یہاں آنے سے ایک دن پہلے عفان نے بتایا تھا کہ ان کی کمیٹی جیسے ہی نکلے گی وہ پیسے میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا دیں گے۔۔۔ یقیناً پاپا یہ وہی پیسے ہوں گے۔۔۔

ماہم نے ان کو بتایا تو شہباز صاحب کو واقعی حیرت ہوئی۔ آج کے زمانے میں ایسے لوگ کہاں ملتے تھے جو اس طرح اپنی زبان کا پاس رکھتے اب تو انہیں یقین ہو گیا کہ عفان کے متعلق ان کی رائے غلط نہیں عفان واقعی ایک ہیرا لڑکا تھا۔

بیٹا! یہ تو اچھی بات ہے مجھے عفان کے اس اقدام سے بہت خوشی ہوئی ہے۔۔۔ اس نے اپنا کہا پورا کیا۔۔۔

انہوں نے کہا تو ماہم نے مسکرا کر اپنے والد کو دیکھا جو دل و جان سے عفان کو پسند کرنے لگے تھے۔

یہی حال اس کی والدہ کا بھی تھا فاطمہ نے چند دن پہلے عفان کی تصویریں اسے وٹس ایپ کی تھیں جو منزہ بیگم کو بہت پسند آئی تھیں اور وہ بھی چاہتی تھی کہ یہ رشتہ برقرار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی بیٹی کا نصیب اگر ایسے ہی اس شخص سے جوڑا تھا تو وہ اس رشتے پر دل و جان سے راضی تھے ان کے نزدیک اسٹیٹس کوئی معنی نہیں رکھتا تھا وہ تو جدی پشتی امیر تھے لیکن ایسے انسان جو اپنے زور بازو پر آگے

بڑھے وہ انہیں بہت پسند تھے اور عفان ان میں سے ایک تھا۔
پیٹا آپ نے اپنی شاپنگ مکمل کر لیں اگر کچھ اور لینا ہے تو ماما کے ساتھ جا کر
لے آئیں سٹرڈے کی نائٹ آپ تینوں کی فلائٹ ہے۔۔۔۔

شہباز صاحب نے کہا تو ماہم خوشی سے اچھلی اور اندر دوڑی تاکہ سبحان اور
شعبان کو بتا سکے وہ دونوں بھی پاکستان جانے کے لئے بے تاب تھے۔



میرب ماں کے ساتھ مل کر ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھی نوکر چاکر ہونے
کے باوجود حلیمہ بیگم اپنے ہاتھوں سے کام کرنا زیادہ پسند کرتی تھیں کھانا شروع
سے وہ خود بناتی آئی تھیں۔ ملازمہ صرف ان کی بیماری میں کھانا بناتی۔ انہوں
نے میرب اور ایشل دونوں کو اپنی نگرانی میں کوکنگ سکھائی تھی۔
جاؤ آپ سب کو کھانے کے لئے بلا کر لاؤ۔۔۔۔

ڈائننگ ٹیبل پر برتن مکمل ہوئے تو انہوں نے میرب کو بھیجا کچھ ہی دیر میں
سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔

پاپا مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔۔۔

ابھی سب نے کھانا شروع نہیں کیا تھا کہ میرا بول پڑی۔

میرب خاموشی سے پہلے کھانا کھاؤ اس کے بعد بات کرنا کھانا ٹھنڈا ہو گیا تو
کھانے کا مزا نہیں آئے گا۔۔۔

حلیمہ بیگم نے اس کو ٹوکا تو اثبات میں سر ہلاتی کھانا نکالنے لگی۔

کھانا کھانے کے بعد محسن صاحب نے اس کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور انیق برتن اکٹھے کرنے لگ گئے۔

جی بیٹا بتائیے کیا بات کرنی تھی آپ نے۔۔۔

صوفے پر بیٹھتے ہوئے انہوں نے میرب کو بھی اپنے پاس بٹھا۔

میرب نے فائزہ کے متعلق ساری بات بتائی اور پھر ان سے مدد مانگی۔ محسن صاحب نے بغور اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھا جہاں ایک عزم تھا انہیں اپنی انہیں اپنی بیٹی پر فخر محسوس ہوا جو دوسروں کے لیے اپنے دل میں درد محسوس کرتی تھی۔

آپ کو مجھ سے کس قسم کی مدد چاہیے۔۔۔

انہوں نے استفسار کیا۔

پاپا آپ انکل اکرام کو فون کریں اور ان سے کہیں کہ اس علاقے کے ایس ایچ او کو لیڈی پولیس کے ساتھ ساتھ ہمارے میرے پاس بھیجیں ہم ان کو لے کر وہاں جائیں گے۔۔۔

میرب نے کہا تو انہوں نے چند لمحے پہلے سوچا اور پھر ہاں میں سر ہلا دیا۔ کب چاہیے آپ کو پولیس۔۔۔ انہوں نے سوچتے ہوئے پوچھا تو میرب نے بتایا کہ پہلے وہ فائزہ کے والدین سے بات کرے گی۔

پاپا پلیز آپ ڈرائیورس کے پیپر بھی بنوا دیں مجھے۔۔۔ کیوں کہ میں چاہتی ہوں کہ ہم ایک ہی دن میں یہ سارا کام مکمل کر لیں وہ آبادی ایسی نہیں کہ ہم

وہاں روز روز جائیں۔۔۔۔

میرب نے کہا تو انہوں نے اسی وقت اپنا موبائل نکالا اور اپنے وکیل سے بات کر کے اسے پیپرز تیار کرنے کا کہا وکیل نے ان سے ایک دن کا وقت مانگا۔
پیٹا وکیل سے بات ہو گئی ہے وہ پیپرز پرسوں صبح صبح نو بجے دیں گے۔۔۔
محسن صاحب نے اسے آگاہ کیا تو میرب کو خوشی ہوئی کہ اس کا کام شروع ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے پاپا میرا ارادہ کل فائزہ کے والدین کی طرف جانے کا ہے تاکہ مجھے آئیڈیا ہو کہ وہ اس ساری سچویشن پر کیسا رد عمل دیں گے۔۔ میرب کی بات پر انہوں نے تائید میں سر ہلایا۔
پیٹا اکیلے جانے کی غلطی نہیں کرنا پہلے فاروق سے بات کر لینا۔۔۔
انہوں نے اسے ٹوکا تو اس نے فاروق بھائی سے ہوئی بات ان کے گوش گزار کر دی جس پر وہ مطمئن ہو گئے۔

میری دو تین بار اس بچے سے ملاقات ہوئی ہے اچھا سلجھا ہوا لڑکا ہے۔۔۔
محسن صاحب نے ظہیر کی تعریف کی تو میرب کو نہ جانے کیوں اتنی خوشی ہوئی۔



عفان بھائی اب آپ بھی تیاری پکڑ لیں اس بار انشاء اللہ میں آپ کے لیے بھی دلہن ڈھونڈوں گی اور میں کوئی انکار نہیں سنوں گی۔۔۔

فاطمہ نے لاڈ سے کہا تو عفان کا دل زور سے دھڑکا۔ ماہم کا سراپا اس کی نگاہوں میں جھلملایا۔

بیٹا آپ بول رہی ہیں کہ میں فلحال کسی کے نکاح میں ہو۔۔۔۔۔
عفان نے اسے یاد دلانا چاہا۔۔۔

جانتی ہوں میں اچھی طرح۔۔ آپ کو کون سا وہ پسند تھی وہ بات تو ختم ہو چکی ہے وہ یہاں سے جا چکی ہے اب آپ کا بھی حق ہے کہ آپ آگے بڑھیں۔۔۔۔۔

فاطمہ کی بات پر اسے لگا جیسے اس کا دل ٹوٹ کر بکھرا ہوں۔

پلیز فاطمہ میں ابھی ایسا کچھ نہیں چاہتا۔۔۔۔۔

عفان نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

بھائی ایسا کب تک چلے گا آپ کے تینوں دوست شادی شدہ ہو جائے گے ان میں ایک آپ ہی غیر شادی شدہ رہ جائیں گے۔۔۔۔۔

فاطمہ خفگی سے بولی تو عفان نے ایک نظر بہن کے غصیلے چہرے پر ڈالی۔ وہ اسے نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ کسی اور کے متعلق نہیں سوچنا چاہتا اس کی سوچوں کا محور تو ایک ہی لڑکی تھی جس نے اس کی راتوں کی نیند اڑا دی تھی۔

اس نے اللہ سے مدد مانگی تھی اور اسے یقین تھا کہ اللہ اس کے حق میں جو بھی کرے گا بہتر کرے گا اسی لیے وہ مکمل خاموشی اختیار کیے ہوئے تھا۔

فاطمہ چند لمحے عفان کو گھورتی رہی مگر اس کے چہرے سے کچھ بھی اخذ نہیں

کر پائی اتنا تو وہ جان گئی تھی کہ کچھ ہے جس کی پردہ داری ہے اور یہ پردہ وہ ماہم کے آنے پر اٹھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

گیٹ پر بیل کی آواز پر عفان اپنی سوچوں سے باہر نکلا اور ڈھیلے قدموں سے گیٹ کی جانب چلنے لگا مراد ظہیر اور کبیر کے ساتھ باہر گیا ہوا تھا۔

گیٹ کھولنے پر اپنے سامنے موجود انسان کو پہچاننے میں اسے چند لمحے لگے اور جب پہچان کی منزل طے ہوئی تو وہ ششدر رہ گیا۔

وہ اپنے سامنے کھڑے بھائی کو دیکھتا رہ گیا جو ان پانچ سالوں میں یکسر بدل چکا تھا ریان نے آگے بڑھ کر اسے باں ہوں میں بھینچ لیا پانچ سالوں کی دوری وہ اسی لمحے مٹانا چاہتا تھا۔

بھائی کے گلے لگے عفان کے آنسو بہنے لگے۔ ریان کا حال بھی اس سے مختلف نہیں تھا۔ وہ سیدھا گاؤں پہنچا تھا جہاں پر اسے اپنے ماں کے انتقال کی دلسوز خبر ملی۔ ماں کی قبر سے ہو کر وہ واپس آیا اور قمر کو ساتھ لیے عفان سے ملنے کے لیے نکل آیا۔ قمر سامان اندر لے کر جا چکا تھا۔ کتنے ہی لمحے دونوں بھائی ایک دوسرے کے گلے لگے اپنے سینوں میں ٹھنڈک اترتی محسوس کرتے رہے۔

بھائی جان۔۔۔ کیا اب یہیں پر کھڑے رہنے کا ارادہ ہے یا اندر بھی چلیں گے۔۔۔

جب کافی دیر تک دونوں اندر نہیں آئے تو فاطمہ خود ہی باہر نکل آئی۔ ریان نے پیچھے ہو کر آنے والی لڑکی پر نظر ڈالی اور سیکنڈوں میں پہچان گیا اور آگے

بڑھ کر بہت محبت سے اس نے فاطمہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اسے اپنی اس منہ بولی بہن سے بہت محبت تھی۔

فاطمہ نے پہلے ان دونوں کو فریش ہونے کے لیے بھیجا اور ساتھ ہی کبیر کو فون کر کے باہر سے کھانا لانے کے لئے کہا کیونکہ رات کے نو بج رہے تھے گھر میں کھانا بنانے میں کافی ٹائم لگ جاتا۔

ریان فریش ہو کر باہر آیا تو عفان وہی بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔
بھائی پانچ سالوں میں آپ بہت بدل گئے ہیں نہیں میں تو کتنی دیر آپ کو پہچان نہیں پایا۔۔۔۔

عفان نے بہت محبت سے اپنے بھائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔
میری جان بدل تو تم بھی گئے ہو تمہاری وہ شوخی شرارت سے بھری آنکھیں سب بدل گیا ہے اتنے سنجیدہ کیوں ہو گئے ہو۔۔۔۔

اس کے قریب بیٹھ کے کندھے پر بازو پھیلا کر بہت محبت سے اس نے چھوٹے بھائی سے پوچھا۔

پہلے آپ چلے گئے اور پھر امی جان اکیلا چھوڑ گئی۔۔۔۔ میں کس کے لیے ہنستا مسکراتا یہ جو تھوڑی سی مسکراہٹ آپ کو میرے چہرے پر نظر آرہی ہے یہ فاطمہ اور باقی سب کا کمال ہے جنہوں نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔۔۔

عفان کے دل میں ان سب کے لیے شدید محبت تھی جو اس کے لفظوں سے بھی جھلک رہی تھی۔

میں جانتا ہوں ہماری بہن اور تمہارے یہ سارے دوست واقعی دوست کہلانے کے قابل ہیں۔۔۔۔

ان کے لہجے میں سب کے لئے فخر تھا کچھ ہی دیر میں باقی تینوں نے ہلہ بول دیا۔

ریان ان سے دو سال بڑا تھا تھا اس لئے ان کے درمیان بے تکلفی کی کوئی حد نہیں تھی۔

کھانا کھانے کے بعد سب لانچ میں اکٹھے ہو کر بیٹھ گئے۔ سب کو ہی جلدی تھی کہ ریان اپنے اوپر بیتی داستان ان کو سنائے۔ قمر نے فاطمہ کے ساتھ مل کر سارے برتن دھلوائے۔ فاطمہ نے ساتھ ہی چائے بھی تیار ہونے کے لئے رکھ دی۔ چائے تیار کر کے کپوں میں ڈال کر رکھی تو قمر نے کپ ٹرے میں رکھے اور اٹھا کر باہر نکل گیا فاطمہ نے چائے کی کیتلی دھو کر رکھیں اور کچن کی لائٹ آف کرتی باہر نکل آئی۔

چلئے بھائی اب جلدی سے بتائیے ذرا کیسے گزرے آپ کے یہ پانچ سال۔۔۔۔ فاطمہ نے بیٹھتے ہی کہا ہاں تو ریان اس کی بے تابی پر ہنسنے لگا۔

میں جس ایجنٹ کے تھرو گیا تھا۔۔۔ شکر ہے اللہ کا وہ مجھے صحیح طریقے سے لے کر گیا۔ وہاں جا کر اس نے دو ہی دن میں میری پیپر میرج کروا دی شاید میری ماں کی دعائیں میرے ساتھ تھی اس لئے مجھے کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا ورنہ میں نے کئی پاکستانیوں کو وہاں پر ایک وقت کی روٹی کے لیے بھی

ہے۔

عفان نے بتاتے ہوئے ساتھ ہی تصویر بھی موبائل سے نکال کر ان سب کے سامنے کی۔ کیوٹ سا بچہ دیکھنے میں بالکل انگریز لگتا تھا اس کے نقش ریان سے بہت ملتے تھے مگر اس نے بالوں کا رنگ اپنی ماں سے چرایا تھا۔

بھائی آپ نے کتنی غلطی کی ہے آپ بھابھی کو بھی لے آتے۔۔۔۔۔

عفان نے کہا تو ریان نے اپنے بھائی کو دیکھا جس کو بہت بے تاب تھی۔

میں کل ہی تمہاری بھابھی کو فون کر دوں گا وہ مراد کی شادی سے پہلے آجائیں

گے۔ تمہاری بھابھی نے تمہارے لئے اسپانسر بھی بھیجا ہے اور مجھے سختی سے

تاکید کی تھی کہ میں آتے ہوئے تمہیں ساتھ ہی لے کر آؤ اسے بہت شوق

ہے تم سے ملنے کا۔۔۔۔۔

ریان نے کہا تو عفان نے حیرت سے بھائی کو دیکھا۔

میں تو پاکستان چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ۔۔۔۔۔

اس نے فوراً ہی انکار کیا۔

پاکستان چھوڑنے کا کون کہہ رہا ہے کچھ عرصہ وہاں رہ کر کماؤ۔۔۔۔۔ کم سے کم

اتنا کہ پاکستان میں اپنا کوئی کاروبار شروع کر سکوں۔۔۔۔۔ میرا بھی یہی ارادہ ہے

مگر تمہاری بھابھی چاہتی ہیں کہ ہم آسٹریلیا ہی رہیں اور میں اس کی بات کا

احترام کرتے ہوئے فی الحال آسٹریلیا میں ہی ہوں۔۔۔۔۔ اس کا کہنا ہے کہ ہم اپنا

گاؤں والا گھر دوبارہ سے تعمیر کروا کر ہر سال کچھ ٹائم پاکستان میں گزارا کریں

گے تاکہ پاکستان سے ہمارا رشتہ برقرار رہے اور ہمارے بچوں کو بھی معلوم ہو کہ ان کی اصل جڑیں یہی پر ہے۔۔۔

ریان کے بات سن کر عفان کو دلی خوشی ہوئی۔

امی جان اپنی آخری سانس تک آپ کے لیے دعائیں ہی کرتی رہیں وہ بہت یاد کرتی تھی آپ کو۔۔۔

عفان نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

میں بھی بہت یاد کرتا تھا امی جان کو میں نے انہیں خواب میں کئی بار دیکھا۔ وہ مسکراتے ہوئے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر میرے ماتھے پر بوسہ دیتی اور خوش رہنے کی دعا دے کر چلی جاتی۔ پھر ایک رات میں نے ان کو خواب میں کفن پہنے دیکھا اس وقت بھی ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ میرے پاس کسی کا نمبر نہیں تھا میں نے وہاں کے اسلامی سینٹر سے خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے مجھے کہا کہ ہو سکتا ہے آپ کی والدہ اس دنیا سے چلی گئی ہو یہ آپ کے لئے اشارہ ہو میرا دل نہیں مانتا تھا۔۔۔ میں نے ان کو خواب میں کئی بار بار سرسبز و شاداب جگہوں پر دیکھا تو میرا دل مطمئن ہو گیا۔۔۔

ریان نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں ان سب کو بتایا۔

میں نے بھی امی جان کو کئی بار ایسی جگہوں پر دیکھا ہے ہر بار خواب میں وہ مجھے مسکراتی ہوئی ملیں۔۔۔

عفان نے بھی کہا تو تو دونوں بھائیوں نے مسکرا کر ایک دوسرے کو محبت

سے دیکھا۔



ظہیر نے فیکٹری آکر سب سے پہلے فاروق کو ریان کے آنے کا بتایا اور پچھلے
ٹائم شمینہ آپنی کو گھر لانے کا کہا جس پر فاروق نے حامی بھر لی۔
السلام علیکم۔۔۔

میرب نے آفس میں داخل ہو کر اونچی آواز میں سلام کیا جس پر دونوں نے
ہی اونچی آواز میں اسے جواب دیا۔
فاروق بھائی۔۔۔ یہ رہے ڈرائیورس پیپرز۔۔۔

میرب نے پیپرز فاروق کے سامنے کیے فاروق کو حیرانگی ہوئی اسے یقین نہیں
آ رہا تھا کہ میرب یہ سب اتنی جلدی شروع کر دے گی۔
اب آپ اپنا قابل بندہ میرے ساتھ بھیج دیں کیوں کہ میرا ارادہ فائزہ کہ
والدین کی طرف جانے کا ہے اور میں فائزہ کو بھی ساتھ ہی لے کر جاؤں
گی۔۔۔۔

میرب نے کہا تو فاروق نے مسکراتے ہوئے ظہیر کی طرف دیکھا۔
ظہیر سے قابل بندہ فل وقت میرے پاس میسر نہیں آپ کو اسی کے ساتھ
گزارا کرنا پڑے گا۔۔۔۔

فاروق نے شرارتی لہجہ اپنایا۔
اگر یہ آپ کا قابل بندہ ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ان کو ساتھ لے کر

میرب کے شاہانہ انداز پر ظہیر نے گھور کر اسے دیکھا۔

ظہیر طنز کرنے سے باز نہیں آیا۔

میرب نے اپنا نقطہ نظر بیان کیا تو فاروق اور ظہیر دونوں نے ہی اس کی تائید میں سر ہلایا۔ کچھ ہی دیر میں فائزہ کو ساتھ لیے گاڑی میں بیٹھ گئے ایک گھنٹہ لگا تھا فائزہ کے گھر پہنچنے میں۔

ان کا گھر بھی کرائے پر تھا آس پاس کے سارے گھر ہی ٹوٹے پھوٹے تھے مگر وہاں کے مکینوں کے لیے یہ بھی غنیمت تھے۔ وہ لوگ گاڑی بہت پیچھے کھڑی کر کے آئے تھے۔

یہاں پر تو لگتا ہے حکومت نے کبھی نگاہ نہیں ڈالیں گلیوں کا حشر دیکھو ایسے
لگتا ہے جیسے کبھی بنی ہی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرب نے چلتے ہوئے اظہار خیال کیا اس کے ساتھ چلتا ظہیر مسکرایا۔

میم۔۔۔ ہماری گورنمنٹ صرف ان گلیوں پر نگاہ ڈالتی ہے جو سامنے نظر آتی ہوں یہاں اندرون گاؤں یا شہر کا نظارہ کرنے کس نے آنا ہے۔۔۔ غریب لوگوں سے انہیں صرف ووٹ چاہیے ہوتا ہے بس اس کے بعد ان کا کام ختم کچھ ہمارے اپنے لوگوں کی بھی نااہلی ہے جب گلیاں ٹوٹنا شروع ہوتی ہے تو کوئی بھی ان کی ٹوٹ پھوٹ کی درستگی کے لیے اقدامات نہیں کرتا اب آپ یہ گلی ہی لے لیں اگر اس گلی کے مکین تھوڑی بہت مٹی اور ٹوٹی پھوٹی اینٹیں ڈال کر اس کو ٹھیک کر دیتے تو یقیناً یہ جو کچرا اور گندگی دیکھ رہی ہیں یہ نہ ہوتی۔۔۔

ظہیر نے کہا تو میرب نے اثبات میں سر ہلایا فائزہ اس کے ساتھ ہی خاموشی سے چل رہی تھی۔

آپ کو فیکٹری چکر لگاتے رہنا چاہیے اس طور پر خواتین کی سائیڈ کا وزٹ تو ضروری کرنا چاہیے اس طرح انہیں ڈر لگتا ہے کہ مالکان ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔۔۔

ظہیر نے یاد آتے ہی اس سے بات کی تو میرب نے چلتے ہوئے گھوم کر اس پر نگاہ ڈالی۔

جہاں پر آپ جیسے ہیڈ ہو وہاں پر مالکان کو فکر کی ضرورت نہیں رہتی۔۔۔ میرب نے اپنی طرف سے قصہ ہی ختم کیا۔

جی نہیں۔۔۔ ہم بھی تو وہاں پر نوکری کر رہے ہیں ہماری نگرانی بھی تو ضروری

ہے۔۔۔

ظہیر نے کہا تو میرب نے نفی میں سر ہلایا۔

میں نہیں مانتی دیانتدار لوگوں کی وجہ سے ہی آج ہماری فیکٹری چل رہی ہیں۔۔۔ اللہ کا شکر ہے آج تک کبھی بھی ہماری تینوں فیکٹریوں میں کسی قسم کا کوئی گھپلا یا نقصان نہیں ہوا اس کی سب سے بڑی وجہ میرے پاپا کی دیانتداری اور اللہ تعالیٰ پر یقین ہے۔۔۔۔ ہر مہینے پاپا سب سے پہلے صدقہ نکالتے ہیں اور پوری کوشش کرتے ہیں کہ ان کی فیکٹری کے کسی بھی ملازم کو پریشانی نہ ہو۔۔۔

میرب نے کہا تو ظہیر نے اس کی تائید کی ان کو باتوں میں مصروف دیکھ کر فائزہ ان سے چند قدم آگے ہو گئی تھی۔۔۔۔۔
آپ انگبڈ ہیں۔۔۔۔

میرب نے ایک دم سے انتہائی غیر متعلقہ بات کی تو ظہیر نے چونک کر اسے دیکھا جو نگاہ سامنے رکھے چل رہی تھی اگر اس کی سماعت ظہیر کے جواب کی منتظر تھی۔

آپ کیسا جواب سننا پسند کریں گی۔۔۔؟

ظہیر کے پوچھنے پر اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

یہ کیا بات ہوئی میں نے تو سمپل آپ سے پوچھا ہے کہ آپ منگنی شدہ ہے یا نہیں میرے جواب پسند کرنے سے کیا ہوگا۔۔۔۔

میرب نے سرسری لہجہ اپنایا۔
 چلیں جب آپ کو میری جواب سے کوئی فرق نہیں پڑنا تو پھر میرا جواب
 دینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔۔
 ظہیر مزے سے بول کر مسکرانے لگا میرب کا دل کیا اسے اسی گلی میں دھکا
 دے دے۔



فاطمہ نے اوپر موجود خالی کمروں میں سے ایک کمرہ قمر کے ساتھ مل کر ریان
 کی فیملی کے لئے سیٹ کیا۔

...چلو یہ کمرہ سیٹ ہو گیا ہے اب ساتھ والے کمرے میں سیٹنگ کرنی ہے
 فاطمہ نے قمر سے کہا تو اس نے حیرانگی سے بہن کو دیکھا۔
 ساتھ والا کمرہ کے لیے سیٹ کرنا ہے ، میں تو جگنو بھائی کا روم شیئر کر رہا
 ہوں اور میرا کوئی ارادہ نہیں اوپر نیچے کی پریڈ کرنے کا ، آپ مجھے آرام سے
 نیچے ہی رہنے دیں۔۔۔

اس نے ناک چھڑھایا۔

میرے چھوٹے بھائی ، یہ کمرہ تمہارے لئے نہیں کسی اور کے لئے سیٹ ہو رہا
 ہے۔۔۔

فاطمہ نے مسکراتے ہوئے اس کی غلط فہمی دور کی تو اس نے حیرت سے بہن
 کو دیکھا۔

اب کون رہ گیا ہے آنے والا ، کس کے لیے کیمرہ سیٹ ہونا ہے۔۔
اس نے حیرانگی کا مظاہرہ کیا۔

تم اس کو چھوڑو کس نے آنا ہے ، خاموشی سے میرے ساتھ کام کرواؤ۔۔۔
فاطمہ نے اس کو ٹالنا مناسب سمجھا۔

ٹھیک ہے بھئی ، اب آپ مجھ سے بھی باتیں چھپائیں گی۔۔۔
قمر نروٹھے لہجے میں بولا تو فاطمہ نے گھور کر بھائی کو دیکھا۔ کسی بچے کی طرح
منہ بسور ہے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے منہ پھلائے کھڑا تھا۔

بات سنو ! یہ اپنی ڈرامے بازی بند کرو اور یہ میرے ساتھ بیڈ شیٹ ڈلو او
اور اس کے بعد یہ پردے چینج کرو مٹی کی وجہ سے گندے لگ رہے ہیں۔۔۔
فاطمہ نے اس کی ناراضگی خاطر میں نہ لاتے ہوئے کہا تو اس نے ناراضگی سے
بہن کو دیکھا جو اسے بتانے کی روادار نہیں لگ رہی تھی۔

اچھا یہ بات ہے ! آپ نے نہیں بتانا مجھے ، آئینہ میں بھی آپ سے کوئی بات
نہیں شیر کروں گا آپ مجھ باتیں چھپانے لگی ہیں۔۔۔

قمر نے اس کو بلیک میل کرنا چاہا تو فاطمہ نے تکیہ اٹھا کر کھینچ کر اسے مارا۔
تمہارا کیا خیال ہے کہ تم مجھے تڑیاں لگاؤ گے تو میں تمہیں بتا دوں گی۔۔۔
فاطمہ نے اسے چڑایا۔

ٹھیک ہے پھر۔۔۔ آپ سب کو آنے دو ان کے سامنے ہی میں تم سے پوچھوں
گا کہ یہ کمرہ تم نے کس لیے سیٹ کروایا ہے۔۔۔

وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا اس نے گھما کر بات کی تاکہ فاطمہ اسے بتانے پر مجبور ہو جائے۔

تم کس قدر کمینے ہو شرم نہیں آتی تمہیں بہن کو بلیک میل کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ فاطمہ غصے سے چیخی۔ اسے کوئی چارہ نظر نہیں آ رہا تھا کیونکہ اگر وہ قمر کو نہ بتاتی تو یقیناً وہ شام کو سب کے سامنے نے جان بوجھ کر پوچھتا اور بات کھل جاتی اس لئے اس نے مجبوراً اپنا سر پرانز اس سے شیر کرنا پڑا قمر کو بہت خوشی ہوئی تھی اسے وہ کیوٹ سی لڑکی کی اپنے ڈیسنٹ سے بھائی کے لیے بہت پسند آئی تھی۔ اس کے جانے کا سن کر سب کو ہی بہت برا لگا تھا۔ فاطمہ نے روم سیٹ کرنے کے بعد ایک نظر ساری چیزوں کا جائزہ لیا وہ یہ کمرہ سبحان اور شعبان کے لئے تیار کر رہی تھی۔



بیس منٹ چلنے کے بعد فائزہ کے گھر کے دروازے کے قریب پہنچے تو باقی سب باہر ہی کھڑے رہے اور فائزہ میرب کو ساتھ لئے اندر داخل ہوئی۔ سامنے ہی اس کی ماں میلا کچیل سوٹ پہنے سر پر دوپٹہ باندھے جھلنگا سی چارپائی پر بیٹھی تھی جس کی ایک طرف ٹوٹے ہوئے پائے کی جگہ اینٹوں کو جوڑ کر چارپائی کو سہارا دیا گیا تھا۔

کچھ دور ایک نوجوان لڑکی پھونکیں مار مار کر چولہے میں بجھی ہوئی آگ جلانے کی کوشش کر رہی تھی میرب کو دور سے ہی اس کے کپڑوں کی خستہ حالی نظر

آگئی تھی۔ اس کے پاس تقریباً ایک سال کا بچہ ایک چھوٹی سی نکر پہنے مٹی کھانے میں مصروف تھا اس کا سارا منہ ہاتھ اور ٹانگیں مٹی سے بھری ہوئی تھی مگر اس کی ماں اپنے کام میں مصروف تھی۔ میرب کو اس بچے پر ترس آیا۔ فائزہ کی ماں نے اس کو انجان لڑکی کے ساتھ آتا دیکھ کر گھورا۔ السلام علیکم امی۔۔

فائزہ نے ان کو سلام کیا تو میرب نے بھی اس کے پیچھے ہی اونچی آواز میں سلام کیا۔ فائزہ اندر گئی اور اس کے لئے موڑھا اٹھا لائی جو قدرے بہتر حالت میں تھا۔

یہ تو کس کو ساتھ لے آئی ہے۔۔۔
میرب کا لحاظ کیے بغیر وہ پھٹی ہوئی آواز میں بولیں تو فائزہ نے شرمندگی سے چہرہ جھکا لیا۔

آئی فائزہ مجھے اپنے ساتھ نہیں لائی بلکہ میں فائزہ کو اپنے ساتھ لے کر آئی ہوں۔۔۔

میرب نے ان کی غلط فہمی دور کی انہوں نے اپنی چھوٹی آنکھوں کو مزید چھوٹا کر کے اسے سر سے پاؤں تک گھور کر دیکھا اس کو عجیب سی بے چینی ہوئی مگر وہ خاموش بیٹھی رہی۔

بی بی یہاں کیا لینے آئی ہو۔۔۔ کوئی خزانہ تو دفن نہیں جس کی کھوج میں یہاں آئی ہو اس لیے سیدھا سیدھا اپنے آنے کا مقصد بتاؤ۔۔۔۔

بتولاں نے بغیر کسی لگی لپٹی کے کہا تو میرب نے ایک نظر فائزہ پر ڈالی جس کا رنگ ماں کی بات سن کر پھیکا پڑا تھا۔
 میں یہاں فائزہ کے لئے آئی ہوں۔۔۔
 میرب نے جھجکتے ہوئے کہا تو بتولاں نے گھور کر بیٹی کو دیکھا جو بے چینی سے انگلیاں مروڑنا رہی تھی۔
 کیوں۔۔۔؟

بتولاں کا لہجہ کرخت تھا۔
 آپ نے اس کی شادی اتنے بڑے عمر کے آدمی سے کر دی جو اس پر ظلم و ستم کی انتہا کر چکا ہے وہ اسے اتنی بے دردی سے مارتا پیٹتا ہے یہ نوکری بھی کرے اس کی اولاد بھی سنبھالے گھر بھی دیکھیں ان سب کے باوجود جانوروں کی طرح مار بھی کھائے یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔۔
 میرب نے کہا تو بتولاں سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔
 دیکھو بی بی یہ ہمارے گھر کا ذاتی معاملہ ہے۔۔ تم اس میں ٹانگ نہ اڑاؤ تو زیادہ بہتر ہے ہماری بیٹی ہے ہمیں پتا ہے ہم نے کیا کرنا ہے۔۔۔
 بتولاں نے درشتگی سے کہا تو میرب نے حیرت سے بتولاں کو دیکھا جسے اپنے بیٹی پر ہونے والے ظلم کی رتی برابر بھی پرواہ نہیں تھی شاید قصور اس کا بھی نہیں تھا جہاں دو وقت کی روٹی کے لالے پڑے ہو وہاں مفت میں بیٹی کو سر سے اتار کر انہوں نے سکھ کا سانس لیا ہوگا۔

میں مانتی ہوں کہ آپ کے حالات بہت خراب ہیں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ اپنی بیٹی کو بالکل بھول جائیں وہ اس کو جلتی ہوئی لکڑی سے مارتا ہے یہ بات سن کر بھی آپ کا دل نہیں کانپتا۔۔۔۔۔
بتولاں کو بتاتے ہوئے اس کا اپنا دل کا ڈوبا تھا۔

بی بی ہمارے گھروں میں یہ عام بات ہے میں بھی اس کے باپ کی سوٹیاں کھا کر بوڑھی ہوئی ہوں۔۔۔ ادھر دیکھ وہ میری نوہ چولہے کے پاس بیٹھی نظر آ رہی ہے گھنٹہ بھر پہلے کھسم سے جوتیاں کھا کر اب کام نمٹا رہی ہے۔۔۔
بات کرتے ہوئے بتولاں کے لہجے میں سفاکیت تھی۔

میرب نے جھرجھری لی اس کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔
میں اب مزید بحث میں نہیں پڑنا چاہتی اگر آپ اپنی بیٹی کو جہنم سے چھٹکارا نہیں دلواسکتی تو یہ کام ہم کریں گے آپ اب اس معاملے میں کچھ نہیں بولے گی۔۔۔

میرب کی بات پر بتولاں استہزائیہ لہجے میں ہنسی۔
اچھا اچھا اگر تو اس کو اس جہنم سے نکال وعدے گی تو تیرا کیا خیال ہے یہ دوبارہ جہاں جائے گی وہاں پر اسے پھولوں کے ہار پہنائے جائیں گے۔۔۔۔۔ جاو بی بی جاؤ اپنا راستہ ناپو ہمارے جیسے گھرانوں میں ہر گھر میں یہ ہی کہانی ہے کہاں کہاں جا کر مدد کروں گی۔۔۔
بتولاں کے لہجے میں طنز واضح تھا۔

میں نے شروعات آپ کے گھر سے کی ہے اور امید کرتی ہوں کہ آپ میرا اس معاملے میں پورا پورا ساتھ دیں گی۔۔۔ میں آپ کے بیٹے سے بھی بات کروں گی آپ کے بیٹے اور بہو کا رشتہ بے جوڑ نہیں یہ مار پیٹ کام کے نام ملنے کا غصہ ہے جو وہ اپنی بیوی پر اتارتا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ مرد باہر سے تھکا ہارا آتا ہے اور اگر پورے دن کی محنت کے بعد بھی اس کے ہاتھ میں ایک روپیہ نہ ہو تو اگلے دن کی فکر اس کو چین نہیں لینے دیتی۔۔۔ جب اس کے پاس کوئی اور راستہ نہیں بچتا تو وہ اپنی کھولن اپنی بیوی پر اتارتا ہے۔ آپ کا بیٹا مہینے کی کمائی کرے گا تو آپ دیکھ لیجئے گا کہ آپ کے بیٹے کا رویہ آپ کی بہو کے ساتھ کس حد تک تبدیل ہوتا ہے۔۔۔

میرب نے نرمی سے بتولاں کو سمجھایا مگر اس کے چہرے سے اندازہ نہیں لگا پا رہی تھی کہ آیا اس کی باتوں سے بتولاں کو کوئی فرق پڑا یا نہیں۔

کیا بات ہے بی بی کون ہو تم اور ہمارے گھر میں کیا کر رہی ہو۔۔۔

اس سے پہلے کہ میرب کوئی اور بات کرتی دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور کوئی تیز تیز چلتا ہوا ان کے قریب آ کر رکا۔ میرب نے سر اٹھا کر دیکھا۔ میلے کچیلے کپڑے پہنے جن پر جا بجا مٹی کے داغ تھے بالوں کا رنگ بھی اس وقت مٹی کی طرح نظر آرہا تھا فاطمہ کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ فائزہ کا بھائی ہے۔

آپ پلینز آرام سے بیٹھ کر میری بات سنیں۔۔۔

میرب نے نرمی سے کہا اس کے پیچھے ہی ظہیر بھی اندر داخل ہو چکا تھا۔

تمہیں کس نے اجازت دی منہ اٹھا کر اندر آنے کی۔۔۔
ظہیر کو کھڑا دیکھ شانی چیخا۔

آرام سے بات کریں اور تمیز سے میں یہاں ان کی حفاظت کے لیے کھڑا ہوں پہلے آپ کے گھر میں کوئی مرد نہیں تھا اس لئے میں باہر تھا لیکن ابھی آپ یہاں موجود ہیں اس لئے میں اندر آیا ہوں۔۔۔ آپ یہاں خاموشی سے بیٹھ جائیں اور میڈم کی بات سنیں اگر زیادہ شور شرابا کرنے کی کوشش کی تو باہر آپ میرے ساتھ پولیس بھی دیکھ چکے ہیں یہ نہ ہو کہ آپ کو اٹھا کر لے جائیں آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ جو میڈم کہہ رہی ہیں وہ سنیں۔۔۔
ظہیر کا بارعب لہجہ سن کر شانی کے چہرے کا رنگ بدلہ اس نے ایک نظر ماں پر ڈالی اور وہیں چارپائی کے پائے پر ٹک گیا۔
میرب نے ایک نظر ظہیر کو دیکھا اور پھر دوبارہ سے ساری باتیں شانی کے آگے دہرائی میرب نے بات ختم کی تو شانی حیرت سے ان دونوں اجنبیوں کو دیکھنے لگا۔

بی بی آپ کو کس نے کہا کہ آپ ہمارے گھریلو مسئلے میں اپنی ٹانگ اڑائیں یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے میری بہن ہے اور میرے ماں باپ ہماری مرضی ہم جو بھی فیصلہ اپنی بہن کے لیے کریں آپ کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہمارے معاملے میں بولنے کا۔۔۔

شانہ غصے میں اونچی آواز میں بولا تو ظہیر نے گھور کر اسے دیکھا جس پر فوراً

پر ایک سائن کروانے سے نوکری ملنے کا چانس بن رہا تھا تو وہ جی جان سے تیار تھا اسے اس بات کی فکر نہیں تھی کہ اس کی بہن طلاق یافتہ ہو جائے گی اسے بس اپنی نوکری نظر آ رہی تھی اور یہ بات میرب اور فائزہ کے حق میں بہتر ثابت ہو رہی تھی۔

میں راضی ہوں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔ ابا سے میں خود بات کر لوں گا آپ مجھے کاغذ دیں میں ابھی سائن کروا کر لے آتا ہوں۔۔۔ میں نے اسے گھر جاتے ہوئے دیکھا ہے۔۔۔۔

شانی پر جوش آواز میں بولا تو میرب نے ایک نظر ظہیر کو دیکھا اور پیپر ظہیر کے ہاتھ میں دے دیئے۔
یہ آپ کے ساتھ جائیں گے اور ایک پولیس کا بندہ بھی تاکہ وہ فوراً پیپر سائن کر دے۔۔۔

میرب نے کہا تو وہ جلدی سے کھڑا ہوا اور ظہیر کو لے کر باہر نکل گیا میرب نے ایک مسکراتی نظر فائزہ پر ڈالی جو ابھی بھی ڈری سہمی بیٹھی ہوئی تھی اس کی بھابھی ابھی تک چولہے کے پاس ارد گرد سے بیگانہ بیٹھی تھی۔ میرب کو یقین تھا کہ نوکری ملنے کے بعد شانی کا رویہ اپنی بیوی کے ساتھ تبدیل ہو جائے گا۔ بتولاں تو حیرت کے مارے ششدر بیٹھی تھی اسے اپنے بیٹے کی تیزیوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

پونے گھنٹے بعد شانی ظہیر کے ساتھ واپس آیا اور سائن شدہ پیپر میرب کے

ہاتھ میں دے دیے۔

کوئی ہنگامہ تو نہیں مچایا شیدے نے۔۔

میرب نے بے چینی سے پوچھا۔

کوشش تو کی تھی اس نے ہنگامہ مچانے کی مگر پولیس کی وجہ سے ٹھنڈا

ہو گیا۔۔

ظہیر نے کہا تو میرب نے اطمینان سے سر ہلایا کچھ ہی دیر میں وہ فائزہ کو ساتھ لیے واپسی کے لیے نکل آئی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنی آسانی سے

سب کچھ ہو گیا۔ ہے شانی کو وہ اگلے دن فیکٹری آنے کا بول آئی تھی جس پر

شانی کے چہرے کی رونق ان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہی تھی۔ فائزہ کا

دل بہت بری طرح دکھا تھا اس کی ماں اور بھائی نے ایک بار بھی اس کے سر

پر ہاتھ رکھ کر پیار نہیں دیا تھا اور نہ ہی گھر رکنے کا کہا تھا اس کے باوجود وہ

شکر کا کلمہ پڑھ رہی تھی کہ شیدے جیسے جانور سے اس کو چھٹکارا مل گیا ہے۔

میرب اس کو لے کر سیدھا گھر آئی اور اپنی ملازمہ کے ساتھ سرونٹ کوارٹر

میں بھجوا دیا جو گھر کی پچھلی سائیڈ پر تھے۔ وہاں ہر قسم کی سہولت موجود تھی

فائزہ نے سرونٹ کوارٹر میں قدم رکھا تو حیرت سے اسے دیکھا ایک بڑا سا کمرہ

تھا جس کے اندر ہی واشروم تھا ایک طرف چھوٹا سا اوپن کچن بنا ہوا تھا

کمرے میں ٹی وی روم فریج اور ایئر کولر بھی موجود تھا۔ اس کی حیرانگی بجہ تھی

ورنہ کون اس طرح کی سہولیات ملازمین کو دیتا تھا۔

یہاں کے تینوں کوارٹر ہی ایسے ہیں۔۔۔
 پیچھے کھڑی ملازمہ نے اس کی حیرت سے دیکھ کر بتایا کیا اور اسے آرام
 کرنے کا کہہ کر خود واپس کوٹھی میں چلی گئی۔
 میرب نے ظہیر کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ معذرت کرتا فیکٹری کے کام کا
 بہانہ بنا کر واپس چلا گیا۔



عفان لان میں کرسی پر سر ٹکائے آنکھیں موندے نیم دراز تھا۔ اس کا ذہن
 بار بار ماہم کی طرف پلٹ رہا تھا نہ جانے کیوں آج وہ پوری شدت سے یاد
 آرہی تھی مگر وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔
 اپنی بے بسی پر اسے شدید کوفت ہو رہی تھی اس کا دل کیا کہ فاطمہ سے ماہم
 کا نمبر مانگ لے مگر پھر انا آڑے آ جاتی اس کے ساتھ کیا گیا اپنا ظلم یاد
 آجاتا۔

وہ حیران تھا کہ چھ مہینے ہو گئے ہیں ماہم کو گئے ہوئے مگر اس کی طرف سے
 طلاق کے پیپرز نہیں مانگے گئے تھے یہی وجہ تھی کہ اس کو کچھ حوصلہ تھا
 اور اسی حوصلہ کی وجہ سے وہ اپنی امید زندہ رکھے ہوئے تھا۔
 کیا بات ہے کس حسینہ کے خیالوں میں گم بیٹھے ہو۔۔۔
 ظہیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا ملا تو وہ چونک کر سیدھا ہوا۔
 ہر وقت کی بکواس اچھی نہیں ہوتی۔۔۔

عفان نے خفگی سے اسے لتاڑا۔

بس کر دے میرے بھائی۔۔۔ میں جیسے جانتا نہیں تجھے دن رات تو بھا بھی کے خیالوں میں گم رہتا ہے جہاں دیکھو مجنوں بنا بیٹھا ہوتا ہے۔۔۔ ہمت کیوں نہیں کرتا بھابی سے بات کرنے کی کیا پتا وہ بھی تیرے رابطے کے انتظار میں بیٹھی ہوں۔۔۔۔

ظہیر نے اسے گرکھا عفان گہرا سانس لے کر سیدھا ہوا۔
تجھے کیا لگتا ہے یہ سب آسان ہے اگر وہ مجھے معاف کر بھی دے تو کیا اس کے والد جو کروڑوں کی جائیداد کے مالک ہیں اپنی بیٹی کو ایک چالیس ہزار ماہانہ کمانے والے کے ہاتھ میں دیں گے۔۔۔ میں حقیقت پسند انسان ہوں اونچے خواب نہیں دیکھتا جن کی تعبیر ناممکن ہو اپنے آپ کو سمجھا چکا ہوں کچھ وقت لگے گا بھولنے میں۔۔۔

عفان دھیمے لہجے میں بولا تو ظہیر نے ایک نظر اس کے ستے ہوئے چہرے پر ڈالی جہاں کرب و اذیت نمایاں تھی۔۔۔۔۔

یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تیرا اندازہ غلط ہو اگر وہ اپنی بیٹی کی جان تجھ سے چھڑوانا چاہتے تو جاتے ہوئے تجھ سے پر سائن کروا کر لے کر ج ظہیر سے اس کی حالت مخفی نہیں تھی وہ چاہتا تھا کہ کسی بھی طریقے سے ماہم سے رابطہ کرنے پر راضی کر لے مگر عفان اس کی بات پر کان نہیں دھرتا تھا۔

اس کا چہرہ سفید تھا۔

فاروق پریشان کبھی شمینہ کو دیکھتا اور کبھی بچوں کی نانی کو جو کسی طور خاموش ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ آیا بی اپنی خراب طبیعت کی وجہ سے دوائیں لے کر سوئی ہوئی تھی اس لیے سارے معاملے سے انجان تھیں۔

میں نے زور سے نہیں مارا تھا فاروق صرف ہلکا سا ہاتھ لگایا تھا۔۔

شمینہ کی بات پر فاروق نے ایک نظر اسکے روتے ہوئے چہرے پر ڈالی۔

ہلکا ہاتھ۔۔ کہاں سے ہلکا ہاتھ تھا۔۔ میرا بچہ اتنے زور سے رویا میری جان ہی نکل گئی اگر بچے پالنا اتنا ہی مشکل لگ رہا تھا تو مجھے بتا دیتے میں لے جاتی پھر تم بیشک رہتے اپنی اس نئی نویلی بیوی کے ساتھ۔۔۔۔

انہوں نے تنفر سے کہا۔ فاروق کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس معاملے میں کیا بولے۔

فہمیدہ بیگم جو بچوں کی نانی تھی کچھ دیر پہلے اپنی بیٹی سنبل کے ساتھ آئی تھیں۔ لاؤنج میں بیٹھے اسد نے اچانک کی ٹیبل کا کور کھینچا جس پر چائے کا گرم مگ موجود تھا شمینہ نے ایک دم اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا اور ہلکی سی چپت لگائی۔ اسد شاید اچانک ہاتھ پکڑنے سے ڈر گیا تھا اس لئے زور زور سے رونے لگا اور یہ منظر اندر داخل ہوتی فہمیدہ بیگم نے دیکھا انہوں نے ایک سیکنڈ نہیں لگایا تھا اسے اپنی مرضی کا رنگ دینے میں۔

شمینہ فاروق کے رویے کی وجہ سے سبھی ہوئی کھڑی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ

فاروق بھی اسے غلط سمجھ رہا ہے۔
 ثمنینہ آئندہ تم میرے بچوں کو ہاتھ نہیں لگاؤں گی ابھی جاو آنٹی کے لیے
 چائے کا انتظام کرو۔۔۔
 فاروق کے سخت لہجے پر ثمنینہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔ اسے امید نہیں تھی کہ
 فاروق ان کے سامنے ثمنینہ سے اس لہجے اور انداز میں بات کرے گا۔
 فاروق میں نے سچ میں نہیں مارا اسد کو۔۔۔
 ثمنینہ شکستہ انداز میں اپنی بات دہرا رہی تھی۔
 تمہیں میری بات ایک دفعہ سمجھ نہیں آتی۔۔۔ جاو یہاں سے۔۔۔
 فاروق کی تند و تیز نگاہ اور اونچی آواز پر ثمنینہ روتی ہوئی اندر چلی گئی اس کا دل
 چاہ رہا تھا کہ دھاڑیں مار کر روئے۔
 آنٹی آپ بیٹھی میں آپ کے لیے کچھ کھانے کے لئے لے آؤ۔۔۔۔۔
 فاروق نے کہا اور اٹھ کر کچن میں آیا جہاں ثمنینہ کا رو رو کر برا حال ہو چکا
 تھا۔
 فاروق کو شرمندگی نے آن گھیرا اس وقت صرف فہمیدہ بیگم کی وجہ سے اس
 نے ثمنینہ سے اس انداز میں بات کی تھی تاکہ معاملہ زیادہ نہ بڑھے کیونکہ وہ
 ان کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھا اگر وہ ثمنینہ کی سائیڈ لے لیتا تو وہ
 غصے میں دونوں بچوں کو لے کر چلی جاتی جو وہ کسی طور نہیں چاہتا تھا۔
 ثمنینہ پلیز میں رات کو تم سے بات کروں گا۔۔۔

فاروق نے قریب آکر اس کا چہرہ صاف کرتے آہستگی سے کہا۔
 آئے ہائے فاروق ایک گلاس پانی پکڑا تیری بیوی کو تو اتنی بھی توفیق نہیں ہوئی
 کہ گھر آئے مہمان کو دو گھونٹ پانی پوچھ لے۔۔۔
 اپنے پیچھے قدموں کی آواز سن کر فاروق فوراً ہی ثمنینہ سے دور ہوا تھا فہمیدہ
 بیگم اس کے پیچھے پیچھے ہی کچن میں چلی آئی تھیں۔
 ثمنینہ تم چھوٹی نہیں جس کو سمجھایا جائے جاو پہلے باہر پانی دے کر آؤ اور
 جلدی چائے بناؤ جب تک میں واپس آؤ چائے تیار ہو اور بند کرو یہ رونا
 دھونا۔۔۔

فہمیدہ کی وجہ سے فاروق نے اپنا لہجہ درشت ہی رکھا۔ ثمنینہ تو روتے ہوئے
 حیرت سے فاروق کا یہ روپ دیکھ رہی تھی۔ فہمیدہ بیگم کی وجہ سے فاروق
 اس کو سمجھا بھی نہیں سکتا تھا اس لیے مجبوری میں خاموشی سے وہاں سے چلا
 گیا۔

ثمنینہ کلس کر رہ گئی۔ روتے ہوئے اس نے چائے تیار کی جب تک فاروق
 واپس آیا وہ چائے کے کپ شیلف پر رکھے اس کا انتظار کر رہی تھی اس کا
 رونا وقفے وقفے سے جاری تھا۔

فاروق نے چیزیں شیلف پر رکھتے ہوئے دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوسا۔ ان
 چھ مہینوں میں فہمیدہ بیگم نے جب بھی چکر لگایا کوئی نہ کوئی تماشہ ضرور لگا کر
 جاتیں تھی۔



فہمیدہ کی وجہ سے فاروق نے اپنا لہجہ درشت ہی رکھا۔ ثمنینہ تو روتے ہوئے حیرت سے فاروق کا یہ روپ دیکھ رہی تھی۔ فہمیدہ بیگم کی وجہ سے فاروق اس کو سمجھا بھی نہیں سکتا تھا اس لیے مجبوری میں خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔

ثمنینہ کلس کر رہ گئی۔ روتے ہوئے اس نے چائے تیار کی جب تک فاروق واپس آیا وہ چائے کے کپ شلف پر رکھے اس کا انتظار کر رہی تھی اس کا رونا و قفے وقفے سے جاری تھا۔

فاروق نے چیزیں شلف پر رکھتے ہوئے دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوسا۔ ان چھ مہینوں میں فہمیدہ بیگم نے جب بھی چکر لگایا کوئی نہ کوئی تماشہ ضرور لگا کر جاتیں مگر اس بار تو حد ہی ہو گئی تھی۔

فاروق آپ باہر چلیں میں ثمنینہ کی مدد کرتی ہوں۔

سنبل اچانک ہی اندر آ کر بولی تو فاروق جو ثمنینہ کے قریب جانے لگا تھا سٹیٹا کر پیچھے ہوا ہمیشہ سے فاروق بھائی کہنے والے سنبل آج اس کا نام لے رہی تھی اس بات نے فاروق کو ششدر کیا۔

ثمنینہ چائے کے ساتھ دیگر لوازمات باہر رکھ کر واپس اندر چلی گئی اور جب تک فہمیدہ بیگم واپس نہیں گئیں وہ کمرے سے باہر نہیں نکلی۔ بچے فاروق کے پاس کھیل رہے تھے جتنی دیر بھی وہ لوگ بیٹھے سنبل فاروق کو زبردستی پلیٹ میں

کچھ نہ کچھ رکھ کر پیش کرتی رہی۔ فاروق کو اس کی حرکتیں پریشان کر رہی تھیں مگر وہ کچھ کہنے سے قاصر تھا۔

وہ کمرے میں آیا تو ثمنینہ گھٹنوں پر سر دیے بیٹھی تھی اس نے دونوں بچوں کو ثمنینہ کے قریب بٹھایا اور خود بھی جگہ بنا کر بیٹھ گیا۔ اس کی آمد اور بچوں کی آوازوں پر بھی ثمنینہ نے اپنا سر نہیں اٹھایا۔

فاروق نے اس کو دو دفعہ بلایا مگر ثمنینہ نے کوئی رسپونس نہیں دیا تو فاروق نے دونوں ہاتھوں سے سے ثمنینہ کا سر پکڑ کر اونچا کیا۔ اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ دنگ رہ گیا۔

رو رو کر ثمنینہ کی آنکھیں سوج چکی تھیں گھٹنوں پر جہاں اس کا سر تھا وہاں سے اس کی قمیض آنسوؤں سے تر تھی فاروق کو شرمندگی نے آن گھیرا۔ یہ کیا بے وقوفی ہے ثمنینہ۔۔ فوراً رونا بند کرو اپنی حالت دیکھو کتنی خراب کر لی ہے۔۔

دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھام کر انگوٹھوں کی مدد سے اس کی گالوں سے آنسو صاف کیے۔ ثمنینہ نے اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر آرام سے اس کے ہاتھ پرے کیے۔

بچوں کو گود میں لے لیتے ہی میں نے اپنے آپ سے عہد کیا تھا کہ کبھی بھی ان کو ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گی مگر آج مجھے پتہ چلا کہ میں ان بچوں کے لیے اپنی جان بھی لوٹا دو تو بھی سوتیلی ہی رہوں گی آج یا کل کل

یا پرسوں کوئی بھی کہیں بھی میری ممتا پر سوال اٹھا دے گا اور میری ساری ریاضت مٹی میں مل جائے گی۔ کیا وہ ماں جو اولاد کو اپنے پیٹ سے پیدا کرتی ہے وہ اپنے بچوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتی یا وہ اپنے بچوں کو سمجھانے کے لیے سختی کا مظاہرہ نہیں کرتی دن میں کئی بار ماں بچوں کو اچھا برا سمجھانے کے لیے کبھی زبان اور کبھی ہاتھ کا استعمال کرتی ہے لیکن اگر یہی سب کچھ بچوں کے ساتھ ان کی دوسری ماں کرے تو وہ سوتیلا پن کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

ثمینہ کی لرزتی آواز اس کے ذہنی اور اندرونی خلفشار کا بتا دے رہی تھی۔
فاروق کو اس کی ابتر حالت دیکھ کر تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔

میری جان۔۔۔ تم اپنی جگہ ٹھیک ہو! میری اولاد کے لئے تمہاری محبت بھی غرض سے پاک ہے۔ ہمارے معاشرے میں کسی کے بھی منافقانہ عمل کو دوسرے پر لاگو کر دیا جاتا ہے! یہ ہمارے معاشرے کی سب سے بڑی خرابی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ ساری مائیں تمہاری طرح اچھی ہوتی ہیں۔۔۔ کچھ سوتیلی مائیں واقعی بہت بری ہوتی ہیں مگر ہمارے معاشرہ اچھی ماں کو بھی اسی کیٹیگری میں رکھتا ہے کیونکہ اس کے نام کے ساتھ سوتیلی کا اضافہ ہو چکا ہوتا ہے۔ آپ پڑھی لکھی ہیں آپ کو دو سروں کی باتوں سے فرق نہیں پڑنا چاہیے۔ میں فہمیدہ آنٹی کو اچھی طرح جانتا ہوں وہ ایک بار کسی سے بیر باندھ لیں تو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ تمہارے ساتھ بھی انہوں نے بیر باندھ لیا ہے۔ تم ان کے کسی بھی بات پر اپنا دل چھوٹا نہیں کیا کرو جیسے ہی وہ آئے پہلی

فرصت میں مجھے فون کرو۔ میں ان کو خود دیکھ لوں گا میں ان کا لحاظ صرف اس لیے کرتا ہو کیوں کہ رشتے میں میری ممانی اور میرے بچوں کی نانی ہیں۔۔۔۔

فاروق نے اپنی بات مکمل کر کے ثمنینہ کا چہرہ دیکھا جو خاموشی سے فاروق کی بات سن رہی تھی۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ ہر بار اسی طرح مجھے ذلیل کریں گی اور آپ رشتے کا لحاظ کرتے انہیں کچھ نہیں کہیں گے۔۔

ثمنینہ کے اندر اشتعال کی شدید لہر اٹھی اور وہ غصے سے خاصا اونچا بولی۔

ظالم۔۔ کیا کان کے پردے پھاڑنے ہیں۔۔۔

اس کی غصے بھری اونچی آواز پر دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر فاروق نے کہا تو ثمنینہ کو اپنا سارا غصہ ختم ہوتا محسوس ہوا۔ جہاں یہ سچ تھا کہ بچوں سے اس نے اپنی ممتا کی پیاس بجائی تھی وہاں اس سے بھی بڑی سچائی تھی کہ فاروق نے اسے بے تحاشا محبت دی تھی اور اسی محبت کے زیر اثر وہ اپنی ہر تکلیف بھول چکی تھی۔

یہ آخری دفعہ تھا اس کے بعد فہمیدہ آنٹی نے کوئی تماشہ لگانے کی کوشش کی تو میں ان کو اچھی طرح سمجھا دو گا۔ اب اٹھو اٹھ کر منہ دھو مجھے اپنی مسکراتی ہوئی جان چاہیے نہ کہ روتی دھوتی سڑی ہوئی شکل والی۔۔۔

فاروق کی بات پر ثمنینہ نے پاس پڑا کٹن اٹھا کر فاروق کو دے مارا جسے اس

نے دونوں ہاتھ اٹھا کر روکا تھا۔



آج ریان کی فیملی پاکستان پہنچ رہی تھی اس لیے فاطمہ صبح سے ہی بہت مصروف تھی کبیر نے اس کی مدد کے لیے ایک ملازمہ کا بندوبست بھی کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس کو بہت آسانی ہو گئی تھی۔

میں ریان بھائی کے ساتھ ایئرپورٹ جا رہا ہوں۔۔۔

کبیر کچن میں اس کو بتانے کے لئے آیا تو فاطمہ نے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ ایک سائیڈ پر رکھی اور گھوم کر کبیر کو دیکھا۔

میرا دل کر رہا ہے میں بھی ایئرپورٹ جاؤں آج تک میں نے ایئرپورٹ نہیں دیکھا۔۔۔

فاطمہ کی خواہش پر کبیر نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

محترمہ آپ شاید بھول رہی ہے کہ کچھ دنوں بعد آپ کی دوست بھی تشریف گی تب آپ اپنی یہ حسرت آرام سے پوری کر لینا۔

کبیر نے شرارت کرتے ہوئے اسے یاد دہانی کروائی تو فاطمہ نے سر پر ہاتھ مارا اور آیت الکرسی پڑھ کر کبیر کے گرد حصار کھینچا۔

چلیں اب آپ جائیں۔۔۔

ملازمہ کو اندر آتے دیکھ کر اس نے کبیر کو ہاتھ سے باہر کی طرف دھکیلا ورنہ کبیر سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہی آدھا گھنٹہ ضائع کر دیتا۔

کبیر کچن سے باہر آیا تو اس نے عفان کو آواز دی جو اپنے کمرے میں موبائل لینے گیا تھا اسی وقت سے سیڑھیوں سے اترتا ہوا ریان نظر آیا۔
واہ جی آج تو بیگم کے آنے کی خوشی میں بڑے چمک رہے ہیں۔۔
آف وائیٹ شلوار قمیض پر بلیک واسکٹ پہننے نک سک تیار ریان پر کبیر نے چوٹ کی جو ابا ریان کا قمقہ خاصا اونچا تھا۔

دیکھ لے عفان بیوی کے آنے کی خوشی میں بھائی صاحب کیسے کھل کھلا رہے ہیں۔۔۔۔

قریب آتے عفان کو دیکھ کر کبیر نے شرارت سے کہا تو عفان نے ایک نظر اپنے بھائی پر ڈالیں جو اس کی نظر پڑتے ہی جھینپا۔
بس کر دے کیوں میرے بھائی کو چھیڑ رہا ہے۔۔۔۔ پورے دو ہفتے بعد اپنی بیگم سے ملیں گے! آخر تیار ہونا تو بنتا ہے۔۔۔۔

عفان نے بھی اس کی شرارت میں حصہ لیا تو ریان نے آگے بڑھ کر دونوں کو دھپ رسید کی۔

اب نکلو لو یہ نہ ہو تم لوگوں کی ڈرامہ بازیوں میں ہم لیٹ ہو جائیں اور میرے بیوی بچے ایئرپورٹ پر پر میرا انتظار کرتے رہیں۔۔۔۔۔
اف یہ بے تابیاں، بے قراریاں چل عفان اس سے پہلے کہ ریان ہمیں چھوڑ کر خود ہی چلا جائے۔۔۔

کبیر نے کہا تو تینوں نے ہی قدم باہر کی طرف بڑھا دیئے۔

اس نے رساں سے بتایا۔

دیتے۔۔۔

فاطمہ نے بتایا تو اس نے سر ہلا دیا۔ شمیم کی بڑی بہن فیکٹری میں کام کرتی تھی اس نے جب بہن کی نوکری کا کہا تو ظہیر نے اسے گھر میں کام کے لیے بلا لیا۔



آپ کو لڑکیوں سے خود پوچھنے کے بجائے ان کے ارد گرد رہنے والوں سے ان

کے متعلق پوچھنا چاہیے اس طرح آپ کے پاس ان کے متعلق معلومات اکٹھی ہو جائیں گی تو آپ کو ان سے بات چیت کرنے میں آسانی رہے گی۔۔۔ جیسے فوزیہ کی دوستی فائزہ سے زیادہ ہے آپ فائزہ سے فوزیہ کے متعلق پوچھ سکتی ہیں اس کے حالات مشکلات سب کچھ۔۔۔۔

ظہیر اس وقت اپنے سامنے بیٹھی میرب سے بات کر رہا تھا جو کچھ دیر پہلے ہی فیکٹری آئی تھی اور مزید لڑکیوں سے بات چیت کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ آپ کی بات بھی ٹھیک ہے میں ٹرائی کرتی ہوں۔۔۔۔ میرب نے حامی بھری۔

چائے پیئے گی یا کچھ اور منگواؤں آپ کے لیے۔۔۔۔۔
ظہیر نے آداب میزبانی نبھائی۔

فی الحال چائے کو رہنے دیں کچھ کھانے کے لئے منگوائیں میں نے ناشتہ نہیں کیا اس لئے پیٹ میں چوہوں کی اولمپک جاری ہے۔۔۔۔۔
میرب نے بلاجھک فرمائش کی تو ظہیر نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھا کر کینٹین میں آرڈر دیا۔

آپ نے اس دن بتایا نہیں کہ آپ منگنی شدہ ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔
میرب کو یاد آیا تو دوبارہ پوچھ بیٹھی۔ اس کے دل میں تجسس تھا ظہیر اپنی ریزرو طبیعت کی وجہ سے اسے بہت پسند آیا تھا جاذب نظر تو تھا ہی ساتھ ہی اس کے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے اس کی شخصیت کو چار چاند لگ گئے

تھے۔ میرب نے اس کی طلسمی مسکراہٹ کو دل ہی دل میں سراہا۔
اگر میں منگنی شدہ ہوا تو۔۔۔۔۔

اس کی بات پر میرب کا رنگ پھیکا پڑا جو ظہیر کی نظروں سے چھپ نہیں
سکا۔

میں منگنی شدہ نہیں اور نہ ہی مستقبل میں کوئی ایسا ارادہ ہے۔۔۔۔۔
ظہیر نے اپنی بات کے رد عمل پر میرب کی آنکھوں کی چمک دگنی ہوتی دیکھی
اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

شکر ہے کہ میرا شک ٹھیک نکلا۔۔۔۔۔

میرب کی بات پر ظہیر نے حیرانگی سے اس کو دیکھا۔

کیا مطلب ہے آپ کی بات کا۔۔۔۔۔؟

مطلب یہ کہ میں سوچتی تھی کہ اگر آپ منگنی شدہ ہوتے تو موبائل ہر وقت
آپ کے ہاتھ میں ہوتا اور اپنی منگیتر سے میسج پر بزی رہتے۔ بس میں نے یہی
سے اندازہ لگا آپ کے غیر منگنی شدہ ہونے کا۔۔۔۔۔

میرب کی بات سن کر ظہیر نے بے ساختہ قمقمہ لگایا۔

یہ کون سا فارمولا ہے ہو سکتا ہے کہ میں اپنی منگیتر سے بات چیت کرنا پسند

نہ کرتا ہوں یا میری منگیتر مجھ سے بات چیت کرنا پسند نہ کرتی ہو۔۔۔۔۔

ظہیر نے کہا تو میرب نے نفی میں سر ہلایا۔

میں نہیں مانتی آپ جیسے بندے کو کوئی کیسے نظر انداز کر سکتا ہے۔۔۔۔۔

میرب کی بات پر ظہیر کے چہرے کا رنگ بدلہ وہ اپنے آپ پر قابو پا گیا ورنہ کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا اس کو اس لمحے میں۔

آپ میرے بارے میں غلط اندازہ لگا رہی ہیں مجھے واقعی پسند نہیں کہ میں کسی لڑکی سے چاہے وہ میری منگیتر ہی کیوں نہ ہو فضول میں گپ لگاؤ ہاں اگر وہ میری محرم ہوئی تو مجھے گپ شپ لگانے میں کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔

ظہیر نے اپنا نقطہ نظر واضح کیا یا تو میرب نے آنکھیں سکیر کر اسے گھورا۔ اچھا تو جو پچھلے ایک گھنٹے سے میرے ساتھ گپ شپ لگا رہے ہیں اس کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا۔۔۔۔

میرب نے تڑخ کر کہا۔
آپ سے بات کرنا میری مجبوری ہے آپ میرے میرے باس کی بیٹی ہیں آپ کی بات سننا اور جواب دینا اپنی نوکری بچانے کے لیے ضروری ہے۔۔۔۔
ظہیر نے اسے باور کرایا تو میرب کو غصہ آگیا۔

یعنی میری اپنی کوئی حیثیت نہیں اتنے دن سے آپ مجھے باس کی بیٹی ہونے پر اتنا پروٹوکول دے رہے تھے اور میں بے وقوف سمجھی کے شاید آپ مجھے پسند کرنے لگے ہیں اس لیے میرا اتنا خیال خیال رکھتے ہیں اور میرے لیے پریشان ہوتے ہیں۔۔۔۔

میرب کی دکھی آواز اور نم لہجے پر ظہیر نے تڑپ کر اسے دیکھا مگر اپنے چہرے کے تاثرات نارمل رکھے وہ کبھی بھی اس پر اپنا آپ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا

کیونکہ میرب وہ چاند تھا جسے دور سے دیکھ کر خوش تو ہو سکتا تھا مگر اسے دسترس میں نہیں لے سکتا تھا۔

دیکھیں میرب۔۔۔۔۔ میرے اور آپ کے سٹیٹس میں زمین آسمان کا فرق ہے میں حقیقت میں جینے والا انسان ہوں میرے خواب بہت چھوٹے چھوٹے ہیں میں نے کبھی اپنے سے اونچے خواب نہیں دیکھے آپ میرے لیے بہت قابل احترام ہیں میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ میں نے آپ کی جتنی بھی مدد کی صرف فاروق بھائی کے کہنے پر اور آپ سے اچھے طریقے سے بول چال میری نوکری کا حصہ ہے۔۔۔۔۔

ظہیر دھیمی آواز میں اس سے مخاطب تھا بات کرتے ہوئے حطی الامکان اس نے اپنی نگاہیں ٹیبل پر موجود پیپر ویٹ پر رکھیں۔

اگر میں کہوں کہ مجھے آپ سے شادی کرنی ہے تو آپ کا جواب کیا

ہوگا۔۔۔۔۔

میرب کے لہجے میں کیسی آس تھی کہ ظہیر نے ٹھٹک کر اسے دیکھا۔ اس کی نظروں میں اسے امید نظر آرہی تھی جو ظہیر کے دل کی دھڑکن بڑھا گئی۔

میں آپ سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہ ناممکن ہے آپ چائے پیئے میں راونڈ لینے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔

ظہیر اسے جواب دیتے ہوئے اٹھا اور ایک لمحے کی بھی دیر کیے بغیر باہر نکل گیا۔ میرب کی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر گالوں پر بہہ گئے۔ زندگی میں ہر

خواہش بنا مانگے پوری ہوتی رہی اور آج جس کی خواہش خود اس کے دل نے
کی وہ دسترس سے دور تھی۔ وہ اٹھی اور چائے وہیں چھوڑ کر شکستہ قدموں سے
باہر نکل گئی۔ اس کا رخ اپنی گاڑی کی طرف تھا جو فیکٹری کے احاطے میں
کھڑی تھی۔



فلائٹ آئے کافی دیر ہو چکی تھی وہ لوگ بے تابی سے عائشہ بھابی اور عبداللہ کا
انتظار کر رہے تھے کچھ ہی دیر مزید گزری تو ریان کو آگے بڑھتے دیکھ کر وہ
دونوں بھی اس کے پیچھے چل دیئے۔

کچھ ہی دور سیاہ عبایا میں ملبوس ایک لڑکی ٹرالی گھسیٹی آرہی تھی تین سالہ
عبداللہ کو اس نے سامان پر بٹھایا ہوا تھا۔ ریان نے قریب پہنچ کر اس کو بازو
کے گھیرے میں لیا اور بہت محبت سے اس کے سر پر بوسہ دیا اور پھر عبداللہ
کو اٹھا کر سینے میں بھینچ لیا۔ وہ دونوں چند قدم دور کھڑے ریان کی محبت کے
مظاہرے شرارتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔
پاپا میں آپ کو یاد کر رہا تھا۔۔۔

عبداللہ صاف آواز اور اردو میں باپ سے مخاطب ہوا تو دونوں نے حیرت سے
چھوٹے بچے کو دیکھا۔
میری جان پاپا بھی آپ کو بہت مس کر رہے تھے دیکھو آپ کو لینے آپ کے
چاچو آئے ہیں۔۔۔

ریان نے عبداللہ کو عفان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اس کو اٹھانے کے لئے اپنے ہاتھ بڑھا چکا تھا۔ عبداللہ شرماتا ہوا اس کی گود میں آ گیا ریان نے بہت محبت سے عبداللہ کو گلے لگاتے گل پر پیار کیا اس کی آنکھیں خوشی سے نم ہو گئیں تھیں۔

مجھے بھی دے دے میں بھی اس کا کچھ لگتا ہوں ہو ایک کیلا تو ہیں چاچو نہیں۔۔۔

مسلسل عبداللہ کو گلے لگائے دیکھ کر کبیر نے کھینچنے کے انداز میں عبداللہ کو اس کی گود سے لیا۔ عائشہ ان دونوں کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی ان دونوں نے عائشہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی تھی عائشہ کو ان کا انداز بہت پسند آیا عبداللہ کبیر کی گود میں بھی مسکرا رہا تھا۔

اسے دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا تھا کہ وہ بچہ پہلی بار یار ان سے مل رہا ہے۔ عفان سامان لے کر آگے بڑھ چکا تھا۔

وہ لوگ گھر پہنچے تو فاطمہ بے تابی سے ان کا انتظار کر رہی تھی۔ جیسے ہی گاڑی کا ہارن سنائی دیا خاتمہ جلدی سے باہر نکلیں اور گیٹ کھولا عفان گاڑی اندر لایا فاطمہ گیٹ بند کر کے واپس آئی تو وہ لوگ گاڑی سے اتر چکے گئے تھے۔

بھابی یہ میری وائف فاطمہ ہے۔۔۔

فاطمہ کے قریب آنے پر کبیر نے اس کا تعارف عائشہ سے کروایا۔ دونوں نے قدم آگے بڑھا کر ایک دوسرے کے گلے لگ کر ملنے کی رسم نبھائی۔

عبداللہ نیچے اتر کر دوڑتا ہوا لان کے کونے پر گیا جہاں پر رنگ برنگی لو برڈز کا پنجرہ موجود تھا اس کے یوں بھاگ کے جانے پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

فاطمہ عائشہ کو لئے اندر بڑھ گئی جبکہ کبیر اور عفان گاڑی سے سامان نکالنے لگے ریان عبداللہ کے پیچھے پنجرے کے قریب پہنچ چکا تھا کیونکہ عبداللہ انتہائی شرارتی بچہ تھا۔



کیا بات ہے آج ہماری بیٹی کا موڈ کیوں خراب ہے۔۔۔۔۔
محسن درانی نے خاموش بیٹھی میں رب کو دیکھ کر کہا تو میرے ایک نظر اپنے باپ پر ڈالی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کاش پاپا ہم اتنے امیر نہ ہوتے۔۔۔۔۔

میرب کی انہونی بات پر محسن درانی نے حیرانگی سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔
یہ تو بیٹا آپ ناشکری کی بات کر رہی ہیں۔۔۔۔۔
انہوں نے سخت لہجے میں تنبیہ کی۔

میں ناشکری نہیں کر رہی پاپا صرف ایک بات کر رہی ہوں۔۔۔۔۔

میرب نے فوراً ان کی بات کی تردید کی۔

بیٹا! بات کرنا بھی ناشکری کے زمرے میں آتا ہے ویسے میں اپنی بیٹی سے پوچھ سکتا ہوں کہ اس نے ایسا کیوں کہا۔۔۔۔۔

انہوں نے جاننا چاہا کہ ایسی کیا بات ہوئی کوئی جو میرب اس انداز میں بات کر رہی تھی۔

آج آپ کی بیٹی کو اس امیری کی وجہ سے ریجیکٹ کر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔
اس کے شکستہ لہجے پر انہوں نے اچنبھے سے اپنی بیٹی کو دیکھا جو افسردہ بیٹھی تھی۔ اس کی وہ مسکراہٹ جو ہر وقت اس کے چہرے پر چمکتی رہتی تھی آج غائب تھی۔

کیا کس نے ریجیکٹ کیا آپ کو۔۔۔

ان کے وہم و گمان میں بھی ایسی کوئی بات نہیں تھی جو وہ میرب کے منہ سے سن رہے تھے۔

آپ کے پیکنگ ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ ظہیر نے میرے منہ پر میری امیری کا طمانچہ مار کر مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنے سے انکار کیا ہے۔۔۔۔۔

اس کی درد میں ڈوبی آواز سن کر محسن درانی ہکا بکا رہ گئے۔ اندر آتی حلیمہ بیگم نے صبح میں اپنا سر پیٹا انہیں معلوم تھا کہ ان کی بیٹی اپنے باپ سے بہت کلوز ہے اور ہر بات ان سے شیئر کرتی ہے مگر اس وقت انہیں اس پر شدید غصہ آ رہا تھا جو وہ اپنی شرم و حیا بھلائے باپ کے ساتھ ایسے موضوع پر بات کر رہی تھی جس پر بات کرنا ہر لڑکی کے لیے بہت مشکل ہوتا تھا مگر وہ میرب درانی تھی سب سے الگ۔

اس نے اپنے اور ظہیر کے درمیان ہونے والی ساری بات چیت محسن درانی

کے گوش گزار کر دی۔

اس دوران حلیمہ بیگم نے کئی بار اسے آنکھیں نکالیں مگر وہ انہیں انکور کیے
آپنی بات مکمل کیے بنا نہیں رکی۔

آپی ہو سکتا ہے وہ کسی اور کو پسند کرتے ہوں اس لئے انہوں نے آپ کو اس
طرح انکار کیا ہو۔۔۔۔۔

اشمل جو کچھ دیر پہلے وہاں آئی تھی تھی ساری بات سننے کے بعد بولی۔
وہ انگیجڈ نہیں اور نہ ہی کسی کو پسند کرتے ہیں۔ میں فاروق بھائی سے کنفرم کر
چکی ہوں۔۔۔۔۔

میرب کی بات پر حلیمہ بیگم کا دل کیا کہ اپنی لاڈلی کو ایک عدد جھانپڑ رسید
کریں جو خود ہی اپنے رشتے کی تگ و دود میں لگی تھی۔
پھر تو واقعی حیرت انگیز بات ہے کہ ایک فیکٹری ہیڈ ڈپارٹمنٹ اسی فیکٹری کی
مالک کی بیٹی کا رشتہ ٹھکرا دے کہیں۔۔ ایسا تو نہیں کہ وہ یہ سب جان بوجھ کر
کر رہا ہوں ہو سکتا ہے اسے آپ کی پسندیدگی کا اندازہ ہو گیا ہو اور اب وہ
آپ کے سامنے پہلے خوددار بنا رہے اور بعد میں حامی بھر لے۔۔۔۔۔
اشمل کی بات پر سب نے اسے دیکھا جس پر اس نے کندھے اچکا دیئے۔
جی نہیں۔۔۔ وہ ایسا انسان نہیں۔۔۔۔۔ پاپا آپ فاروق بھائی کے ولیمے پر اس سے
ملے تھے۔ رشتے میں فاروق بھائی کا سالا لگتا ہے۔۔۔۔۔

میرب نے انہیں یاد کرایا تو ظہیر سے ہوئی ملاقات ان کے ذہن کے پردے پر

لہرائی انہیں وہ لڑکا بہت پسند آیا تھا اس کے بات کرنے کا انداز اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سب ہی اعلیٰ تھے۔ انہوں نے محسوس کیا تھا کہ وہ یہ جان کر بھی محسن درانی ان کے فیکٹری مالک ہیں ان کے ساتھ ایسے ہی بات چیت کر رہا تھا جیسے وہ ایک عام انسان سے مخاطب ہوں۔ عام ورکر کی طرح اس نے ان کی چاپلوسی نہیں کی تھی۔

واقعی بیٹا وہ ایک اچھا انسان ہے مگر بیٹا شادی کے لیے بہت کچھ دیکھنا پڑتا ہے --

انہوں نے نرمی سے میرب کو سمجھایا۔
 پاپا میں نے اس کو پہلی نظر میں ہی پسند کر لیا تھا اور اب یہ پسند سے بھی آگے کی بات ہے میں اس وقت تک اس کا انتظار کروں گی جب تک وہ اپنے انکار کو اقرار میں نہیں بدل لیتا۔۔۔

اس کا لہجہ مستحکم تھا۔ حلیمہ بیگم نے حیرانگی سے اپنی بیٹی کے تیور ملاحظہ کیے تھے۔



بھائی کل آپ آپ ہمیں شاپنگ کے لئے لے کر جائیں گے۔۔۔
 فاطمہ ریان سے مخاطب تھی جو عبداللہ کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا۔ باقی چاروں فیکٹری جا چکے تھے۔ عائشہ فاطمہ کے ساتھ لاونج میں بیٹھی تھی۔
 مجھے بھی پاکستان میں شاپنگ کرنے کا بہت شوق ہے یہاں پر سب چیزیں

بہت خوبصورت ملتی ہیں خاص طور پر یہاں کے کپڑے مجھے بہت پسند ہیں
 میں نے سوچا ہے شادی کے لیے ہیوی ڈریس لو گی۔۔۔

عائشہ فاطمہ کو ٹوٹی پھوٹی اردو میں اپنی خواہش سے آگاہ کر رہی تھی۔ فاطمہ کو
 اس کے منہ سے انگلش لہجے میں اردو بہت اچھی لگتی تھی۔ ریان کے ساتھ
 رہنے کی وجہ سے وہ اردو سمجھ جاتی تھی پر بولنے میں اٹکتی تھی۔

کیوں نہیں۔ کل ہم ضرور چلیں گے مجھے بھی اپنی شاپنگ کرنی ہے اور مراد
 اور کوکب کے لئے گفٹ بھی لینے ہیں۔۔۔ بھائی ہم عبداللہ کے لئے بھی شیروانی
 لیں گے جیسی مراد بھائی کے لیے لی ہے۔۔۔۔

فاطمہ نے آگے بڑھ کر عبداللہ کو ریان سے لیتے ہوئے کہا۔
 جیسے مرضی لینا مجھے کوئی اعتراض نہیں بس یہ دھیان میں رکھنا کہ کپڑے پہن
 کر عبداللہ کو بے چینی نہ ہو ورنہ اس نے ساری شادی میں ہمارے ناک میں
 دم کر کے رکھنا ہے۔۔۔۔۔

ریان نے آگاہ کیا کیوں کے ایک بار اس کو تھری پیس پہنانے کی غلطی کر دی
 تھی جب تک اس کے کپڑے چینج نہیں کروائے وہ گلا پھاڑ کے روتا رہا اس
 کے بعد سے اس کے کپڑے لیتے ہوئے احتیاط کرتے تھے۔

کوئی بات نہیں ہم بس تھوڑی دیر تک پہنائیں گے پھر چینج کروا دیں گے جس
 طرح وہ بھی تنگ نہیں پڑے گا۔۔۔

فاطمہ نے حل بھی نکال لیا عائشہ نے اس کی تائید میں سر ہلایا اسے یہ فیملی بہت

اچھی لگی تھی یہاں آ کر اسے بالکل بھی اجنبیت کا احساس نہیں ہوا تھا ایسے لگتا تھا جیسے ہمیشہ سے انہیں لوگوں کے ساتھ رہتی آ رہی ہے۔

اگلے دن کبیر نے فیکٹری سے چھٹی کی اور ان کے ساتھ ساتھ خوب شاپنگ کی سب سے خوش تو عبداللہ تھا جو شاپنگ مال میں دوڑ کر کبھی ایک شاپ میں گھستا کبھی دوسری میں ریان اور کبیر اس پر مسلسل نظر رکھے ہوئے تھے تاکہ وہ آگے پیچھے نہ ہو جائے۔



بھائی کل آپ آپ ہمیں شاپنگ کے لئے لے کر جائیں گے۔۔۔

فاطمہ ریان سے مخاطب تھی جو عبداللہ کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا۔ باقی چاروں فیکٹری جا چکے تھے۔ عائشہ فاطمہ کے ساتھ لاونج میں بیٹھی تھی۔

مجھے بھی پاکستان میں شاپنگ کرنے کا بہت شوق ہے یہاں پر سب چیزیں بہت خوبصورت ملتی ہیں خاص طور پر یہاں کے کپڑے مجھے بہت پسند ہیں میں نے سوچا ہے شادی کے لیے ہیوی ڈریس لو گی۔۔۔

عائشہ فاطمہ کو ٹوٹی پھوٹی اردو میں اپنی خواہش سے آگاہ کر رہی تھی۔ فاطمہ کو اس کے منہ سے انگلش لہجے میں اردو بہت اچھی لگتی تھی۔ ریان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے وہ اردو سمجھ جاتی تھی پر بولنے میں اٹکتی تھی۔

کیوں نہیں۔ کل ہم ضرور چلیں گے مجھے بھی اپنی شاپنگ کرنی ہے اور مراد اور کوکب کے لئے گفٹ بھی لینے ہیں۔۔۔ بھائی ہم عبداللہ کے لئے بھی شیردانی

لیں گے جیسی مراد بھائی کے لیے لی ہے۔۔۔۔

فاطمہ نے آگے بڑھ کر عبداللہ کو ریان سے لیتے ہوئے کہا۔
جیسے مرضی لینا مجھے کوئی اعتراض نہیں بس یہ دھیان میں رکھنا کہ کپڑے پہن کر عبداللہ کو بے چینی نہ ہو ورنہ اس نے ساری شادی میں ہمارے ناک میں دم کر کے رکھنا ہے۔۔۔۔

ریان نے آگاہ کیا کیوں کے ایک بار اس کو تھری پیس پہنانے کی غلطی کر دی تھی جب تک اس کے کپڑے چینج نہیں کروائے وہ گلا پھاڑ کے روتا رہا اس کے بعد سے اس کے کپڑے لیتے ہوئے احتیاط کرتے تھے۔
کوئی بات نہیں ہم بس تھوڑی دیر تک پہنائیں گے پھر چینج کروا دیں گے جس طرح وہ بھی تنگ نہیں پڑے گا۔۔۔

فاطمہ نے حل بھی نکال لیا عائشہ نے اس کی تائید میں سر ہلایا اسے یہ فیملی بہت اچھی لگی تھی یہاں آ کر اسے بالکل بھی اجنبیت کا احساس نہیں ہوا تھا ایسے لگتا تھا جیسے ہمیشہ سے انہیں لوگوں کے ساتھ رہتی آ رہی ہے۔

اگلے دن کبیر نے فیکٹری سے چھٹی کی اور ان کے ساتھ ساتھ خوب شاپنگ کی سب سے خوش تو عبداللہ تھا جو شاپنگ مال میں دوڑ کر کبھی ایک شاپ میں گھستا کبھی دوسری میں ریان اور کبیر اس پر مسلسل نظر رکھے ہوئے تھے تاکہ وہ آگے پیچھے نہ ہو جائے۔



میرے لئے چائے منگوا کر رکھیں میں کچھ دیر میں آتی ہوں ذرا رضیہ آنٹی سے بات چیت کر آؤ۔۔۔

میرب بنا دروازہ ناک دھڑلے سے اندر گھسی اپنا بیگ ٹیبل پر پٹخا اور آرڈر دے کر واپس نکل گئی۔

ظہیر نے منہ کھول کر اس کی ساری کاروائی ملاحظہ کی اسے اندازہ ہو گیا کہ اس دن کی بات کی وجہ سے وہ شاید خفا ہو گئی ہے۔

رسیور اٹھا کر کینیٹین میں چائے اور ساتھ میں کھانے کا آرڈر دیا اور واپس فائل میں مصروف ہو گیا۔

رضیہ آنٹی آپ پلیز مجھے جمیلہ آنٹی کے متعلق پوری معلومات دیں چند دن سے میں ان کو دیکھ رہی ہوں وہ بہت پریشان لگتی ہیں۔ یہ عمر ان کے آرام کرنے کی ہے جو وہ یہاں فیکٹری میں دھکے کھا کر گزار رہی ہیں۔۔۔

میرب جو رضیہ کو پیننگ ہال سے باہر لے کر آئی تھی ایک طرف بنے بیچ پر بیٹھ کر اس سے مخاطب تھی۔

میڈم جمیلہ بیوہ ہے۔۔۔ اس کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں ان کا ایک بیٹا معذور ہے وہ کوئی کام کاج نہیں کر سکتا دوسرا بیٹا اور بہو ٹھیک ٹھاک کماتے ہیں مگر جمیلہ اور اس کی بیٹیوں کے لئے ان کے پاس ایک دھیلا نہیں۔ جمیلہ کی بیٹیاں شادی کی عمر کو پہنچ چکی ہیں مگر جہیز نہ ہونے کی وجہ سے کسی کا بھی رشتہ نہیں ہوتا وہ ان کو ڈر کی وجہ سے فیکٹری نہیں لاتی دونوں بیٹیوں کو ایک

فیکٹری میں نوکری دلوائی تھی مگر وہاں کچھ لوگ انہیں ہراساں کرتے تھے وہ دن اور آج کا دن دوبارہ اس نے کبھی اپنی بیٹیوں کو گھر سے باہر نہیں نکالا۔۔ اللہ کی کرنی بھی ایسی ہے اس کی سیٹیاں اتنی خوبصورت ہیں کہ ہاتھ لگائے میلی ہوتی ہیں مگر بات ساری نصیبو کی ہے میڈم بڑی والی کی عمر 28 سال ہو چکی ہے ایک 26 سال کی اور ایک بیس سال کی ہے بس اس کی ایک ہی خواہش ہے کہ کسی بھی طرح اپنی بیٹیوں کو گھر کا کر دے۔۔۔

رضیہ نے آہستہ آہستہ جمیلہ کی ساری داستان ان کے گوش گزار کر دی۔ میرب کو شدید افسوس ہوا سب کچھ سن کر اس نے چند ہیڈنگز اپنی ڈائری میں لکھیں اور ڈائری بند کر دی۔

ٹھیک ہے آپ جائیں اور یہ بات میرے اور آپ کے بیچ میں رہنی چاہیے مجھے پتا نہ چلے آپ نے کسی کے سامنے بھی اس بات کا ذکر کیا ہے۔۔۔

میرب نے اس کو تنبیہ کرنا ضروری سمجھا۔ اس کو بھیج کر وہ خود واپس ظہیر کے روم میں آگئی جو سر جھکائے مسلسل فائل میں کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ میم میں سوچ رہا ہوں کہ آپ کے لیے لیفٹ سائیڈ والا جو روم خالی ہے اسے سیٹ کروا دو۔۔۔

میرب کے بیٹھنے پر ظہیر نے سر اٹھا کر کہا ہاں تو میرب نے اسے گھور کر دیکھا۔

کیوں میرے یہاں بیٹھنے سے آپ کو کیا پرالہم ہے۔۔۔

اس نے تلخی سے پوچھا۔

میم یہ بھی آپ کا آفس ہے مجھے آپ کے یہاں بیٹھنے سے کوئی پر اہلم نہیں مگر میں نہیں چاہتا کہ کوئی بھی آپ کے بارے میں کوئی بات کرے۔۔۔ ویسے بھی آپ اگر اپنے روم میں بیٹھ کر کام کریں گی تو آپ کو زیادہ آسانی ہوگی۔۔۔ ظہیر نے اسے سمجھانا چاہا۔

سیدھی طرح کہیں کہ آپ کو میرا یہاں بیٹھنا اچھا نہیں لگتا۔ لوگوں کا تو صرف بہانہ ہے۔۔۔

میرب غصے سے اٹھی اور ٹیبل پر پڑے بیگ کو اٹھایا ظہیر ہڑبڑا کر کھڑا ہوا اور جلدی سے اس کی سائیڈ پر آیا۔

پلیز میرب۔۔۔ مجھے آپ کے یہاں بیٹھنے سے کوئی پر اہلم نہیں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنا کام کام تسلی سے کریں کیوں باہر بیٹھ کر آپ چوکی دار اور فیکٹری میں کام کرنے والے دوسرے میل ورکرز کی نظروں میں آتی ہیں۔۔۔ آپ یہاں بیٹھ کر کسی بھی ورکر سے سے بات کریں گی تو وہ کھل کر بات چیت نہیں کر سکے گے کیوں کہ میں یہاں پر موجود ہوتا ہوں۔۔۔ اپنے روم میں آپ آپ آرام سے ان سے تفصیلی بات چیت کر سکتی ہیں۔۔۔

اس کے سامنے کھڑے ہوتے وہ نرمی سے بات اسے سمجھانا چاہ رہا تھا مگر آگے بھی میرب تھی اس کو نظر انداز کئے بیگ اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور غصے سے موبائل اٹھا کر اسے ایک ہاتھ سے سائیڈ پر کرتی باہر نکل گئی۔

ظہیر نے افسوس سے سر جھٹکا وہ اب اسے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ تو مالک ہے اس کے متعلق کوئی کچھ نہیں سوچے گا۔ ورکر ہونے کی حیثیت سے ظہیر کا کردار ضرور مشکوک ٹھہرایا جا رہا تھا کیونکہ میرب جس وقت بھی آتی سیدھا اس کے آفس میں آتی اس لیے وہ سب کی نظروں میں کھٹکنے لگا تھا اس کے جانے کے بعد ظہر کرسی پر بیٹھ کر چھت کی طرف دیکھنے لگا اس کا ذہن مسلسل میرب کے متعلق سوچ رہا تھا۔ یہ سچ ہے کہ وہ اسے بہت اچھی لگی تھی وہ اپنے آپ کو اس معاملے میں بے بس محسوس کر رہا تھا اس لئے چاہتا تھا کہ میرب کا سامنا سے کم سے کم ہو مگر وہ خود ہی بار بار اس کے سامنے آکر اس کے حوصلے آزما رہی تھی۔

اسے اپنے آپ پر غصہ آتا تھا کہ وہ کہاں دل لگا بیٹھا جہاں تک پہنچ بھی ممکن نہیں۔

ایک گہری سانس لیتے اس نے اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑا اور بے دلی سے فائل دیکھنے لگا۔



پاپا اس اکڑو خان نے آج مجھے صاف صاف کہہ دیا کہ میں اپنا دفتر کہیں اور بناؤ وہ مجھے اپنے کمرے میں بیٹھنے نہیں دے گا۔ ویسے حد نہیں ہوگئی میں اپنے ہی فیکٹری میں اپنی مرضی سے کسی کمرے میں نہیں جا سکتی اس صدی کا سب سے بڑا لطیفہ ہے۔۔۔

میرب جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی اندر سے آتی حلیمہ بیگم نے غصے سے اپنی بیٹی کو گھورا۔

محسن صاحب ! یہ آپ اچھا نہیں کر رہے بیٹی صاحبہ مزے سے آپ کو اپنی محبت کی داستان سناتی ہیں اور آپ اس کی حوصلہ افزائی کے لئے تیار بیٹھے ہوتے ہیں دنیا کے انوکھے باپ ہیں آپ۔۔

ان کا لہجہ تلخ اور انداز جارحانہ تھا۔

بیگم مجھے خوشی ہے کہ میری بیٹی مجھ سے اپنی ہر بات شیئر کرتی ہے اس بات میں بھی کوئی قباحت نہیں کہ وہ اپنی محبت کے متعلق مجھے بالا جھک بتا رہی ہے بجائے اس کے کہ وہ کچھ الٹا سیدھا کرے مجھ سے مشورہ مانگتی ہے تو یہ ایک اچھی عادت ہوئی نہ کہ بری۔۔۔

ان کی آواز میں نرمی اور چہرے پر دھیماسا تبسم تھا۔

یہ باتیں ماؤں کے کرنے کی ہوتی ہیں نہ کہ باپ کے۔۔

ان کا غصہ بدستور سوا نیزے پر تھا۔

آپ کے ساتھ بات کرتی تاکہ آپ مجھے ایک ہزار لیکچر دیتی کہ میں بے شرمی سے اپنے لئے لڑکا ڈھونڈ رہی ہو آپ کو تو شکر کرنا چاہیے کہ میں آپ لوگوں کا کام آسان کر رہی ہو اچھے سے ٹھوک بجا کر آپ کا داماد سیٹ کرنے کی کوششوں میں ہوں۔ الٹا آپ مجھ سے ناراض ہو کر بیٹھ گئی ہیں۔۔۔۔

میرب کی بات پر حلیمہ بیگم کا ہاتھ سیدھا اپنے جوتے پر گیا اور اگلے ہی لمحے

میرب جمپ لگ باپ کے پیچھے چھپ چکی تھی۔
دیکھا میں آپ سے اسی لیے کوئی بات نہیں کرتی میں بات بعد میں کروں
آپ جوتا پہلے اٹھاتی ہیں۔۔۔

اس نے نروٹھے پن سے کہا تو محسن صاحب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔
کس کو جوتا پڑنے کی تیاری ہو رہی ہے۔۔۔

اندر آتے باسم نے اونچی آواز میں کہا تو میرب اچھل کر کھڑی ہوئی اور جاکر
باسم کے گلے لگ گئی جو اکیڈمی سے سیدھا دو دن کی چھٹی پر گھر آیا تھا وہ
میرب سے ایک سال چھوٹا تھا سب سے ملنے کے بعد حلیمہ بیگم نے اسے
فریش ہونے کے لیے بھیجا اور خود اس کے لیے لئے کھانا بنانے کے لئے کچن
میں گھس گئی اس بار وہ پورے دو مہینے کے بعد آیا تھا شامل اور انیق مارکیٹ
گئے ہوئے تھے ورنہ باسم کے اچانک آنے پر بھونچال آچکا ہوتا۔

بیٹا ظہیر نے ٹھیک بات کی ہے۔ آپ کو اس کے روم میں نہیں بیٹھنا چاہیے
میں فاروق کو فون کر دوں گا وہ آپ کا روم سیٹ کروا دے گا۔۔۔

باسم کے جانے کے بعد انہوں نے میرب کو نرمی سے سمجھایا تو اس نے
پھولے منہ کے ساتھ محسن صاحب کو دیکھا۔

اس کا مطلب ہے کہ میں ان کی شکل بھی نہیں دیکھ سکتی یہ کیا بات ہوئی میں
تو سوچ رہی تھی کہ ان کو ساتھ لے کر جمیلہ آنٹی کی بچیوں کے لیے کسی
شادی دفتر میں بات کرو۔۔۔

میرب کی بات پر محسن صاحب کو ہنسی آئی مگر وہ چھپا گئے۔
تو اس میں کون سا بڑی بات ہے فیکٹری کے بعد آپ آرام سے اس کو ساتھ
لے کر جا سکتی ہیں ویسے میں سوچ رہا تھا کہ آپ فیکٹری میں ہی لڑکے ڈھونڈ
لیں زیادہ آسانی رہے گی۔۔۔
انہوں نے اپنا مشورہ دیا۔

پاپا ویسے آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر ایک مسئلہ ہوگا۔
کچھ سوچتے ہوئے میرب نے کہا تو انہوں نے سوالیہ نظروں سے بٹی کو دیکھا۔
دیکھیں پاپا فیکٹری میں جو لڑکے کام کرتے ہیں کیا پتا ان کی فیملی کیسی ہو ہر
ایک الگ طریقے سے سوچتا ہے۔۔۔
میرب کی بات کی انہوں نے تائید کی۔
بیٹا بات کرنے میں کوئی حرج نہیں آپ ظہیر سے کہیں کہ وہ خود ایسے لڑکے
دیکھے جن کی ابھی منگنی نہیں ہوئی مجھے یقین ہے کہ فیکٹری سے ایسے لڑکے
مل جائیں گے باقی رہ گئی بچیوں کی شادی کے وقت جہیز اور کھانے کی بات تو
وہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں میں تینوں بچیوں کی شادی کا خرچہ اٹھاؤں گا۔ رشتے
ملنے کے بعد آپ تینوں بچیوں کی ضرورت کی ساری چیزیں لے لیجئے گا۔۔۔
محسن صاحب کی بات پر وہ خوشی سے ان کے گلے لگ گئی اسے باپ کی یہ
عادت بہت پسند تھی کہ وہ کسی بھی غریب کی مدد کرنے میں پیچھے نہیں رہتے
تھے۔

تھینک یو پاپا۔۔۔ میں نے بھی اپنے کچھ دوستوں سے بات کی تھی وہ بھی میری مدد کریں گی۔۔۔ آپ دیکھنا پاپا ہم تینوں بچیوں کی شادی اچھے طریقے سے کریں گے۔۔۔

وہ نہایت پر جوش تھی باسم نے اپنی بہن کے خیالات سنے تو حقیقتاً اسے بہت خوشی ہوئی۔ وہ شروع سے ہی الگ مزاج کی تھی سادہ اور رحم دل۔ باسم کل تم میرے ساتھ ساتھ جمیلہ آنٹی کے گھر چلو گے۔۔۔

قریب آتے باسم کو دیکھ کر میرب نے کہا تو اس نے فوراً حامی بھر لی۔ میرب وہ بیچارہ دو دن کے لیے آیا ہے اسے گھر میں ٹکنے دو۔۔۔ حلیمہ بیگم نے اس کی بات سن کر ٹوکا۔

کوئی بات نہیں ماما ہم جلدی آجائیں گے۔۔۔ باسم نے انہیں تسلی دی۔ اگلے دن فیکٹری سے چھٹی تھی اس لیے میرب صبح سویرے ہی باسم کو ساتھ لیے جمیلہ کے گھر جانے کے لیے نکل آئیں ایڈریس وہ پہلے ہی فاروق سے لے چکی تھی۔

دروازہ جمیلہ آنٹی نے ہی کھولا میڈم کو سامنے دیکھ کر ان کا رنگ اڑا۔ جمیلہ آنٹی آپ پریشان کیوں ہو رہی ہیں میں یہاں آپ سے ملنے کے لیے آئی ہوں۔۔۔

ان کے حواس باختہ چہرے کو دیکھ کر میرب نے آگے بڑھ کر انہیں ساتھ لگا کر تسلی دی سامنے سے آتی ماہ رخ اجنبیوں کو دیکھ کر ٹھٹک کر رکی۔ جب کہ

باسم تو اس کو دیکھتا ہی رہ گیا اس کے صبح چہرے پر بڑی بڑی آنکھیں حیرانگی سے مزید بڑی لگ رہی تھیں۔ باسم کی نظروں کے ارتکاز سے گھبرا کر وہ فوراً واپس اندر چلی گئی۔ میرب کا سارا دھیان جمیلہ کی طرف تھا اس لیے وہ بھائی کی حالت سے انجان تھی جو ابھی تک اسی جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ گئی تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ جس چہرے کو وہ اتنے مہینوں سے سوچ رہا تھا یوں اچانک نظروں کے سامنے آجائے گا۔

جمیلہ انہیں ساتھ لئے چھوٹے سے ڈرائنگ روم میں آئیں۔
آپ بیٹھیں میں آتی ہوں۔۔۔

آپ کہی نہیں جانیے یہاں آئیں میرے پاس بیٹھیں۔۔۔
اگر ہمیں کچھ چاہیے ہو گا تو بلا جھجک آپ سے کہہ دیں گے۔۔۔۔
میرب نے ان کو پکڑ کر زبردستی اپنے ساتھ بٹھایا۔ باسم کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی وہ تو دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ جس نے دوبارہ اس پری پیکر کا چہرہ دیکھنا نصیب کیا۔

مجھے آپ کی تینوں بیٹیوں کی تصویریں چاہیے میں ان کے لئے رشتے بھی دیکھوں گی اور ان تینوں کی شادی بھی کرواؤں گی۔۔

اس کی بات پر جہاں جمیلہ چونکی وہی باسم نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ جمیلہ کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ انہیں کیا جواب دیں۔

آپ اتنا کیوں سوچ رہی ہیں جمیلہ آنٹی ! مجھے کسی قسم کا کوئی لالچ یا کوئی

غرض نہیں میں ان تینوں کو اپنی بہنیں سمجھ کر بیاہ رہی ہو اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مخلصی کو دیکھتے ہوئے یقیناً میرے لیے آسانیاں پیدا کریں گے۔ باقی جو ان تینوں کے نصیب میں ہوگا ان کو وہی ملے گا۔۔۔

میرب کی بات پر ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اس وقت ان کی بڑی بیٹی صفیہ چائے کی ٹرے تھامے اندر آئیں۔

یہ میری بڑی بیٹی صفیہ ہے۔۔۔

جمیلہ نے اس کا تعارف کروایا تو میرب نے دیکھا وہ کہیں سے بھی اٹھائیس کی نہیں لگ رہی تھی ان کا نازک سراپا بھولی سی صورت انہیں بہت کم عمر دکھا رہی تھی۔

آئے آپ یہاں بیٹھے میرے ساتھ۔۔۔

صفیہ کا ہاتھ تھام کر میرب نے اسے اپنے قریب ہی بٹھا لیا۔

آنٹی آپ دوسری بیٹیوں کو بھی بلائیں میں ان سے بھی ملو گی۔۔۔

میرب نے کہا تو وہ اٹھ کر اندر چلی گئیں۔ واپس آئیں تو ان کے ساتھ ہ بالکل صفیہ ہی کی طرح سلم اور سمارٹ لڑکی تھی اس کی شکل زیادہ جمیلہ سے مل رہی تھی۔

بیٹا یہ زرین صفیہ سے چھوٹی۔۔۔۔

جمیلہ آنٹی کے تعارف کروانے پر میرب نے ہاتھ بڑھا کر اس سے سلام لیا وہ بھی خاصی پراعتماد لڑکی تھی۔

آپ کی تیسری بیٹی کہاں ہے۔۔۔۔

چند لمحوں تک انتظار کرنے کے بعد میرب نے پوچھا۔

وہ اصل میں یہاں آتے ہوئے جھجک رہی ہے۔۔۔

آنٹی جمیلہ نے ہلکی آواز میں کہا تو میرب سر جھٹکتی کھڑی ہوئی۔ باسم جو اس کے انتظار میں بیٹھا تھا مایوس ہو گیا۔

کوئی بات نہیں میں خود اس سے مل آتی ہوں۔۔۔

میرب نے کہا تو صفیہ شرمندہ ہوتی اسے ساتھ لیے اندر چلی گئی۔ میرب کو ماہ رخ سے مل کر بہت خوشی ہوئی تھی وہ اپنی دونوں بڑی بہنوں سے زیادہ کیوٹ تھی اس کے چہرے پر اتنی معصومیت تھی کہ میرب کو لگا جیسے وہ چھوٹی بچی ہو۔

مجھے آپ سب سے مل کر بہت اچھا لگا ہے۔۔۔

میرب نے مسکراتے ہوئے کہا تو تینوں بہنوں نے اس نیک دل پری کو دیکھا جس کا لباس اس کی حیثیت کا پتہ بتا رہا تھا۔

وہ وہاں سے بہت خوش نکلی تھی اس کے ساتھ گلی پار کرتا ہوا مسلسل مسکرا رہا تھا کیونکہ آتے ہوئے اس پری کی جھلک دیکھنے کو مل گئی تھی جو جمیلہ کے کہنے پر میرب کو الوداع کہنے آئی تھی۔

میرب جانتی ہو آج میں کس سے ملا۔۔۔

باسم کی بات پر میرب نے حیرانگی سے بھائی کو دیکھا۔ جس کے چہرے پر انوکھی

چمک تھی۔

کس سے ملاقات ہو گئی جناب جو اس قدر چمک رہے ہیں۔۔۔۔

میرب نے حیرت سے پوچھا اس کا انداز شرارتی تھا۔

تمہیں یاد ہے میں نے ایک بار ایک لڑکی کا ذکر کیا تھا جس کے ساتھ غلطی

سے میرا کالج کا بیگ ایکسچینج ہو گیا تھا۔۔۔۔

باسم نے اسے یاد کروانے کی کوشش کی تو میرب کو فوراً یاد آگیا۔

ہاں ہاں۔۔ یاد آگیا مجھے اچھا تو اب تمہیں وہ لڑکی کہاں ملی۔۔۔

میرب جانتی تھی کہ جب سے وہ اس لڑکی سے ملا تھا بہت خوش رہنے لگ گیا

تھا۔

اسے میں نے وہاں جمیلہ آنٹی کے گھر دیکھا ہے۔۔۔۔

باسم کی بات پر اس نے جھٹکے سے رک کر بھائی کی شکل دیکھی۔

آپ کا مطلب ہے کہ وہ جمیلہ آنٹی کی بیٹی ہے۔۔۔۔

میرب کی بات پر باسم نے اثبات میں سر ہلایا۔

کونسی چھوٹی یا درمیانی۔۔۔۔

گہرا سانس لیتے اس نے پوچھا۔

سب سے چھوٹی ماہ رخ۔۔۔۔

باسم کی بات نے چند لمحے کیلئے لیے اسے ٹھٹکایا۔

اب آگے کیا ارادہ ہے۔۔۔۔

میرب نے جاننا چاہا کیوں کہ وہ اس کی سنجیدگی سے اچھی طرح واقف تھی۔
تم بتاؤ۔۔ کیا ماما اور پاپا اس بات پر راضی ہوں گے کہ ان کے فیکٹری ورکر
کی بیٹی بہو بن کر ان کے گھر آئے۔۔

باسم نے اپنا سوال اس کے سامنے رکھا۔
فی الحال میں اس معاملے میں کچھ نہیں کہہ سکتی پہلے مجھے ماما بابا سے بات
کرنے دو یہ تو ان سے بات کرنے کے بعد ہی اندازہ ہوگا کہ وہ کیا فیصلہ
کرتے ہیں۔۔

میرب نے سنجیدگی سے بھائی کو کہا کیوں کہ اپنے ماں باپ سے وہ اچھی طرح
واقف تھی۔

باسم کا دل ڈوب کر ابھرا۔ سارے رستے وہ یہی سوچتا آیا کہ آخر ہر اس کا
اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔

گھر آتے ہی اس نے تفصیل سے محسن صاحب کو ہر بات بتائی محسن صاحب
نے وہیں بیٹھے ظہیر کو کال کر کے اگلے دن اپنے آفس بلایا۔

پاپا آپ سے ایک اور بات کرنی تھی۔۔

میرے رب نے بلا جھجک ان سے کہا انہوں نے سوالیہ نظروں سے بیٹی کو
دیکھا۔

اب کیا بات کرنے والی رہ گئی ہے۔۔

انہوں نے استغفار کیا۔

پہلے ماما کو آنے دیں ان کے سامنے بات کروں گی۔۔۔
 میرب نے کہا اور حلیمہ بیگم کا انتظار کرنے لگی جو محسن صاحب کے لیے کافی
 بنانے گئی تھیں چند منٹ بعد ہی وہ کافی کا کپ ہاتھ میں پکڑے اندر آئیں۔
 کیا بات ہے ابھی تک باپ بیٹی کی میٹنگ ختم نہیں ہوئی۔۔۔
 انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

ماما ہماری میٹنگ ختم ہوگئی ہے اب نئی میٹنگ سٹارٹ ہونی ہے جس میں
 چیئر مین کا ہونا ضروری ہے۔۔۔

میرب کے شرارتی انداز پر انہوں نے ایک نظر محسن صاحب پر ڈالی جو
 مسکراتی نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھ رہے تھے۔
 آج سورج کہیں مغرب سے تو نہیں نکلا یا پھر میرے کان کچھ غلط سن رہے
 ہیں میرب صاحبہ کو اپنی میٹنگ میں ماں کی ضرورت پڑ گئی ہے۔۔۔
 اس بار ان کا انداز چھیڑنے والا تھا۔ میرب نے تھوڑا آگے ہو کر ان کے گلے
 میں بازو ڈالے اور زور سے گال پر پیار کیا۔

آپ تو میری جگنی ہیں بس آپ کو تنگ کرنے کے لئے میں ذرا زیادہ ٹائم پاپا
 کے ساتھ گزارتی ہوں۔۔۔

محسن صاحب کو آنکھ سے اشارہ کرتی ہے وہ ماں سے لاڈ کرتے ہوئے بولی۔
 یہ مکھن بازی کرنے کے بجائے سیدھی طرح اپنی بات پر آؤ۔۔۔
 انہوں نے کہا تو میرب نے اطمینان سے ساری بات ان کے گوش گزار کر

دی۔

محسن صاحب۔۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ کی ساری اولاد نے قسم کھائی ہے کہ کوئی سیدھا کام نہیں کرنا۔۔ اب آپ بتائیں کیا ہم ایک فیکٹری ورکر کے گھر اپنے بیٹے کا رشتہ لینے جائیں گے۔۔ کیا کہیں گے لوگ کہ ہمیں اپنے بیٹے کے لیے کوئی لڑکی نہیں ملی۔۔۔

میرب کی بات پر حلیمہ بیگم غصے سے تلملائیں تو محسن صاحب نے ایک نظر بیوی کو دیکھا۔

آپ کو چک چھتیس کی بانو یاد ہے یا پھر بھول گئی ہیں اس کو۔۔۔
ان کے منہ سے بانو کا نام سن کر حلیمہ بیگم شرمندہ ہو گئی۔
بیگم اصل انسان تو وہی ہے جو اپنی اوقات کبھی نہیں بھولتا میرا خیال ہے کہ میری بات آپ کو اچھی طرح سمجھ آگئی ہوگی۔۔۔
ان کے انداز میں نرمی اور لہجے میں گرمی تھی۔

میرب نے نا سمجھی سے دونوں کو دیکھا مگر پوچھا کچھ نہیں۔
میرب تصویر لائی ہوں تو دکھاؤ ہم بھی تو دیکھیں ہمارے شہزادے نے اپنے لئے کس کو پسند کیا ہے۔۔

اس بار بیگم حلیمہ کا لہجہ نارمل تھا۔ میرب فوراً نیچے اتری اور کمرے کی طرف دوڑی تاکہ ماہ رخ کی تصویر اپنے پرس سے نکال کر لائے۔
میں بہت شرمندہ ہوں محسن مجھے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔۔

اس کے جانے کے بعد حلیمہ بیگم شرمندگی سے بولی تو محسن صاحب اٹھ کر ان کے قریب آئے اور ان کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اٹھایا۔ محبت سے ان کے ماتھے پر بوسہ دے کر انہیں ایک طرف سے بازو کے گھیرے میں لیا۔ مجھے معلوم ہے میری بیگم بہت سمجھدار ہے۔۔

ان کا لہجہ شرارتی تھا حلیمہ نے ہنستے ہوئے ان کے سینے پر ہاتھ مارا میرب اسی وقت کھلے دروازے سے اندر آئی تھی۔



ظہیر آج محسن صاحب کے بلانے پر ان کے آفس میں موجود تھا وہ اسے بٹھا کر کچھ ضروری پیپر سائن کرنے میں مصروف تھے۔ میرب ان کے الٹے ہاتھ پر موجود صوفے پر بیٹھی میگزین دیکھ رہی تھی۔ اس نے ظہیر کو مکمل انکور کیا تھا حتیٰ کہ سلام کا جواب بھی دل میں دیا۔

ظہیر بتائیے کیا لیں گے چائے یا کافی۔۔

سائن کرنے کے بعد انہوں نے ظہیر کو مخاطب کیا تو اس نے آرام سے انکار کر دیا۔ اس کے باوجود انہوں نے رسیور اٹھا کر چائے کے ساتھ سینڈوچز کا آرڈر دیا۔

میں نے آپ کو اس لئے زحمت دی ہے کہ میں چاہتا ہوں آپ انیق گارمنٹس میں کرنے والے لڑکوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کریں ان میں سے جو غیر منگنی شدہ لڑکے ہیں ان کو الگ کر کریں یہ بات ذہن میں رکھئے گا کہ

کچھ کی عمر تیس سے پینتیس سال کے درمیان ہو اور کچھ کی اٹھائیس سے
 بتیس سال کے درمیان۔۔۔ اس کے بعد آپ نے ان سے ان کی فیملی کی ڈیٹیل
 لیٹی ہے۔ میرب نے آٹھ لڑکیاں دیکھ رکھی ہیں جن کی شادی اس نے خود
 کروانی ہے آپ کا کام بس ساری معلومات اکٹھی کرنا ہے۔۔۔۔
 محسن صاحب نے اسے ہدایات کی تو اس نے چند لمحے سر جھکا کر سوچا۔
 سر یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں کوئی بھی اس طرح سے اپنے لڑکوں کی شادیاں
 کرنے پر راضی نہیں ہونگے۔۔۔
 ظہیر نے سمجھانا چاہا۔

میرا خیال ہے کہ جب ہم ان کی شادیوں کے سارے خرچ اٹھائیں گے تو آرام
 سے شادی کے لئے مان جائیں گے آپ کو یقین نہیں آتا تو آپ کوئی ایک لڑکا
 ڈھونڈ لیں میں آپ کے ہمراہ اس کی فیملی سے ملنے جاؤں گی پھر آپ کو خود
 اندازہ ہو جائے گا۔۔۔

میرب غصیلی آواز پر ظہیر ہے سر اٹھا کر اس کو دیکھا جو روٹھی ہوئی بیٹھی
 تھی۔

میم اگر آپ اس طرح انہیں لالچ دیں گی تو وہ شادی کے لیے کو راضی ہو
 جائیں گے پھر چاہے لڑکی جیسی بھی ہو میں صرف آپ کے طریقہ کار پر اس
 پر اعتراض کر رہا ہوں۔۔۔۔ آپ انہیں شادی کا خرچہ اٹھانے کا لالچ دیئے بغیر
 شادی کی بات کریں پھر جن کے رشتے ہو جائیں اس کے بعد آپ ان سے

شادی کا خرچہ اٹھانے کی بات کریں گے تو یہ ایک الگ بات ہوگی۔۔۔۔ ہماری
کوشش ہونی چاہیے کہ ہم ان لڑکیوں کے لیے ایسے گھرانے تلاش کریں جو
مخلص اور سیدھے سادھے ہو کیوں کہ ہم نے لڑکیاں بیاہنی ہی نہیں بسانی بھی
ہیں۔۔۔۔

ظہیر کی بات سن کر محسن صاحب خوش ہوئے۔ انہوں نے اس کی بات کی
تائید کی اور میرب کو بھی ظہیر کی بات ماننے کے لیے راضی کیا۔
میرب بیٹا آپ چل کر میٹنگ روم میں بیٹھیں مجھے ظہیر سے کچھ ضروری کام
ہے جب تک آپ لنچ کر لیں۔۔

انہوں نے میرب سے کہا تو وہ میگزین سائیڈ پر رکھتی کھڑی ہوئی۔
مجھے اکیلے لنچ نہیں کرنا آپ فارغ ہو جائیں تو میں آپ کے ساتھ لنچ کروں
گی۔۔۔۔

میرب بچوں کی طرح منہ بسور کر بولی اور باہر نکل گئی محسن صاحب نے ہنستے
ہوئے سر جھٹکا۔

تو بیٹا آپ بتائیے ذرا آپ نے میری بیٹی کے رشتے سے انکار کیوں کیا۔۔۔
محسن صاحب کا سوال سن کر ظہیر حیرانگی سے ان کی شکل دیکھنے لگا۔ اسے یقین
نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس سے ایسا سوال پوچھ سکتے ہیں۔
سوری سر مجھے جو ٹھیک لگا میں نے وہی کیا۔۔۔
اس نے بنا لگی لیٹی سیدھا جواب دیا۔

اگر میں کہوں کہ مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں تو پھر آپ کا جواب کیا ہوگا۔

محسن صاحب نے سوالیہ نظروں سے استفسار کیا۔

سر آپ کے اور میرے اسٹیٹس میں بہت فرق ہے میں ڈیرہ غازی خان کے قریب چھوٹے سے گاؤں کا رہائشی ہوں میرے والد کی زمین پر کاشت کاری کرتے ہیں میرے بڑے بھائی بھی ان کے ساتھ کاشتکاری کرواتے ہیں سر بتانے کا مقصد یہ ہے کہ میں ایک بہت ہی معمولی سا انسان ہوں۔۔۔

ظہیر نے بغیر شرمندہ ہوئے اطمینان سے اپنی حقیقت سے انہیں آگاہ کیا۔ آپ نے کبھی چک چھتیس کا نام سنا ہے۔۔۔

پوچھنے پر ظہیر نے نفی میں سر ہلایا۔

گجرات سے آدھا گھنٹہ آگے آئے تو جی ٹی روڈ سے ایک کچی سڑک نیچے کی طرف اترتی ہے اس روڈ پر مزید ایک گھنٹہ آگے جانے پر چھتیس آتا ہے وہاں جا کر کسی سے بھی پوچھ لینا حمید مچھلی فروش کا گھر۔۔۔۔۔

اگر آج مجھے اس کرسی پر بیٹھا دیکھ رہے ہو تو اس میں میری محنت اور لگن شامل ہے۔۔۔۔ میں حمید مچھلی فروش کا بیٹا ہو اور مجھے اپنے اس حوالے پر فخر

ہے کیونکہ میرے باپ نے مچھلی بیچ کر مجھے تعلیم دلوائی اور آج میں اس مقام پر ہوں ہمارا حوالہ ہمارے لئے شرمندگی کا باعث نہیں ہوتا ہمیں تو فخر ہونا چاہیے کہ ہم کیا تھے اور کیا ہیں میں مانتا ہوں کہ کچھ لوگ اپنی اوقات

بھول جاتے ہیں اور انسانوں کو حقیر مخلوق سمجھنا شروع کر دیتے ہیں میرا ماننا ہے کہ انسان کو اپنا اصل کبھی بھی نہیں بھولنا چاہیے۔۔۔۔۔ مجھے اپنی بیٹی کی پسند پر کوئی شرمندگی نہیں اگر آپ سوچنے کے لئے وقت لینا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے ذہن سے فضول خیالات نکال دو اس کے علاوہ میری بیٹی میں کوئی خرابی ہے تو مجھے بتا کر انکار کر سکتے ہو۔۔۔۔۔

انہوں نے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے اس کا جائزہ لیا۔ محسن صاحب کی بات پر چہرے پر مسکراہٹ چھب دکھلا کر غائب ہو گئی۔

ساری باتیں تو آپ نے کر دی ہیں میرے لئے اور کچھ نہیں اور جہاں تک میرب میں خرابی کا سوال ہے تو آپ کی بیٹی لاکھوں میں ایک ہے بس زرا دھانسو ٹائپ کی ہیں۔ نرم مزاج بھی ہیں۔۔ غصیلی بھی ہیں یعنی ہر رنگ ہے ان میں اور میں ان سے یہی رنگ چھیننا نہیں چاہتا۔ میری معمولی سی تنخواہ میں ان کا گزارہ بہت مشکل ہے ایک لڑکی جو ساری زندگی عیش و عشرت میں پلی بڑھی ہوں اس کے لیے ایک مڈل کلاس زندگی کسی عذاب سے کم نہیں ہوگی۔۔۔۔۔

ظہیر کی آواز میں مضبوط اور لہجہ دھیمہ تھا۔

برخوردار میری بیٹی سے شادی کے بعد آپ کی حیثیت میں فرق آ جائے گا اس کے حصے کی جائیداد سے آپ اپنا کاروبار شروع کر سکتے ہیں اپنا لائف

سائل چنج کر سکتے ہیں۔۔۔۔

محسن صاحب نے اس کے سامنے پتہ پھینکا وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ ظہیر بازی کیسے کھیلتا ہے۔

سر ایک بات کہوں معذرت کے ساتھ وہ نہایت بے غیرت شخص ہوگا جو بیوی کی کمائی پر نظر رکھے مجھے مر کر بھی ایسی آفر قبول نہیں۔۔۔۔

ظہیر کا لہجہ اس بار تھوڑا سخت تھا مگر اس نے اپنی آواز اونچی نہیں ہونے دی۔

اچھا تو پھر دوسرا آپشن بھی موجود ہے۔۔۔۔ میرب بھی جاب کر لے گی اسی فیکٹری میں پھر تم دونوں کمانے والے ہو جاؤ گے تو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔۔۔۔

ایک بار پھر انہوں نے اپنا داؤ چلا۔

یہاں پر بھی آپ غلط ہیں میں ان آسائشات کے بغیر رہنا پسند کروں گا جن کے لئے میری بیوی کو گھر سے باہر نکلنا پڑے سیدھی بات سر میں کبھی بھی ایسی لڑکی کی زندگی خراب نہیں کروں گا جو میری حیثیت کے ساتھ نہ رہ سکے میں جانتا ہوں کہ میرب میم مجھے پسند کرنے لگی ہیں اور شاید کہیں میرے دل میں بھی ان کے لیے نرم جذبات موجود ہیں۔۔۔۔

محبت مل جانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی قیمتی خزانہ ہاتھ لگ جائے انسان کو لگتا ہے کہ اسے ساری دنیا مل گئی مگر سر جب یہی محبت حالات کے تھپیڑے کھا کر روپ بدلتی ہے تو بہت تکلیف دیتی ہے میں اسی تکلیف سے اپنے ساتھ

میرب میم آپ کو بھی بچانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

ظہیر مسلسل دھمی آواز میں ان سے مخاطب تھا۔ محسن صاحب نے دل ہی دل میں اس کو سراہا انہیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ میرب کو کیسے سمجھائیں۔ مجھے لگتا تھا کہ میں پاگل ہوں مگر آپ پتہ چلا کہ مجھ سے بڑے بھی پاگل موجود ہیں جو اپنے مستقبل کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنا حال خراب کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ کے خیالات جان کر بہت خوشی ہوئی۔۔۔۔۔ میں آپ کو اپنے دل سے نہیں نکال سکتی اور نہ ہی آپ کی جگہ کسی اور کو دے سکتی ہوں۔۔۔۔۔ آپ سے ملتے ہی دل سے ایک عہد کیا تھا کہ آپ نہیں تو کوئی نہیں آپ نے تو میرا وعدہ میرے ہی ہاتھ میں میں دے دیا مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں میرے پاس زندگی جینے کا ایک مقصد ہے دوسروں کی مدد آپ کا بہت شکریہ آپ کی وجہ سے اب میں ساری زندگی اپنا یہ مقصد ساتھ لے کر چلو گی۔۔۔۔۔

میرب کی آنکھوں میں آنسو اور چہرے پر مسکراہٹ تھی اس کے شکستہ انداز پر ظہیر کو سخت برا لگا میرب کچھ وقت پہلے ہی ان کو لپچ کے لیے بلانے آئی تھی دروازہ تھوڑا سا کھلا ہونے کی وجہ سے سے ساری باتیں اس کے کانوں میں بخوبی پڑی اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے باوجود اس کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے۔

وہ تیزی سے کمرے کی سائیڈ پر موجود صوفے کی طرف بڑھی اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور باہر نکل گئی۔

ظہیر کو اس وقت اس کی کنڈیشن کا اندازہ ہو رہا تھا اس لیے ان سے ایکسیکوز کرتا اس کے پیچھے دوڑا جو پارکنگ میں پہنچ کر گاڑی سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھ کر گھٹنوں پر سر رکھے زار و قطار رو رہی تھی۔

ظہیر کے چہرے کا رنگ اڑا وہ تیزی سے اس کے قریب جا کر بیٹھا اور دونوں ہاتھوں سے اس کا سر اٹھا کر اونچا کیا میرب اجنبی ہاتھوں کا لمس پاتے ہی ٹھٹھک کر سیدھی ہوئی مگر سامنے نے ظہیر کو دیکھ کر روتی ہوئی ساکت ہو گئی۔

ظہیر نے بنا کوئی بات کیے اس کا چہرہ اپنے رومال سے صاف کیا اور اس کے ہاتھ سے گاڑی کی چابی لے کر دروازہ کھولا اور اسے اٹھا کر بردستی گاڑی میں بٹھایا پچھلا دروازہ کھول کر سیٹ بیگ سے پانی کی بوتل نکال کر پانی اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

میرب یہ پینے کے لئے ہے دیکھنے کے لیے نہیں۔۔۔

اس کو یوں ہی گلاس ہاتھ میں تھامے دیکھ کر ظہیر نے ٹوکا مگر وہ ہنوز ویسے ہی بیٹھی رہی تو اس نے گہرا سانس لیتے آگے ہو کر گلاس اس کے ہاتھ سے لیا اور خود اس کے منہ کے ساتھ لگایا جب وہ پانی پی چکی تو بوتل اور گلاس واپس رکھ کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔

خاموشی سے گاڑی سٹارٹ کر کے اس نے آگے بڑھا دی کچھ ہی دیر میں وہ محسن درانی کے گھر کے سامنے کھڑے تھے

اندر جائیں اور جا کر اچھی سی نیند لیں آپ بہتر محسوس کریں گی۔۔۔۔
 گاڑی گیٹ کے سامنے روک کر اس نے ہارن دیا۔ گیٹ کھلنے پر گاڑی پورچ
 میں لا کر کھڑی کی اور ایک نظر میرب کو دیکھ کر کہا تو میرب نے آنکھیں اٹھا
 کر اس ستم گر کو دیکھا۔

آپ کے پاس غیب کا علم ہے جس کی مدد سے آپ کو معلوم ہوا کہ مجھے نیند
 آجائے گی۔۔۔

وہ بول کر اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر بیگ لیے اندر کی جانب بڑھ
 گئی۔ ظہیر نے سٹیرنگ پر مکا مارتے تاسف سے اسے اندر جاتے دیکھا۔ گاڑی کو
 لاک کر کے چابی چوکیدار کے حوالے کر کے وہ باہر نکل گیا۔



یار میں نے ساری پیکنگ مکمل کر لی ہے میرا تو دل کر رہا ہے کہ اڑ کر
 پاکستان پہنچ جاؤں۔۔۔۔

ماہم فاطمہ سے ویڈیو کال پر بات کرنے میں مصروف تھی۔

فاطمہ بیٹا ایک کپ چائے بنوا دوں۔۔۔۔

فون سے عفان کی آواز ابھری تو ماہم کے چہرے نے تیزی سے رنگ بدلا
 فاطمہ نے شرارت سے اسے دیکھا اور بیک کیمرہ آن کر دیا اب ماہم آپ کے
 سامنے عفان تھا جو سامنے صوفے سے ٹیک لگائے اپنا سر دبانے میں مصروف
 تھا ماہم کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔

فانی بھائی کیا آپ کے سر میں درد ہے۔۔۔
 اس کا چہرہ پوری طرح سامنے کرنے کے لیے فاطمہ نے عفان کو مخاطب کیا
 اور حسب خواہش عفان نے سیدھے ہو کر فاطمہ کو دیکھا اور سر ہلایا۔ ماہم اس
 کا چہرہ سکریں پر دیکھ کر شرما گئی جس پر فاطمہ نے مسکراہٹ روکنے کی ناکام
 کوشش کی۔

فاطمہ کس سے بات کر رہی ہو۔۔۔۔
 عفان کو اس کی حرکات کچھ مشکوک لگیں تو پوچھ بیٹھا۔
 میری کالج کی دوست ہے بھائی۔۔۔۔
 فاطمہ نے سکریں پر نظر ڈالی جہاں ماہم اسے خدا حافظ کہہ رہی تھی۔ فاطمہ نے
 ایئر فون کانوں سے نکالے اور موبائل آف کر کے رکھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ
 چائے بنا کر ساتھ میں سینڈوچ اور پین کلر لے کر عفان کے پاس آئی۔
 یہ لیں بھائی۔۔۔ چائے پی کر ٹیبلٹ کھالیں۔ آرام آجائے گا۔۔۔۔۔
 فاطمہ نے کہا تو عفان نے اپنی آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو گیا۔
 آپ ماہم کو مس نہیں کرتے۔۔۔۔
 فاطمہ نے سرسری سا لہجہ بنا کر پوچھا۔
 نہیں۔۔۔۔

اس نے ایک لفظی جواب دیا ماہم نے گھور کر عفان کو دیکھا۔
 آپ کیوں ہم سے ہر بار جھوٹ بولتے ہیں۔۔۔۔ آپ کے چہرے پر صاف '

400

آپ ایک ہفتہ اس بات پر خوب اچھی طرح سوچیں اور پھر کوئی حتمی فیصلہ کریں جلد بازی میں کیے گئے فیصلے ہمیشہ نقصان دیتے ہیں۔۔۔ گاؤں جانے سے پہلے مجھے آپ کا فیصلہ چاہیے کیوں کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ شادی پر ہم میرب کو اپنے گاؤں لے کر جائیں گے۔۔۔

فاطمہ نے کہا ظہیر نے نفی میں سر ہلایا۔
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

میں نے آپ سے پوچھا نہیں بلکہ آپ کو اطلاع دی ہے۔۔۔۔۔ مجھے ایک ہفتے بعد آپ کا جواب ہاں میں چاہیے میں اتنی اچھی بھابھی کھونا نہیں چاہتی۔۔۔۔

401



میرب جب سے آئی تھی کمرے میں بند تھی حلیمہ بیگم کے کمرے میں آئیں
تو وہ اندھیرا کیے لیٹی تھی انہوں نے آگے بڑھ کر لائٹ آن کی وہ بیڈ سے
ٹیک لگائے بیٹھی تھی سوچی ہوئی آنکھیں اور سرخ چہرے کے ساتھ ماں کو
دیکھنے لگی۔

میرب میرا بیٹا یہ کیا حال بنایا ہوا ہے اپنا کیا ہوا ہے کیوں ایسے بیٹھی ہو۔۔۔
وہ بہت تیزی سے اس کے قریب آئیں اور پاس بیٹھتے ہوئے پریشانی سے
پوچھنے لگیں۔

ماما آپ کی بیٹی محبت کے معاملے میں بہت بدنصیب ہے جس کو چاہا اس نے
مجھے میری دولت کی وجہ سے ٹھکرا دیا۔۔۔۔
وہ آگے ہوتی ایک دم ماں کے گلے لگ کر رو دیں۔

میرا بیٹا اس طرح نہیں رو میں پریشان ہو رہی ہو۔۔۔
اسے یوں غمزدہ دیکھ کر ان کا دل بیٹھنے لگا وہ تو چہکتے ہوئے ہی اچھی لگتی تھی۔
ماما مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا میرا دل کرتا ہے ساری دنیا کو آگ لگا دو
ایسا۔۔۔ کیوں ہوا میرے ساتھ۔۔۔

حلیمہ بیگم کو اس کا جسم گرم لگا تو انہوں نے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اس کا بخار
چیک کیا۔

میرب تمہیں بہت تیز بخار ہو رہا ہے یہاں لیٹو میں ڈاکٹر کو فون کر کے آتی

ہوں۔۔۔۔

حلیمہ بیگ نے زبردستی اسے تکیہ پر لیٹایا اور خود ڈاکٹر کو فون کرنے کے لئے باہر آ گئیں کچھ دیر میں ان کا فیملی ڈاکٹر کا موجود تھا اسے چیک کرنے کے بعد انہوں نے ٹینشن کی وجہ سے طبیعت کی خرابی بتایا۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد حلیمہ بیگ نے زبردستی اسے سے سوپ پلا کر میڈیسن دیں اور جب تک وہ سو نہیں گئی اس کے پاس ہی بیٹھی رہی اشمیل دو دفعہ چکر لگا کر انہیں دیکھ کر گئی ہر بار حلیمہ بیگم نے اسے اشارہ کے باہر بھیج دیا وہ ان سے پوچھنا چاہتی تھی کہ میرب کو کیا ٹینشن ہے وہ اور انیق سارے معاملے سے فی الحال بے خبر تھے۔

اس کے سونے کے بعد حلیمہ بیگم نے کال کر کے محسن صاحب کو ساری صورت حال بتائی تو وہ بھی پریشان ہو گئے اسی وقت اپنا کام چھوڑ کر وہ سیدھا گھر آئے میرب کو سوتا دیکھ کر ان کو تھوڑی تسلی ہوئی انہوں نے حلیمہ بیگم کے پوچھنے پر فیکٹری میں ظہیر سے ہونے والی ملاقات کا احوال انہیں منع و عن سنا دیا

میں سمجھاؤں گی میرب کو ہم زبردستی کسی پر مسلط نہیں ہو سکتے۔۔۔۔
حلیمہ بیگ نے کہا تو محسن صاحب نے اثبات میں سر ہلایا دیا وہ خود بھی اپنی لاڈلی کے لیے پریشان تھے۔



شمینہ کافی دیر سے آیا بی کا انتظار کر رہی تھی مگر وہ کمرے سے باہر نہیں آئیں تو دونوں بچوں کو لاونج میں کھیلتا چھوڑ کر ان کے کمرے میں آئی انہیں سوتا دیکھ کر اسے حیرانی ہوئی کیونکہ اس ٹائم وہ عموماً بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کر رہی ہوتی تھی اس نے آگے بڑھ کر ان کے ماتھے کو ہاتھ لگایا تو وہ ٹھنڈا ٹھار تھا کسی انہونی کے خدشے کے تحت شمینہ نے جلدی سے انہیں سیدھا کیا تو ان کی گردن ایک طرف لڑھک گئی شمینہ کی چیخ نکل گئی وہ فوراً دوڑی اور موبائل اٹھا کر فاروق کا نمبر ملا۔

فاروق جلدی گھر آئیں اور ڈاکٹر کو لے کر آنا پتا نہیں آیا بی کو کیا ہو گیا ہے وہ اٹھ نہیں رہی۔۔۔

کال اٹینڈ ہوتے ہی شمینہ بیتابی سے بولی تو فاروق بھی پریشان ہو کر کال بند کرتا باہر دوڑا کچھ ہی دیر میں وہ ڈاکٹر کے ہمراہ گھر آیا ڈاکٹر نے چیک کرنے کے بعد ایک نظر فاروق کو دیکھا۔

ایم سوری شی از نو مور۔۔۔

ڈاکٹر کی بات پر فاروق نے افیت سے آنکھیں میچیں ماں باپ کے بعد ایک وہی رشتہ تو بچا تھا ان کے پاس آج وہ بھی دور چلا گیا ڈاکٹر کے جاتے ہی شمینہ بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی اور فاروق کو روتا دیکھ کر کسی انہونی کا احساس ہوا فاروق نے شمینہ کو دیکھتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی اور آگے بڑھ کر آیا بی کا چہرہ چادر سے ڈھانپ دیا شمینہ کی چیخ نکل گئی اسے یقین نہیں آرہا تھا

کہ اتنا مہربان وجود یوں اچانک اسے چھوڑ کر چلا گیا ہے ان کے ہوتے اسے کبھی بھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی کچھ ہی دیر میں فاروق نے عفان لوگوں کو فون کر کے بتا دیا اگلے تین چار دن سب ہی ان کے گھر صبح سے شام تک موجود رہتے گاؤں سے ثمنینہ کے والدین بھی آئے اور قل کے بعد واپس گاؤں چلے گئے۔

چھوٹے بچوں کو آیا بی کے ہاتھ کی عادت تھی وہ بار بار ان کے کمرے میں جاتے اور بیڈ خالی دیکھ کر رونا شروع کر دیتے۔ ثمنینہ ان دونوں کو سنبھالتی خود بھی رو دیتی۔ کافی دن لگ گئے ہم کو سنبھلنے میں اسی طرح دو ہفتے گزر گئے اس دن صبح سے ہی ثمنینہ کو بخار تھا۔

فاروق کے آفس سے آنے کا ٹائم ہو رہا تھا اس لیے اس نے بچوں کو سولانے کے بعد چائے رکھی اور وہیں کرسی پر بیٹھ گئی کچھ ہی دیر بعد ڈور بیل بجی وہ دروازے تک گئی اور بنا پوچھے ہی دروازہ کھول دیا اسے لگا فاروق ہوگا سامنے فہمیدہ بیگم اپنی بیٹی اور ایک آدمی کے ساتھ کھڑی تھیں ثمنینہ نے ان کو اندر آنے کے لیے رستہ دیا مگر سوائے اس آدمی کے کوئی اندر نہیں آیا۔

یہ میرا بھتیجا ہے اسے بٹھاؤ میں ذرا دس منٹ میں آتی ہوں۔۔۔۔

فہمیدہ بیگم بیٹی کا ہاتھ پکڑتے ثمنینہ کے کچھ بھی کہنے سے پہلے ہی باہر نکل گئیں۔

آپ باہر جائیں جب تک فہمیدہ آنٹی واپس آتی ہیں باہر انتظار کریں۔۔۔۔

406

----آپ کو شرم نہیں آئی بیٹیوں کے ہوتے ہوئے آپ کسی کی بیٹی کے ساتھ اتنی گھناونی حرکت کیسے کر سکتی ہیں۔۔۔

اس سے پہلے کہ فاروق کچھ بولتا ثمنینہ اپنا آپ سنبھالتی اٹھی اور فہمیدہ پر چڑھ دوڑی۔

فاروق لگتا ہے تمہاری بیوی کا دماغ الٹ گیا ہے ایک غیر آدمی تمہاری غیر موجودگی میں اس فلیٹ میں موجود تھا اور تم خاموش کھڑے سب تماشہ دیکھ رہے ہو تمہیں تو چاہیے تھا اس کو چوٹی سے پکڑ کر اسی وقت تین لفظ بولو اور یہاں سے نکال باہر کرو۔۔۔۔۔

فہمیدہ بیگم کی بات پر ثمنینہ نے ٹھٹک کر فاروق کو دیکھا جو وہی کھڑا ساری سچویشن سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

فاروق نہیں یہ سب جھوٹ ہے میں نے کسی کو نہیں بلایا یہ آدمی ان کے ساتھ یہاں آیا تھا یہ کہہ رہی تھی کہ ان کا بھانجا ہے یہ خود اسے چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔

ثمنینہ جلدی سے فاروق کے قریب آئی اور بازو پکڑ کر اسے بتایا۔
اے لڑکی کیوں بکواس کر رہی ہو۔۔۔ اپنے آپ کو بچانے کے لیے سارا الزام تم میرے سر پر ڈال رہی ہو۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے تم آیابی کے مرنے کا انتظار کر رہی تھی، ہو سکتا ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے بھی تم یہی کچھ کرتی ہو آجکل کیا کچھ نہیں ہوتا، کیا پتا تم آیابی کو بھی نیند کی گولی دے کر سلا دیتی ہوں

نظر نیچے گری ہوئی ثمنینہ پر پڑی وہ تیزی سے اس کے قریب آیا۔
اس کے گال تھپتھپا کر ہوش میں لانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اسے اٹھا
کر اندر بیڈ پر لٹایا اور ڈاکٹر کو فون کر کے جلدی آنے کا کہا کچھ ہی دیر میں
ڈاکٹر آیا اور ثمنینہ کو چیک کرنے کے بعد ایک انجکشن لگا کر کچھ میڈیسن لکھ
کر پرچہ فاروق کی طرف بڑھایا ثمنینہ کو 103 بخار تھا اور شاید وہ ٹینشن اور
کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر گئی تھی۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد اس نے ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق ثمنینہ کو پٹیاں
کرنا شروع کی بخار کم ہوا تو ثمنینہ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔
کیا ہو گیا میری جان اگر طبیعت خراب تھی تو مجھے فون کر کے کیوں نہیں
بتایا۔۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

فاروق کی بات کر اسی آنکھیں بھیگ گئیں۔

میں نے اسے نہیں بلایا تھا آپ میرا یقین کریں۔۔۔

ثمنینہ کی رندھی ہوئی آواز پر فاروق نے فوراً اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔
میں جانتا ہوں تمہیں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔۔۔ یہ سارا تماشہ فہمیدہ بیگم کا
لگایا ہوا تھا۔۔۔ آج کے بعد وہ عورت اس گھر میں نظر نہیں آئے گی۔۔۔ میری
جان ، شوہر سے زیادہ بیوی کے کردار کو کوئی نہیں جانتا۔ مجھے تم پر پورا
بھروسہ ہے۔۔۔

فاروق کی بات سن کر ثمنینہ نے تشکر سے اسے دیکھا اس ساری صورتحال نے

اس کی جان نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔
 میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتا ہوں پھر مجھے میڈیسن لینے کے لئے جانا
 ہے اس کے سر پر بوسہ دے کر فاروق نے کہا اور اٹھ کر کچن میں چلا گیا

دونوں بچے دنیا و مافیا سے بے خبر سو رہے تھے۔
 شمینہ نے دل ہی دل میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا جس نے اسے اس
 صورتحال سے بخیر و عافیت نکال دیا تھا۔



میرب کا بخار کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ محسن صاحب پریشان ہو کر اسے
 ہاسپٹل لے گئے۔ چار دن لگاتار ٹریٹمنٹ دینے کے بعد اس کی طبیعت سنبھلنا
 شروع ہوئی تو ڈاکٹر نے اسے ڈسچارج کیا۔ بیماری نے اسے نچوڑ کے رکھ دیا تھا
 چہرے کی چمک ماند پڑ چکی تھی آنکھوں کے گرد حلقے گہرے ہو گئے تھے۔
 میرب بیٹا اللہ تعالیٰ انسان کی ہر خواہش پوری نہیں کرتے۔۔۔ کیوں نہیں
 کرتے۔۔۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ جانتے ہیں تم نے پڑھا ہوگا کہ اللہ ہمارے لئے
 ہم سے بہتر سوچتے ہیں۔۔۔ میرا بچہ یہ سوچ کر اس کو بھول جاؤں کہ وہ اللہ
 تعالیٰ نے تمہارے لیے منتخب نہیں کیا۔۔۔۔۔ اسے دعا میں مانگنے کی غلطی نہیں
 کرنا کیوں کہ اگر وہ تمہارے نصیب میں ہو گا تو اللہ تعالیٰ خود اس کا دل
 تمہاری طرف موڑ دیں گے۔۔۔ ایک دعا ہر نماز کے بعد ضروری کیا کرو کہ

اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں جو بھی کرے بہتر کرے دیکھنا تمہارا دل کتنا مطمئن ہو جائے گا۔۔۔

حلیہ بیگم میرب کے سرہانے بیٹھیں نہایت محبت سے اسے سمجھا رہی تھیں میرب نے آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑا۔

آپ ٹھیک کہتی ہیں ماما۔۔۔ مجھے اس چیز کو سر پر سوار نہیں کرنا چاہیے تھا مجھے پہلے ہی دن اس بات کو مان لینا چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کچھ بہتر رکھا ہوگا۔۔۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بہتری ہوتی ہے۔۔۔ آپ دیکھنا ماما میں بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی ویسے بھی مجھے ٹھیک ہوتے ساتھ جلیلہ آنٹی کی بیٹیوں کی شادیاں کروانی ہے۔ ویسے ماما شاعر نے کیا خوب کہا ہے اور بھی غم ہیں زمانے میں محبت کے سوا۔۔۔۔۔

اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے صاف کرتی وہ تھوڑا سا اٹھ کر بیٹھی اور چہرے پر مسکراہٹ سجا کر ماں سے مخاطب ہوئی تو انہوں نے غمزہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے خود میں بھینچ لیا۔

بس میرا بیٹا اب مجھے تم بستر پر نظر نہ آؤں اپنے پاپا کو دیکھو کتنے پریشان ہیں تم باہر نکلو گی تو ہی وہ ٹھیک ہوں گے۔۔۔۔۔

انہوں نے کہا تو میرب نے اثبات میں سر ہلایا وہ بہت مضبوط لڑکی ہے یہ بات اب اس نے ثابت کرنی تھی۔

یہ لو میں اپنے ہاتھوں سے تمہارے لیے تو بنا کر لائی ہوں۔۔۔۔۔

اشمل نے باؤل ٹریے سمیت اس کی گود میں رکھا۔
 اسی لئے بارش نہیں ہوتی تم جیسی جھوٹی کی وجہ سے سارا سوپ میں نے بنایا
 ہے تم نے خالی باؤل میں ڈالا اور سارا کریڈٹ خود لے گئی ہو۔۔۔
 اس کے پیچھے اندر آتے انیق نے جیسے ہی سنا فوراً آگے بڑھا کر بولا۔
 کیا۔ وہ جو چکن صاف کر کے دی تھی ساری سبزیاں کاٹیں وہ کس کھاتے میں
 ہے۔۔۔

اشمل صدمے کے مارے بولی۔
 بس کر دو تم دونوں بہن کی طبیعت خراب ہے اور تم دونوں کو چونچیں لڑانے
 سے فرصت نہیں۔۔۔
 حلیمہ بیگم نے انہیں گرکھا۔
 ماما ہم صرف آپنی کو انٹرٹین کر رہے تھے۔۔۔

انیق نے کہا تو میرب نے مسکرا کر اپنے بھائی کو دیکھا جو اس کے چہرے پر
 مسکراہٹ لانے کے لیے فضول کی نوک جھونک کر رہے تھے۔



ماہم نے اپنی پیکنگ پر آخری نظر ڈالی تاکہ اگر کوئی چیز رہ گئی ہو تو شام کو جا
 کر لے آئے دو دن بعد ان کی فلائٹ تھی وہ فاطمہ کو فلائٹ کی ٹائمنگ میسج
 کر چکی تھی سبحان اور شعبان بھی زور و شور سے جانے کی تیاریوں میں
 مصروف تھے۔

ماہم بیٹا یہ کپڑے فاطمہ کے لیے رکھ لو اور یہ کچھ دوسرے گفٹس ہیں اپنے حساب سے سب کو دے دینا میں نے فاطمہ کے لیے الگ سے چاکلیٹس منگوائی ہیں وہ ضرور رکھنا۔۔۔

یہ جو بلیک شاپر ہے اس میں عفان کے لیے کچھ چیزیں ہیں۔ اس پر ٹیپ لگا کر عفان کا نام لکھ دو تاکہ مکس نہ ہو جائے۔۔۔

انہوں نے ساری چیزیں اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہاں تو ماہم نے اثبات میں سر ہلایا اور ان چیزوں کو ترتیب سے ٹرالی میں رکھنے لگی۔ کام کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے عفان کا سامنا کرنے کا خیال اس کے دل کی دھڑکن بڑھا گیا تھا۔

آپی آپ کی پیکنگ ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ہمیں دیکھیں ہم تو اپنی پیکنگ دوبارہ چیک کر کے فائنل بھی کر چکے ہیں۔۔۔۔

سبحان اور شعبان اس کے کمرے میں آئے تو اسے سامان کے ساتھ الجھا ہوا دیکھ کر شرارت سے بولے۔

تم دونوں نے ایک ٹرالی پیک کرنی تھی اور میں یہاں تین ٹرالیاں پیک کر رہی ہو ابھی بھی یہ آخری ٹرالی کا سامان رہتا ہے جو مجھے نہیں لگ رہا اس میں پورا آئے گا تم لوگوں کے پاس جو ہینڈ کیری ہے وہ مجھے دو یہ سامان اس میں رکھوں گی۔۔۔

ماہم نے ایک نظر باقی سامان پر ڈال کر ان سے کہا تو دونوں نے ایک

دوسرے کو دیکھا۔

آپنی سارے بیگ تو آپ نے لے لیے ہیں اب ہماری ہینڈ کیری پر بھی آپ قبضہ کریں گی۔۔

سبحان نے منہ بنا کر کہا تو ماہم نے گھور کر اسے دیکھا۔

بیگ کو گولی مارو پہلے مجھے بتاؤ کہ تم دونوں نے مغرب کی نماز پڑھی ہے۔۔۔ اس کی نگاہ گھڑی پر پڑی تو فوراً ہی پوچھا۔ جب سے پاکستان سے آئی تھی پوری کوشش کرتی تھی کہ اپنے ساتھ دونوں بھائیوں کو بھی نماز کی پابندی کروائے اس کے دیکھا دیکھی اب منزہ بیگم اور شہباز صاحب بھی کوشش کرتے نماز قائم کرنے کی تاکہ بچوں کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ نماز بھی پڑھ چکے تھے اور قرآن پاک بھی آپ بس اپنی پیکنگ مکمل کریں۔۔ میں آپ کو ہینڈ کیری لا کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شعبان نے کہا اور باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا ہینڈ کیری تھا ماہم نے باقی سامان اس میں سیٹ کیا اور اطمینان سے سب بیگوں پر نظر ڈالی۔



آپنی پاکستان آ رہی ہیں انہی دنوں میں جب مراد کی شادی ہے۔۔۔ اسد سے کھیلتے فاروق نے ثمنینہ کو بتایا تو اس نے چونک کر اپنے میاں کو دیکھا جن کی بہن تین سال بعد پاکستان آ رہی تھی۔



السلام علیکم۔۔ میرا نام ظہیر ہے۔۔ میں فیکٹری سے آیا ہوں۔۔۔
جیسے ہی حلیمہ بیگم ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں ظہیر ان کے احترام میں کھڑا
ہو کر بولا۔

وعلیکم اسلام۔۔ آپ فاروق کے رشتہ دار ہیں۔۔۔
حلیمہ بیگ نے اس کا نام سنتے ہی چونک کر پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔

کیسے آنا ہوا۔۔۔

انہیں اس کی یہاں موجودگی پر اچنبھا ہوا۔
میم میرب کو جیلہ آنٹی کی بیٹیوں کے لیے رشتے دیکھنے تھے آج ان کے گھر
جانا ہے اس لیے میں انہیں لینے آیا ہوں۔۔۔۔
ظہیر نے انہیں اپنی آمد سے آگاہ کیا۔

بیٹا آپ اس معاملے سے ہٹ جائیں۔۔ میں میرب کے پاپا سے کہو گی وہ کسی
اور کو میرب کی ہیلپ کے لیے ہائر کر لیں گے۔۔۔

انہوں نے کھردرے لہجے میں ظہیر سے کہا تو اس نے چونک کر دیکھا۔
میم اگر آپ کو برا نہ لگے تو میں آپ سے وجہ دریافت کر سکتا ہوں۔۔۔
ظہیر نے حیرت سے پوچھا۔ اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ اس کے انکار
کی وجہ سے میرب کی حالت خراب ہے۔۔۔

میری بیٹی بہت مشکل سے سنبھلی ہے۔۔۔ پورا ہفتہ شدید بیمار رہی ہے اب اگر آپ بار بار اس کے سامنے آئیں گے تو اس سے اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہو جائے گا بہتری اسی میں ہے کہ آپ آئندہ اس سے نہ ملیں۔۔۔
ان کا لہجہ بات کرتے ہوئے قدرے سخت ہو گیا۔

ظہیر نے شدید اضطراب میں پہلو بدلا اسی وقت میرب اندر داخل ہوئی اور اسے وہاں بیٹھا دیکھ ٹھٹک گئی۔

اما پلیر چائے بھجوا دیں۔۔۔

صوفے پر ظہیر کے سامنے بیٹھتے ہوئے میرب نے ماں کی طرف منہ کر کے کہا تو انہوں نے چند لمحے اپنی بیٹی کو دیکھا جس کے چہرے پر کوئی بھی تاثر نہیں تھا۔

وہ سپاٹ تاثرات کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ جکڑے بیٹھی تھی۔ انہیں اندازہ ہو گیا کہ اسے منع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

ظہیر نے ایک نظر اسے دیکھا جو صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی۔ اس کا دل ڈوبا اس کی حالت دیکھ کر اس کی اپنی حالت خراب ہونے لگی تھی آج اسے صحیح معنوں میں احساس ہوا کہ میرب اس کے لئے کیا حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

آپ نے یہ آپنی کیا حالت بنالی ہے۔۔۔

بہت مشکل سے ہمت جمع کر کے اس نے الفاظ ادا کیے ورنہ تو اسے لگ رہا تھا

کہ آج میرب کے سامنے وہ ایک لفظ نہیں کہہ سکے گا۔
 میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کو تشویش زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔
 اس نے دھیمی آواز میں جواب دیا۔
 آپ بتائیں جن رشتوں کے متعلق پاپا نے کہا تھا ان کا کیا بنا۔۔۔
 میرب کے پوچھنے پر اسے اندازہ ہوا کہ وہ کوئی اور بات نہیں کرنا چاہتی۔ اس
 لیے ظہیر نے اب تک جمع ہوئی ساری معلومات اس کے گوش گزار کر دی اور
 ساتھ ہی آج دو گھروں میں جانے کا بھی بتایا جن کو وہ آنے کا کہہ چکا تھا۔
 آپ چائے پیئے میں تیار ہو کر آتی ہوں۔۔۔
 ملازمہ چائے ٹیبل پر لگا رہی تھی میرب اسے کہہ کر نظریں چراتی باہر نکل گئی
 حلیمہ بیگم نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ انکو اطمینان دلاتی تیار ہو کر
 ظہیر کے ساتھ نکل گئی۔
 مین روڈ پر آ کر ظہیر نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے ایک نظر خاموش بیٹھی
 میرب پر ڈالی جو مسلسل باہر دیکھ رہی تھی۔
 اب طبیعت کیسی ہے آپ کی۔۔۔
 ظہیر نے بات کا آغاز کرنے کے لیے یہی پوچھ لیا۔
 ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ آپ بس اپنے کام
 سے کام رکھیں۔۔۔
 میرب نے حتی الامکان آواز کی کپکپاہٹ کو قابو میں رکھا۔ اس کے رکھائی سے

بولنے پر ظہیر نے پریشانی سے ہونٹ بھیج کر نگاہ سامنے روڈ پر ڈالی جہاں گاڑیوں کے ڈرائیور ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑنے کے لیے اندھا دھند گاڑیاں اڑا رہے تھے۔

آپ مجھ سے بہت زیادہ ناراض لگ رہی ہیں۔۔ میں نے جو بھی کیا آپ کی بھلائی کے لیے کیا ہے کل کی افیت سے بہتر ہے کہ ہم آج ہی بہتر فیصلہ کر لیں۔ اکل اگر آپ میرے دو کمرے کے فلیٹ کو چند ہزار کی تنخواہ سمیت لات مار کر چلی گئیں تو میں اس افیت کو برداشت نہیں کر سکوں گا۔۔ ابھی تو سب اختیار میرے ہاتھ میں ہے۔۔ میں نے اپنے دل کو قابو کر لیا ہے آپ بھی کر لیں آئندہ زندگی آپ کے لیے پرسکون ہوگی۔۔۔۔۔

ظہیر کے بات پر اس نے گردن موڑ کر کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا آنکھوں میں ظہیر کے لئے شدید تنفر تھا۔

آپ کو لگتا ہے کہ محبت کے بغیر میری زندگی میں سکون رہے گا۔۔۔ اپنا چہرہ موڑ کر وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولی۔

مجھ سے پانچ ملاقاتوں میں آپ کو اتنی شدید محبت ہو گئی ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو اس حد تک بیمار کر لیا ہے۔۔۔۔۔۔۔

ظہیر نے حیرت سے پوچھا وہ اسے یہ نہیں بتا سکا کہ پہلی نظر میں اسے دیکھتے ہی کیسے دل نے شور مچا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے اب آپ کے ان باتوں کا مقصد سمجھ نہیں آرہا ہاں آپ مجھے میری اوقات

بتا چکے ہیں بہتر ہوگا کہ ان سب باتوں کے بجائے آئے آپ اپنے کام پر فوکس کریں۔۔۔ میری ابھی آپ کے ساتھ میں صرف اس وجہ سے آئی ہوں کیونکہ آپ نے ان لڑکوں کے متعلق ساری معلومات لی ہیں اس لئے میں نے کسی اور کے ساتھ جانے کے بجائے آپ کے ساتھ جانے کو ترجیح دی ہے۔۔۔ امید کرتی ہوں کہ اس کے بعد آپ مجھ سے اس ٹوپک پر کوئی بات نہیں کریں گے۔۔۔

اس کے لہجے میں سختی اور انداز درشت تھا۔
اوکے میں معذرت چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے آپ کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔
ظہیر نے گھمبیر لہجے میں کہاں اور اپنا سارا دھیان ڈرائیونگ میں لگا دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ مطلوبہ جگہ تک پہنچ چکے تھے گاڑی سے اترنے پر ظہیر اسے ساتھ لئے روڈ کراس کر کے درمیان میں پہنچا تو میرب کو دھیان آیا کہ اس کا بیگ تو گاڑی میں ہی رہ گیا ہے جس میں تصویریں تھیں۔
مجھے گاڑی کی چابی دے میرا بیگ گاڑی میں رہ گیا ہے۔۔۔۔۔
میرب نے ہاتھ بڑھا کر گاڑی کی چابی مانگی۔

آپ رکیں۔! میں لے آتا ہوں۔۔۔
ظہیر نے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھ بدستور سامنے رکھا
مجبوراً ظہیر کو چابی اس کی طرف بڑھانی پڑی میرب رب نے چند لمحے گاڑیاں

گزرنے کا انتظار کیا اور پھر روڈ پر قدم رکھا ظہیر کا سارا دھیان میرب پر تھا۔ وہ اپنے منہ دھیان آگے بڑھ رہی تھی میرب کا دھیان نہ جانے کہاں تھا کہ اسے گاڑی کا ہارن بھی سنائی نہیں دیا۔

ظہیر پوری قوت لگا کر دوڑا اور اس تک پہنچ کر اپنے بازو کے گھیرے میں لے کر آگے کی طرف دھکیلا گاڑی زن سے ان کے انتہائی قریب سے گزری۔

میرب آپ کا دھیان کہا تھا آپ کو گاڑی کا ہارن سنائی نہیں دیا۔۔۔

اسے دونوں بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے ظہیر نے طیش سے چیخ کر پوچھا۔

پتہ نہیں مجھے تو کوئی ہارن سنائی نہیں دیا۔۔۔

اس کی غائب دماغی پر ظہیر کو جھٹکا لگا وہ بے اختیار ہی اسے اپنے حصار میں لے گیا۔ صحیح معنوں میں اسے پتہ چلا کہ جان نکلنا کسے کہتے ہیں جب اس کے حصار میں کپکپا رہی تھی۔

ظہیر نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے بٹھایا اور خود دوڑ کر شاپ سے اس کے لیے جوس لے کر آیا کچھ دیر میں اس کی طبیعت سمجھلی تو ظہیر نے واپس چلنے کا کہا۔

نہیں میں اب ٹھیک ہو جس کام کے لیے آئے ہیں آج پورا کر کے جانا ہے۔۔۔

اس کے ضدی انداز پر ظہیر نے گھور کر اسے دیکھا۔

مجھے اپنی بات سے انکار پسند نہیں خاموش ہو کر بیٹھ جائیے یہ کام پر کسی اور دن ہو جائے گا فی الحال آپ گھر جا کر آرام کریں میں ان لڑکوں کو فون کر کے کسی اور دن کا بتا دوں گا۔۔۔

میرب کی بات کو کسی خاطر میں نہ لاتے ظہیر سختی سے بولا اور اس سے پہلے کہ میرب کوئی بات کرتی وہ گاڑی سٹارٹ کرتا روڈ پر لے آیا میرب نے تھک کر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لی ابھی تک اس کے ہاتھ پاؤں میں سنسناہٹ تھی اور چہرہ پیلا ہو رہا تھا۔ ظہیر اسی خاموشی سے اسے واپس چھوڑ کر سیدھا گھر آگیا۔ دل کا درد حد سے سوا تھا۔



جلدی کریں کبیر فلائٹ پہنچنے والی ہوگی۔۔۔ ابھی تک ہم گھر میں ہی بیٹھے ہیں۔۔۔۔

فاطمہ کی جھنجلائی ہوئی آواز پر کبیر نے گھوم کر بیوی کو دیکھا۔ محترمہ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ فلائٹ دو گھنٹے لیٹ ہے۔۔ اس لیے حوصلہ رکھیں ہم پر ٹائم پر پہنچیں گے۔۔۔۔ کبیر کی بات پر فاطمہ نے منہ بسور کر اس کو دیکھا۔ میڈم ! میں نوٹ کر رہا ہوں جب سے آپ نے مجھے خوشخبری سنائی ہے آپ کو غصہ کچھ زیادہ ہی آنے لگا ہے۔۔۔۔

کبیر کے شرارتی انداز پر فاطمہ نے گھور کر دیکھنے کی ناکام کوشش کی مگر کبیر کی

وارفتگی پر شرما کر نظریں چرا گئی۔

میری پیاری بیگم ! نماز کا وقت ہونے والا ہے اس لیے پہلے نماز پڑھ لیں تاکہ کہ قضا نہ کرنی پڑے۔۔۔

کبیر نے گھڑی پر نگاہ ڈالی جہاں ظہر کی اذان کا وقت ہو گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں دونوں نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

ایئرپورٹ پر خاصا رش تھا۔ کبیر اور فاطمہ کافی دیر سے ماہم کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے مگر لگتا تھا کہ اسے ابھی باہر آنے میں دیر ہے۔ آدھا گھنٹہ مزید

انتظار کرنے کے بعد اسے فاطمہ دونوں بھائیوں کے ساتھ آتی ہوئی دکھائی دی۔

قریب آنے پر ماہم دوڑ کر فاطمہ کے گلے لگی جب کہ کبیر نے آگے بڑھ کر سبحان اور شعبان کو گلے لگایا اور بعد میں فاطمہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر حال احوال دریافت کیا۔ گھر آنے تک فاطمہ مسلسل ماہم کے ساتھ باتوں میں

مصروف رہی جبکہ کبیر ڈرائیونگ کے ساتھ ساتھ سبحان اور شعبان سے باتوں میں مصروف تھا۔

گھر پہنچنے پر کبیر نے سبحان اور شعبان کے ساتھ مل کر ان کا سامان ان کے کمروں میں پہنچایا ماہم کا سامان کبیر نے فاطمہ کے کہنے پر عفان کے کمرے میں رکھ دیا۔ فاطمہ نے تینوں کو فریش ہونے کے لیے بھیج دیا تاکہ تھکن اتر جائے۔

شام کے سات سے اوپر کا ٹائم ہو رہا تھا۔ ظہیر مراد اور عفان کو کبیر کی

ہدایت پر باہر لے کر گیا ہوا تھا۔ فاطمہ نے کھانے کا انتظام چیک کیا تینوں نے فی الحال کچھ بھی کھانے پینے سے انکار کر دیا تھا اس لیے ل فاطمہ ان کے انتظار میں لاونج میں ہی بیٹھ گئی۔

جگنو بھائی سے کہیں اب واپس آ جائیں اور ان سے کہنا گھر پہنچنے سے پہلے بیل دے کر بتا دیں گے۔۔۔ ویسے آپ نے انہیں کیا کہہ کر بھیجنے پر مجبور کیا تھا کیونکہ مجھے ان کے جانے کے آثار نظر نہی آرہے تھے۔۔۔

فاطمہ نے یاد آنے پر کبیر سے پوچھا تو اس نے مسکرا کر بیوی کو دیکھا۔ تمہارا بھائی کوئی ایک نمبر کا بدتمیز انسان ہے۔۔۔ پہلے تو مانا ہی نہیں۔۔۔ پھر مجھے اسے منانے کے لیے تمہارے بھائی کو ڈنر پر لے کر جانے کا وعدہ کرنا پڑا۔ پہلے تو میں نے سوچا اسے بتا دو پھر دھیان آیا کہ وہ پیٹ کا ہلکا ہے خامخواہ باتوں باتوں میں عفاں کو زچ کرنے کی کوشش کرے گا بس اسی لیے ڈنر کی ڈیل قبول کر لی۔۔۔

کبیر نے مزے سے بتایا تو فاطمہ نے گھور کر اپنے میاں کو دیکھا۔ اچھا! اگر وہ بدتمیز انسان میرا بھائی ہے تو آپ شاید بھول رہے ہیں کہ آپ کا جگری دوست بھی یہی ہے۔۔۔

فاطمہ نے کہا تو کبیر کی بات پر ہنس دیا اس کا جلنا بھننا اسے بڑا مزہ دیتا تھا۔ کچھ ہی دیر میں سبحان اور شعبان نیچے آگئے۔ فاطمہ اور کبیر مطمئن تھے کیونکہ عفاں نے ان دونوں کو نہیں دیکھا ہوا تھا کچھ ہی دیر میں کبیر کے موبائل پر

بیل آئی تو کبیر نے فاطمہ کو انفارم کیا۔ فاطمہ فوراً کھڑی ہوئی اور عفان کے کمرے کی طرف بڑھی۔ دستک دے کر چند لمحے انتظار کرنے کے بعد دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی جہاں سامنے ہی ماہم فل گاؤن میں نقاب کیے موجود تھی۔ فاطمہ نے اس کے سائیڈ پر دیکھا جہاں ماہم عفان کی درگت بنانے کے لیے سامان سیٹ کر چکی تھی۔ فاطمہ کو تصور کرتے ہی ہنسی آئی۔

کیا ہے کیوں دانت نکال رہی ہو۔۔۔۔

ماہم نے نقاب نیچے کر کے مصنوعی خفگی دکھائی۔

بھائی کے ساتھ ہونے والے ستم کو سوچ کر ہنسی آگئی۔۔۔ بے چارے برے پٹیں گے آج۔۔۔

تمہارے بھائی کی یہ ہی سزا ہے۔۔۔۔ اس میں نرمی کی گنجائش قطعاً نہیں۔۔۔۔۔!

ماہم نے ہنسی ضبط کرتے سرخ چہرے کے ساتھ کہا۔ اس کے دل کی دھڑکن شور مچا رہی تھی۔

میری ہمدردی بھائی کے ساتھ ہے۔۔۔۔ میں ان کے لیے میڈیسن کا بندوبست کرتی ہوں۔۔۔۔ جارحانہ حملے کے بعد ان کو ضرورت پڑے گی۔۔۔

فاطمہ ہنستے ہوئے بولی تو ماہم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

میرا حال دیکھو۔۔۔ میں تمہیں بتانے آئی تھی کہ بھائی آنے والے ہیں۔۔۔۔۔ بلکہ آگئے ہیں۔۔۔۔۔

دونوں ہاتھوں سے کشن کیچ کرتے وہ بوکھلایا ہوا تھا۔

پلیز۔۔۔ میم۔۔۔ آپ میری بات سنیں۔۔۔

ماہم کی نگاہ ٹوکری پر گئی جہاں تین، چار گیندیں بچی تھی۔ ایک سلمحے میں وہ اچھل کر بیڈ پر چڑھی اور اپنے پیچھے پہنے سپرے ٹینک کا پائپ پکڑ کر اس کا رخ عفان کی طرف کیا اور ٹینک کا ہینڈل اوپر نیچے کرتے ہی برف والے پانی کی بوچھاڑ سیدھی عفان کو بھگونے لگی۔ وہ بے چارہ زچ ہوتا اب اس ٹھنڈے

ٹھار پانی سے بچنے کے لیے زمین پر پڑے کشتوں کو اٹھا کر ان سے خود کو کور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے ابھی تک سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے انور کرنے کی آپ کو ذرہ برابر شرم نہیں آئی چھ مہینے میں آپ نے مجھے ایک بار بھی کال نہیں کی ایک میسج نہیں کیا۔۔۔۔ ٹینکی میں پانی کی مقدار کم محسوس کر کے ماہم کا منہ کھلا اور عفان کے ہاتھ سے کشن نیچے گرے۔ وہ اس کی آواز سن کر ٹھٹک چکا تھا اور حیرت سے اسے دیکھے گیا۔ بس چند سیکنڈ لگے تھے اسے پہچاننے میں۔ اسی وقت ماہم نے جھک کر تکیہ اٹھا کر اس کی طرف پھینکا۔ عفان نے تکیہ کچھ کر کے قدم اس کی طرف بڑھائے اس سے پہلے کہ ماہم دوسرا تکیہ اس پر پھینکتی وہ ایک ہی جست میں قریب آکر اس کے دونوں ہاتھ جکڑ چکا تھا۔

ماہم نقاب میں تھی عفان نے اس کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے جکڑا کیوں کہ وہ مسلسل ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب عفان کی گرفت مزید مضبوط ہوئی تو اس نے اپنی کوشش ترک کر دی۔ عفان کی نظریں اس کا طواف کر رہی تھی ماہم دل کی دھڑکن اتھل پتھل ہو رہی تھی اور عفان اسے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ جھانسی کی رانی ماہم تھی۔

میں نے سوچا آپ نے تو مجھے پیپر سائن کر کے نہیں بھیجنے اس لئے میں خود ہی آگئی تاکہ آپ کو زحمت نہ کرنی پڑے۔۔۔

ماہم کی کٹیلی آواز پر عفان کی آنکھوں کی چمک ماند پڑی اور چہرہ کا رنگ بدلا اس نے فوراً ہی اپنے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی کی اور ماہم کے ہاتھ چھوڑ دیے۔ ماہم نے دکھ سے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا جس پر عفان کا لمس ابھی باقی تھا۔ اسے لگا تھا کہ آج تو عفان اسے سامنے دیکھ کر اپنا حق جمائے گا مگر اس کا یقین بری طرح ٹوٹا تھا وہ اس کو ساکت نظروں سے دیکھے گئی۔

آپ کو اتنے سے کام کے لئے یہاں آنے کی زحمت نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔۔ آپ مجھے فون کروا دیتی میں آپ کا کام کر دیتا۔۔۔۔

اس کی دھیمی آواز اور شکستہ لہجے پر ماہم نے منہ پر ہاتھ رکھ نم آنکھوں سے اسے دیکھنے کی کوشش کی مگر آنسو بند توڑ کر گالوں پر پھسل آئے۔ عفان ششدر اسے دیکھے گیا۔ وہ ابھی بھی بیڈ پر کھڑی جھکے سر کے ساتھ اس پر نظر جمائے کھڑی تھی۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ میں آپ جیسے کٹھور انسان سے محبت کرنے کی خطا کر بیٹھی ہوں جس کو اپنی انا کے آگے کچھ نظر نہیں آتا۔۔۔ آپ نے اپنے آپ سے وعدہ کیا اور اسے پورا کیا اس کے بعد کیا۔۔۔ میں آپ کو اتنے لمبے عرصے میں ایک بار بھی یاد نہیں آئی۔۔۔ اس تمام عرصے میں ایک بار بھی آپ کا دل نہیں کیا کہ آپ اس رشتے کو برقرار رکھنے کے کیے مجھ سے رابطہ کریں۔۔۔۔ میں بہت بڑی بے وقوف تھی جو نہ جانے کس آس پر یہاں دوڑی چلی آئی۔۔۔۔ مجھے سمجھ جانا چاہیے تھا کہ میں آپ کے لیے صرف ایک امانت اور

عہد تھی۔۔۔۔

ماہم درد میں ڈوبی آواز میں بیڈ پر بیٹھتی آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے سر جھکائے رندھی آواز میں دلگرفتگی سے عفان سے مخاطب تھی۔
 عفان کا دل بیٹھ گیا اس کو روتے دیکھ کر۔ اس کے الفاظ نے عفان کو جھنجھوڑا وہ تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے قریب دو زانو بیٹھ گیا اور اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر لیا۔

مجھے لگا میں آپ کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا جو کچھ میں نے کیا اس کے بعد مجھے آپ سے اپنے لئے محبت کی کوئی امید نہیں تھی۔۔۔ اگر مجھے ایک فیصد بھی آپ کی پسندیدگی کا اندازہ ہو جاتا تو میں آپ کا ساتھ پانے کی پوری کوشش کرتا۔۔۔

اس کا نقاب ہٹاتے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ صاف کرتے عفان نے گھمبیر آواز میں ماہم سے کہا تو ماہم نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اس دشمن جاں کو دیکھا جس کے چہرے کی چمک اور آنکھوں کی روشنی لوٹ آئی تھی۔ کتنی ہی دیر ایک دوسرے کو گم سم دیکھے گئے۔ کھٹکے کی آواز پر دونوں اپنے حواسوں میں لوٹے تو عفان نے اس کے چہرے پر نگاہ جمائی اور بے قرار ہو کر اس کے ماتھے پر نرمی سے بوسہ دیا اور بے تابی سے اپنے حصار میں لے گیا۔

میں آپ سے ایک بار پھر اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگتا ہوں۔۔۔ آپ مجھے ہر اس بات کے لئے معاف کر دیں جس سے کبھی بھی آپ کا دل دکھا تھا۔۔۔

عفان نے کہا تو ماہم نے نفی میں سر ہلایا۔
 میں آپ سے ناراض نہیں اور معاف تو میں آپ کو بہت پہلے کر چکی تھی
 بس آپ پر شدید غصہ تھا اب وہ بھی ختم ہو گیا۔۔۔۔۔
 اس کی شرمیلی سی مسکراہٹ اور معصوم انداز پر عفان اپنے آپ پر قابو نہ رکھ
 سکا اور دوبارہ اسے اپنے حصار میں مقید کر گیا ماہم کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی
 تھی اس کا لمس محسوس کرتے۔

مجھے یقین نہیں آرہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی بڑی خوشی سے نوازا ہے شکر
 اس پروردگار کا جس نے میری جھولی خوشیوں سے بھر دی۔ ماہی میرا بس نہیں
 چل رہا کہ میں اپنی خوشی کیسے لفظوں میں بیان کرو۔۔۔۔۔
 اس کو کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کرتے وہ بھیگی آواز میں بول رہا تھا
 ۔ اس کی آنکھوں کے کنارے بھی نم تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کے دل میں ایک دوسرے کے لئے محبت ڈالی اس
 ذات باری تعالیٰ کی شکر گزاری کے لیے سجدہ شکر تو واجب ہے۔۔۔۔۔
 عفان کی گھمبیر آواز پر ماہم نے اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس کی آنکھیں
 صاف کی اور اثبات میں سر ہلایا۔ کچھ ہی دیر میں دونوں وضو کر کے اس کی
 بارگاہ میں سجدہ ریز تھے۔

یہ عفان کو کیا ہوا گھنٹہ ہو گیا ہے جا کر اندر ہی بیٹھ گیا ہے۔۔۔۔۔
 ظہیر کافی دیر انتظار کرنے کے بعد خفگی سے بولا تو ماہم نے مسکرا کر کبیر کو

دیکھا۔

تھوڑی دیر صبر کر جائیں آ جاتے ہیں باہر۔۔۔۔

فاطمہ نے کہا تو ظہیر نے چونک کر اسے دیکھا۔

تم کچھ چھپا رہی ہو مجھے ایسے کیوں لگتا ہے جیسے سے آج کوئی خاص بات تھی۔۔۔۔

ظہیر نے مشکوک نظروں سے اس کو گھورا وہ صبح سے نوٹ کر رہا تھا کہ فاطمہ آج ضرورت سے زیادہ خوش نظر آ رہی ہے۔

صبر میرے بھائی صبر آپ نے سنا نہیں صبر کا پھل پھل میٹھا ہوتا ہے۔۔۔۔

فاطمہ نے کہا اسی اثنا میں عفان کے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی غیر ارادی طور پر سب کی نگاہ دروازے کی طرف اٹھی اور اگلے ہی لمحے مراد اور ظہیر کھڑے ہو چکے تھے۔

ماہم گڑیا۔۔۔ آپ کب آئیں۔۔۔۔

ظہیر نے اس کے سلام کا جواب دیتے حیرت سے پوچھا۔

مجھے آئے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے ہیں۔۔۔ آپ میرے بھائیوں سے ملے۔۔۔۔

ماہم نے بغیر جھجکے آرام سے جواب دیا وہ عفان کے قریب ہی کھڑی تھی اس

کی بات سن کر دونوں نے گھوم کر سبحان اور شعبان کو دیکھا جو اب کھڑے

ہو کر عفان سے ملنے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے۔

عفان یہ سبحان ہے اور یہ شعبان۔۔۔۔

ماہم نے دونوں کا تعارف کروایا تو عفان دونوں سے بغل گیر ہوا۔ ظہیر اور مراد بھی ماہم کے سر پر ہستہ پھیر کر واپس بیٹھ چکے تھے۔
 عفان بھائی آپ تو تصویر سے بھی زیادہ گڈ لکنگ ہیں۔۔۔۔
 سبحان نے مسکراتے ہوئے اس کی تعریف کی تو عفان نے جھینپ کر سر جھٹکا۔
 آپ پہلے میری ماما سے بات کر لیں نہیں تو میری ڈانٹ پکی ہے۔۔۔۔ انہوں نے کہا تھا جیسے ہی تمہاری عفان سے بات ہو جائے فوراً میری اس سے بات کروانا۔۔۔۔

ماہم کی بات پر سب نے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا جو ساتھ کھڑے بے حد اچھے لگ رہے تھے دونوں کے چہروں کی چمک دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کا ساتھ پا کر کتنے خوش ہیں۔
 فاطمہ نے اپنا موبائل اٹھا کر کال ملائی اور فون ماہم کی جانب بڑھا دیا وہ دونوں چلتے ہوئے ایک سائیڈ پر آگئے۔
 السلام علیکم ماما۔۔۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔۔۔

ویڈیو کال اٹینڈ ہوتے ساتھ ہی ماہم نے چہکتے ہوئے پوچھا۔۔۔
 میں ٹھیک ہوں بیٹا۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ میری بیٹی وہاں جا کر بہت خوش ہے۔۔
 کیا عفان سے بات ہوگئی۔۔۔

اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا تو ماہم نے موبائل کا رخ عفان کی جانب کر دیا جو اس کے سیدھے ہاتھ پر کھڑا تھا۔

السلام علیکم۔۔۔

اس نے نظریں جھکائے سلام کیا تو منزہ بیگم نے اسے بغور دیکھتے سلام کا جواب دیا۔

آنٹی میں آپ سے معافی کا طلب گار ہوں میری وجہ سے آپ نے بہت اذیت کاٹی آپ مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔

عفان کے چہرے پر شرمندگی کا تاثر اور آواز میں افسردگی نمایاں تھی۔
میں آپ کو معاف کر چکی ہوں بیٹا۔۔۔ بلکہ آپ کی شکر گزار ہوں جس نے میری بیٹی کو پانچ وقت کا نمازی بنا دیا آپ کی اس نیکی کا اجر اللہ آپ کو دے گا آج آپ کی وجہ سے ہمارا سارا گھر پانچ وقت کا نمازی بن چکا ہے آپ کی غلطی کو میں نے اس نیکی کے بدلے سچے دل سے معاف کر دیا تھا۔۔۔۔
منزا بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا تو عفان نے تشکر سے انہیں دیکھا۔
اللہ تعالیٰ آپ دونوں کی جوڑی کو ہمیشہ سلامت رکھے اور نظر بد سے محفوظ رکھے۔۔۔۔ عفان بیٹا آگے آپ کا کیا ارادہ ہے۔۔۔۔

انہوں نے جاننا چاہا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

آنٹی جیسا ماہم چاہے گی میں ویسا ہی کروں گا۔۔۔

عفان نے ماہم کو دیکھتے ہوئے انہیں جواب دیا۔

پہلے تو بیٹا آپ مجھے آنٹی نہیں ماما کہیں تو مجھے زیادہ خوشی ہوگی اور دوسری بات ٹھیک ہے آپ دونوں مل کر طے کر لیں کیا کرنا ہے ہم آپ کی خوشی

میں خوش ہیں۔۔۔

انہوں نے کہا اور کچھ دیر مزید باتیں کرنے کے بعد فون بند کر دیا عفاف نے مسکرا کر کر ماہم کو دیکھا جس کی مسکراہٹ چہرے سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

رات تک سب بیٹھے خوش گپیوں میں لگے رہے عفاف ماہم کو ریان کے متعلق بتا چکا تھا جو اگلے دن سیر سپاٹا مکمل کر کے واپس آرہے تھے۔ چلو بھائی رات بہت ہوگئی ہے۔۔۔ اٹھ کے سو جاؤ۔۔۔ بچے بھی تھکے ہوئے ہیں۔۔۔

کبیر نے اٹھتے ہوئے سب کو کہا تو سب ہی کھڑے ہو گئے۔ کبیر اور فاطمہ اپنے کمرے کی طرف چلے گئے جب کہ مراد ظہیر اور دونوں لڑکوں کے ساتھ اوپر چلا گیا۔

آپ کا کیا ارادہ ہے۔۔ کیا یہی کھڑے سونے کا پروگرام ہے۔۔۔ ماہم کو وہیں جما دیکھ کر عفاف نے شرارتی انداز میں پوچھا تو وہ جھینپ کر ہنس دی اور اس کا انتظار کیے بغیر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ ان کے باہر آنے کے بعد ملازمہ کمرہ صاف کرنے کی غرض سے اندر چلی گئی۔ عفاف نے اسے مسکراتی نظروں سے اندر جاتے دیکھا اور خود بھی اس کے پیچھے آ گیا۔ آپ بیڈ پر سو جائیں میں یہاں صوفے پر سو جاؤں گا۔۔۔۔

اسے کمرے کے درمیان میں کھڑا دیکھ کر عفاف نے کہا تو ماہم اس کی طرف

پلٹی۔

آپ کو کس نے کہا آپ صوفے پر سوئے۔۔ میں ماما سے پر میشن لے کر آئی تھی۔۔ آپ یہاں اس بیڈ پر میرے ساتھ سو سکتے ہیں مگر حد میں رہ کر خبردار جو آپ نے مجھ سے چھیڑ خانی کی کوشش کی۔۔ میں نے آپ کو بخشنا نہیں۔۔۔۔

ماہم شہادت کی انگلی سے اسے وارن کرتی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولی تو عفان نے آگے بڑھ کر اس کا وہی ہاتھ پکڑ لیا۔
اگر مجھ سے کوئی خطرہ ہے تو میں باہر جا کر سو سکتا ہوں اپنی پہلے والی عادت میں بھولا نہیں۔۔۔
عفان نے مصنوعی خفگی دکھائی۔

او یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں یہ تو اور اچھی بات ہے ٹھیک ہے پھر آپ باہر جا کر سو جائیں میں یہاں اطمینان سے اپنی نیند پوری کرتی ہو۔۔۔
ماہم اسے چھیڑنے کی غرض سے بولیں تو عفان چند لمحے کھڑا اس کو یوں ہی بے خود دیکھتا رہا۔

چلے ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔۔۔

عفان اطمینان سے بولا اور واپس جانے کے لئے پلٹا۔ ماہم تیزی سے آگے آئی اور اس کا بازو پکڑ کر اسے باہر جانے سے روکا۔
میں مذاق کر رہی تھی آپ سچ بچ باہر جانے کے لیے تیار ہو گئے میں آپ کی

بیوی ہوں اور آپ کا مجھ پر پورا حق ہے۔۔۔ میں اپنی ماں باپ سے اجازت لے کر آپ کے پاس آئی ہوں۔۔۔ بس ماما نے کہا تھا کہ عفان سے کہنا رخصتی کا انتظار ضرور کر لے۔۔۔

ماہم ہچکچا کر کہتی عفان کو بہت کچھ سمجھا گئی۔

عفان نے آگے بڑھ کر اس کو اپنے حصار میں لیا۔

ماہی۔۔۔ آپ آج بھی میرے پاس اپنے والدین کی امانت ہے جب تک آپ رخصت ہو کر کر میرے پاس نہیں آئیں گے میں آپ پر اپنا کوئی حق استعمال نہیں کروں گا۔۔۔ بس چھوٹے موٹے اختیار آپ مجھے دے دیں میں انہی سے گزارا کر لوں گا۔۔۔

عفان کے شرارت سے کہنے پر ماہم نے ایک مکا اس کے سینے پر جڑ دیا۔

میں اپنی پڑھائی ختم کرنا چاہتی ہوں ہو اس کے علاوہ کوئی بھی خواہش نہیں۔۔۔ اگر آپ پہلے رخصتی چاہتے ہیں تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں میں آپ کے ساتھ رہ کر اپنی پڑھائی مکمل کر لوں گی۔۔۔

ماہم نے کہا تو عفان اسے ساتھ لے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

ماہی آپ مجھے اپنی خواہش بتائیں آپ کیا چاہتی مجھے آپ کی خوشی زیادہ عزیز ہے۔۔۔

اسے اپنے ساتھ لئے بیڈ پر بٹھا کر عفان نے نرمی سے پوچھا تو ماہم نے نظر اٹھا کر اس کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ کو دیکھا جو اس کی وجاہت میں مزید

اضافہ کر رہی تھی۔

میں چاہتی ہوں کہ آپ میرے ساتھ لندن چلیں۔۔۔ وہاں آپ اپنی جاب کریں اور میں وہیں اپنی تعلیم مکمل کروں۔۔۔

ماہم کی بات سن کر عفان چند لمحے اسے بغور دیکھتا رہا ہ اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اس کے چہرے پر چھانے والی سنجیدگی دیکھ کر ماہم کو پریشانی ہونے لگی۔

دیکھے ماہم میں ایک سیلف میڈ انسان ہوں۔۔۔ میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ آپ کے والدین کا کوئی احسان لو یہاں پر بھی جاب ہے اس کے علاوہ بھائی میرا ویزا لے کر آئے ہیں آسٹریلیا کے لیے اگر آپ میرے ساتھ آسٹریلیا چلنے پر راضی ہو تو میں آپ کو رخصت کروا کر آسٹریلیا لے جاؤں گا اگر ابھی آپ ایسا نہیں چاہتی تو میں آپ کی تعلیم مکمل ہونے کا انتظار کروں گا۔۔۔

عفان نرمی سے اس کا ہاتھ تھامے بول رہا تھا ماہم نے نظر اٹھا کر عفان کو دیکھا کچھ دیر پہلے والی مسکراہٹ ماہم کے چہرے سے غائب تھی۔ عفان کو اندازہ ہو گیا کہ اس کی بات ماہم کو پسند نہیں آئی۔

ماہم میں آپ کا جواب سننا چاہتا ہوں۔۔۔

عفان نے زور دے کر کہا۔

میں نے آپ کو بتا دیا ہے مگر آپ کو پسند نہیں آیا۔۔۔ اب آپ خود ہی ڈیسیڈ کر لیں کیا کرنا ہے میں آپ کی بات مان لوں گی۔۔۔

ماہم نے افسردگی سے کہا تو عفان کتنی ہی دیر اسے دیکھے گیا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ماہم کو کیا جواب دے۔ دل ماہم کے ساتھ کا طلب گار تھا اور دماغ چاہتا تھا کہ وہ پاکستان میں رہے۔ عفان نے ماہم کو دیکھا جس کے چہرے کی رونق غائب ہو چکی تھی وہ عفان کے فیصلے کی منتظر بیٹھی تھی۔

آپ چاہتی ہیں کہ ہم آپ کے والدین کے نزدیک رہے۔۔۔

عفان کو جیسے اس کی افسردگی کی سمجھ آگئی اور وہ بات کی تہہ میں اتر کر بولا ماہم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عفان نے ایک گہرا سانس لے کر خود کو کمپوز کیا۔

میں لندن میں جاب کیسے ڈھونڈوں گا۔۔۔

اس کی بات پر ماہم نے چونک کر سر اٹھایا۔

جاب ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے آپ پاپا کے ساتھ ان کا آفس سنبھال لینا۔۔۔

ماہم نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو عفان نے نفی میں سر ہلایا۔

ماہم کیا ہم پاکستان میں ہی سیٹ نہیں ہو سکتے آپ خود دیکھیں یہاں ہمارے پاس اتنے پیارے رشتے ہیں ہم انکل آنٹی کو بھی پاکستان شفٹ ہونے پر راضی کر لیں گے۔۔۔

عفان نے کچھ سوچ کر کہا تو ماہم کو یہ آئیڈیا زیادہ پسند آیا۔

یہ ٹھیک ہے۔۔۔ میں ماما پاپا سے بات کر لوں گی ویسے بھی ماما لندن جا کر زیادہ

خوش نہیں ان کی ساری دوستی تو یہاں رہ گئیں۔۔۔۔۔

ماہم نے کہا تو عفان نے اس کو خوش ہوتے دیکھ کر شکر ادا کیا کیونکہ وہ چاہتا تھا جو بھی ہو وہ ماہم کی دلی خوشی اور رضامندی سے ہو۔ ویسے بھی ریان اسے پاکستان میں کاروبار کروانے کا بھی کہہ چکا تھا اور اب وہ اس بات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہ رہا تھا تاکہ ماہم کو کسی مسئلے سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

ٹھیک ہے پھر ہم آپ کی پڑھائی مکمل ہونے تک لندن رہیں گے۔۔۔۔۔

عفان کی بات پر ماہم نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اس کے کندھے پر ٹکا دیا۔ عفان نے نرمی سے اس کے سر پر بوسہ دیا تھا اس کے چہرے کی مسکراہٹ اور اطمینان اندرونی خوشی کا پتہ دے رہے تھے۔



میں نے تمہیں اسی لئے منع کیا تھا کیونکہ میں جانتی تھی اگر تم اس کے ساتھ گئی تو تمہاری طبیعت پھر خراب ہو جائے گی پر تم نے اپنی ماں کی بات نہیں مانی۔۔۔ اب دیکھو ٹینشن سے تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے۔۔۔

حلیمہ بیگم پریشانی سے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھیں۔ میرب بیڈ پر نڈھال لیٹی تھی۔

ماما مجھے کوئی ٹینشن نہیں بس کمزوری کی وجہ سے دوبارہ بخار ہو گیا ہے میڈیسن لے رہی ہو نہ آپ دیکھ لینا کل تک ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔۔۔

میرب کی آواز دھیمی اور چہرے کی رنگت سپید پڑی ہوئی تھی۔ حلیمہ بیگم کو

اس کے لب و لہجے کی آرزوردگی واضح محسوس ہوئی۔
یہ آخری بار تھا میرب اس کے بعد میں تمہیں ظہیر سے ملنے کی اجازت قطعاً
نہیں دوں گی۔۔۔۔

ان کے اندر اشتعال کی شدید لہر اٹھی اور وہ غصے سے پھٹ پڑیں۔
ماما ریلیکس آپ کیوں اتنا غصہ کر رہی ہیں۔۔۔ میں نے کہا ایسا کچھ نہیں ہوگا۔
آپ میرا یقین کریں اگر آپ چاہتی ہیں تو میں آج کے بعد کبھی بھی فیکٹری
نہیں جاؤں گی بس اتنی اجازت دے دیں کہ میں جمیلا آئی کی بیٹی کی شادی
کروا دو۔۔۔

وہ ان کا غصہ دیکھ کر بمشکل سیدھی ہو کر بیٹھی وہ بے چارگی اور بے بسی سے
اپنی ماں کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی یہ اور بات کہ دل اندر
پچھاڑے کھا رہا تھا۔



فانی تو ایک امیر لڑکی سے شادی کر چکا ہے کیا تیرا دل مطمئن ہے۔۔۔۔
وہ دونوں دونوں صبح فجر کی نماز کے بعد چھت پر واک رہے تھے جب ظہیر
نے اچانک سے پوچھا۔

کیا مطلب ہے تیری اس بات کا۔۔۔۔ تو جانتا ہے کہ یہ نکاح کب اور کیسے
ہوا۔۔۔۔ پھر اس سوال کا مقصد۔۔۔۔

فانی کی حیرت بجا تھی اسے ظہیر سے کسی ایسے سوال کی توقع نہیں تھی۔

وہ امیر باپ کی بیٹی ہے لاڈلوں میں پلی ہوئی۔۔۔ اس نے کبھی ہل کر پانی نہیں پیا۔۔ تو ایسی لڑکی کے ساتھ کیسے زندگی گزارے گا۔۔۔
 ظہیر کے سوال پر عفان نے ایک الجھی ہوئی نظر اس پر ڈالی۔
 کیا ہوا اگر وہ بہت امیر ہے۔۔۔ ان کی امیری کا میرے اور ماہم سے کوئی تعلق نہیں میں انکل کو جہیز سے صاف انکار کر چکا ہوں اور انہوں نے میری بات مان بھی لی ہے باقی ماہم کی بات کرو تو مجھے بس اتنا معلوم ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اور میرے ساتھ آئندہ زندگی گزارنا چاہتی ہے۔۔۔
 عفان نے مسکراتے ہوئے اسے کہا مگر ظہیر مطمئن نہیں ہوا۔۔۔
 تجھے نہیں لگتا کہ وہ تیرے ساتھ چند سالوں میں ہی اکتا جائے گی جن آسائشات کی وہ عادی ہے ان کے بغیر چند مہینے چند سال تو گزار سکتی ہے مگر ساری زندگی نہیں۔۔۔۔۔

ظہیر نے اسے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا تو عفان نے اسے نہ سمجھی سے دیکھا۔

ایک بات بتا جس لڑکی نے چھ مہینے ہمارے ساتھ گزارے اور ان مہینوں میں شدید گرمی میں بھی اس کے منہ سے شکوہ نہیں نکلا۔۔۔۔۔ کبھی اس نے کسی کو اپنی بربادی کا ذمہ دار ٹھہرایا حالانکہ اگر وہ چاہتی تو ہمارا جینا حرام کر سکتی تھی مگر ان چھ مہینوں میں اس نے کبھی بھی ہم میں سے کسی سے بدتمیزی نہیں کی حتیٰ کے انکل سے ملنے کے بعد بھی اس نے وہ آخری رات

بھی ہمارے ساتھ ہی گزارنے کو ترجیح دی۔۔۔۔۔
 جب ہم گاؤں گئے تو اس نے اپنی کسی بھی بات یا رویہ سے ظاہر ہونے دیا کہ
 وہ اپنے بڑے ماں باپ کی بیٹی ہے مجھے نہیں معلوم کہ مجھے اس سے کب
 محبت ہوئی کوئی بس اتنا پتہ ہے کہ وہ اپنی اچھی عادات کی وجہ سے میرے دل
 میں گھر کر گئی۔۔۔۔۔

عفان آہستہ آہستہ ہر بات کر رہا تھا ظہیر کے چہرے پر کشمکش کے آثار دیکھ کر
 عفان چند لمبے اس کو گھورتا رہا۔۔۔۔۔

مجھے ایسے کیوں لگتا ہے کہ تو کچھ اور اور کچھ کہنا چاہ رہا ہے۔۔۔ سیدھی طرح
 بتا دے کیا بات ہے تنگ کر رہی ہے۔۔۔۔۔
 اسے تذبذب کا شکار دیکھ کر عفان سے رہا نہیں گیا تو سیدھے سبھاو پوچھ ڈالا۔
 میم میرب نے مجھے خود اپنا پرپوزل دیا تھا جس پر میں نے انہیں صاف انکار کر
 دیا اور وہ اس انکار کی وجہ سے شدید بیمار بھی ہو گئیں۔۔۔۔۔

ظہیر نے ابھرتے ہوئے سورج پر نگاہ جما کر بتایا۔ صبح کی سپیدی نمودار ہو چکی
 تھی۔ پرندے رزق کی تلاش میں اپنے آشیانے چھوڑ آئے تھے۔ ہوا میں ہلکی سی
 خنکی تھی۔

کیا۔۔۔ تو نے ایسے کیوں کیا۔۔۔۔۔

عفان نے حیرانگی سے پوچھا۔

میں اس کے اسٹیٹس سے میل نہیں کھاتا۔ آج نہیں تو کل وہ لوگوں کی باتوں

میں آکر مجھے چھوڑ دیتی۔ آج تو میں نے اپنے دل میں اس محبت کو دفنا دیا ہے مگر چند سالوں بعد شاید میں اس کے چھوڑ کے جانے کے بعد آخری سانس بھی صحیح نہ لے پاتا۔۔۔۔

اس کے شکستہ انداز اور دلگرفتہ لہجے پر عفان کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے۔ تیرا کیا خیال ہے اگر تو کسی اپنے جیسی فیملی کی لڑکی سے شادی کرے گا تو کیا وہ تجھے دولت کے پیچھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔۔ تو نے ایک مفروضے کی بنا پر اپنی زندگی برباد کرنے کا پکا بندوبست کر لیا۔ مجھے بتا کہ میرب بہن میں کیا برائی ہے۔۔۔۔

عفان کو آس کی بے وقوفی پر شدید تاؤ آیا۔
برائی تو کوئی نہیں البتہ اچھائیاں ہزاروں ہیں۔۔۔۔
اس کا تصور ظہیر کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

تجھے میرب بہن جیسی لڑکی کہا ملے گی۔۔ جو اتنی دولت کے باوجود سادہ طبیعت کی ہے۔ میں نے کئی بار انہیں

عام بس میں دھکے کھا کر یونی جاتے دیکھا۔۔ یہ بھی چھوڑ میرب بہن نے جو کچھ فائزہ کے لیے کیا۔۔۔۔ کیا وہ نظر انداز کرنے کے قابل ہے۔۔۔۔ اگر ہم یہ سوچیں کہ خالی اس نے فائزہ کی مدد کی تو اب جو وہ کچھ جمیلہ آنٹی کے لیے اور ان کی بیٹیوں کے لئے کر رہی ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے

عُفان کچھ سوچ کر آہستہ آہستہ اس سے کہہ رہا تھا۔ ظہیر مسلسل اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ کو نہ صرف سن رہا تھا بلکہ تائید میں گردن بھی ہلا رہا تھا۔

کیا سوچ رہا ہے۔۔۔۔

ظہیر کو سوچ میں ڈوبے دیکھ کر سوال پوچھے بنا رہ نہیں سکا۔

پتہ نہیں تیری ساری باتیں سننے اور ماننے کے باوجود میرا دل مطمئن کیوں نہیں مجھے بہت ڈر لگتا ہے محبت کا ملنا اور پھر کھو دینا بہت افیت ناک ہوتا ہے اور مجھے اسی افیت سے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔

اس کی آواز میں خوف نمایاں تھا۔

تیرا دماغ تو خراب نہیں۔۔۔۔ ایک فضول بات کے پیچھے اپنی زندگی خراب کر رہا ہے۔۔۔۔ ایک بات بتا تجھے اپنی زندگی کا پتہ ہے کتنے سال جئے گا۔۔۔۔ یہاں تو آج ہے اور کل کی خبر نہیں فضول اور بے بنیاد باتوں کو چھوڑ دے اور اپنا فیصلہ کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے رجوع کر پھر دیکھ اللہ تعالیٰ تیرے لیے کیا فیصلہ کرتے ہیں۔۔۔۔ دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تیرے لئے مشعل راہ ہو گا اگر استخارہ منفی آیا تو میم میرب سے بات کر کے انہیں سمجھا دینا اور اگر مثبت آیا تو پھر میرے لیے لاہور کی سب سے اچھی مٹھائی دو کلو اور بے ڈاٹ کا سب سے مہنگا شلوار سوٹ لے آنا۔۔۔۔

بات کرتے کرتے آخر میں آکر عفان شرارتی انداز میں بولا تو ظہیر نے ایک مکا اس کے پیٹ میں دے مارا۔

ڈھیٹ انسان میرا ابھی کچھ بنا نہیں اور تجھے اپنی پڑ گئی ہے۔۔۔۔

ظہیر کی بات پر عفان نے اس کے کندھے پر بازو رکھ کر زور سے ہلایا۔

یہ تیری دماغ کی چولیس سیٹ کرنے کے لئے تھا۔۔۔ اب چل نیچے فاطمہ ناشتہ بنوا رہی ہوگی۔۔۔

عفان نے اسے کہا اور دونوں نیچے آگئے جہاں سب جاگ چکے تھے۔ عفان اپنے کمرے میں آیا تو ماہم کو سوتا دیکھ کر مسکرا دیا۔ وہ فجر پڑھ کر دوبارہ سو گئی تھی عفان نے صوفے سے اپنا تکیہ اٹھا کر واپس بیڈ پر رکھا اور اسے جگانے کا ارادہ ترک کرتا بنا آواز پیدا کیے باہر آگیا۔ سبحان اور شعبان بھی سو رہے تھے۔



اما آج میری طبیعت ٹھیک ہے آپ پلیز مجھے جانے دیں میں بس دونوں لڑکوں کے گھر سے ہو کر آؤں گی اس کے علاوہ کہیں آگے پیچھے نہیں جاؤں گی۔۔۔۔

میرب تیار ہو کر نیچے آئی تو بیگم حلیمہ نے اسے گھور کر دیکھا اور ناراض ہونے لگیں۔

کس کے ساتھ جا رہی ہو۔۔۔؟ ڈرائیور تو آج چھٹی پر ہے۔۔۔ انھوں نے خفگی سے پوچھا تو میرب نے ماں کو ہلکی سی مسکراہٹ سے دیکھا۔ اما۔۔۔ میں نے ظہیر کو بلایا تھا وہ ہی مجھے لے کے جائیں گے۔۔۔

میرب سر جھکاتے ہوئے آہستگی سے کہا تو بیگم حلیمہ نے نفی میں سر ہلایا۔ اما ساری ڈیٹیل انہیں پتا ہے وہ دونوں سے مل بھی چکے ہیں اور فاروق بھائی نے کہا ہے کہ ان کے علاوہ کوئی ایسا انسان نہیں جس کے ساتھ وہ مجھے بھیج

کر مطمئن ہو میں آپ سے پراس کر رہی ہوں میں اپنا پورا دھیان رکھو گی

انہیں غصے میں دیکھ کر میرب ان کے گلے لگتی گال پر پیار کرتے ہوئے بولی تو
ان کا دل اپنی بیٹی کے لیے افسردگی سے بھر گیا۔

پہلی بار ان کی بیٹی نے کسی کو اس قدر پسند کیا تھا اور وہ ہی اس کے نصیب
میں نہیں تھا انہوں نے دل ہی دل میں اپنی بیٹی کے اچھے نصیب کی دعا مانگی
میرب انہیں خدا حافظ کہہ کر باہر جا چکی تھیں جہاں ظہیر پورچ میں اس کا
انتظار کر رہا تھا۔

اسلام علیکم۔۔۔ کیسی طبیعت ہے آپ۔۔۔؟
اس کے قریب آنے پر ظہیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
اللہ کا بہت شکر ہے۔۔۔

میرب نے اپنا دھیان گاڑی کے دروازے کی طرف رکھتے ہوئے اسے جواب
دی۔ اظہیر کی مسکراہٹ اس کی بے رخی دکھانے پر گہری ہو گئی۔
دس منٹ تک ظہیر خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا پھر اس نے ڈرائیونگ کے
ساتھ اپنا سارا دھیان میرب کی حرکات و سکنات پر لگایا جو مسلسل باہر دیکھ
رہی تھی جیسے اس سے ضروری کوئی کام نہ ہو۔
میرب میرا کافی پینے کا دل کر رہا ہے کیوں نہ پہلے کسی اچھے سے ریسٹورینٹ
سے کافی پی لیں۔۔۔۔

مجھے آپ کے خیال سے اختلاف ہے۔۔۔ ہم جس کام کے لیے جا رہے ہیں اسی پر فوکس رکھیں تو بہتر ہوگا اور اگر آپ کا بہت دل کر رہا ہے تو مجھے ڈراپ کر کے آپ اپنا شوق پورا کر سکتے ہیں۔۔۔

میرب نے اپنا دھیان باہر ہی رکھا اور اسے جواب دیا اس کی آواز کا بھاری پن ظہیر سے مخفی نہیں رہ سکا۔

میرب میں نے آپ کو پہلی بار کافی پینے کی آفر کی اور آپ نے انکار کر کے بے مروتی کے انتہا کر دی ہے۔۔۔

ظہیر نے مصنوعی خفگی کا مظاہرہ کیا تو میرب نے رخ موڑ کر حیرانی اسے دیکھا جو آج اپنے رویے سے اسے بار بار چوکنے پر مجبور کر رہا تھا۔
میں نے کوئی بے مروتی نہیں دکھائی میں نے سہیل بات کی ہے میرا دل نہیں چاہ رہا کافی پینے کو تو میں کیسے حامی بھر لو۔۔۔

میرب نے رکھائی سے کہا تو ظہیر نے مسکراہٹ دباتے اس کو دیکھا اس کا چہرہ اب غصہ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہو رہا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ آپ ناراض نہیں ہوں ویسے بھی اب ہم ان کے گھر پہنچنے والے ہیں۔۔۔

ظہیر نے سامنے نگاہ کی جہاں رش تھا۔ اس نے پارکنگ کی جگہ ڈھونڈ کر گاڑی پارک کی گاڑی لاک کر کے وہ دوسری سائیڈ پر آیا جہاں میرب کھڑی تھی وہ اس کے قریب گیا اور ہاتھ تھام کر روڈ کی جانب بڑھا۔ میرب نے اپنا

ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی مگر ظہیر کی گرفت خاصی مضبوط تھی۔
آپ آرام سے میرے ساتھ چلیں پچھلی دفعہ کا تجربہ اس بار نہیں دہرا
سکتا۔۔۔

بار بار ہاتھ کھینچنے پر ظہیر نے نرمی سے باور کرایا اور روڈ کراس کرنے کے بعد
میرب کا ہاتھ چھوڑا۔

وہ مارکیٹ میں سے گزر کر پچھلی سیٹ پر آئے جہاں کواٹر بنے ہوئے تھے۔
ظہیر نے موبائل نکال کر اڈریس نکالا اور وہاں کھڑے ایک بندے سے اس
کے متعلق پوچھا۔ اس کی نشاندہی کرنے پر وہ میرب کو ساتھ لئے آگے بڑھا
مطلوبہ کوارٹر کے پاس پہنچ کر ظہیر نے بیل بجائی کچھ ہی دیر میں ایک بھاری
بھرم خاتون نے دروازہ کھولا۔

ہمیں امجد سے ملنا ہے ہم نے اسے اپنے آنے کا بتایا تھا۔
ظہیر نے کہا تو اس عورت نے دونوں کو گھور کر دیکھا۔

تم لوگ کہیں رشتے والے تو نہیں۔۔۔ اگر وہی ہو تو اندر آجاؤ میں کافی دیر
سے تم لوگوں کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

اس خاتون نے خود ہی سوال اور خود ہی جواب دے کر دونوں کو اندر آنے کا
راستہ دیا۔

چائے پانی تو نہیں لوگے تم لوگ۔۔۔

اس کے روکھے لہجے پر دونوں نے اپنی حیرت چھپائی

جی نہیں۔

ظہیر نے باآواز انکار کیا۔

آج کل نئی وبا پھوٹ پڑی ہے نا پہلے سنا اور نہ دیکھا ہمارے بیٹے ہیں ہم جہاں چاہے ان کی شادیاں کریں لوگ تو ایسے لگتا ہے آج کل لڑکوں پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ جہاں اچھا لڑکا دیکھا فوراً ٹوٹ پڑتے ہیں۔۔۔۔

خاتون نے اپنا منہ کھولا تو ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ نے میرب کو شاک دیا جبکہ ظہیر کے لیے یہ نارمل بات تھی۔۔۔

ہم آپ پر کوئی زبردستی نہیں کر رہے ہیں ہمیں بچیوں کے لیے اچھے رشتے درکار ہیں آپ کی تصویریں دیکھ لیں اگر آپ کو پسند آئی تو ہم بات آگے بڑھائیں گے۔۔۔

میرب نے جھجکتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

لاؤ دکھاؤ کونسی حور پریاں ہیں۔۔۔

ان کے رکھائی سے کہنے پر میرب کو شدید غصہ آیا کیا مگر ضبط کر گئی۔ بیگ سے تصویروں والا لفافہ نکال کر دونوں تصویر نکالی اور ان کے سامنے کر دیں۔ دیکھنے میں تو ٹھیک لگ رہی ہیں ان کا باپ کیا کرتا ہے اور کا گھر ان کا ذاتی ہے یا کرائے پر رہتے ہیں۔۔۔

خاتون نے ایکسرے کرتی نظروں سے تصویر کو بہت دیکھا اور پھر منہ اٹھا کر ظہیر کو مخاطب کیا۔

ان کے والد نہیں یہ یتیم ہیں ان کی والدہ فیکٹری میں ملازمت کرتی ہیں اور ان کا گھر بھی کرائے کا ہے۔۔۔

ظہیر نے ان کو معلومات فراہم کی تو ان کی تیوریاں چڑھ گئی اور چہرے پر شدید غم و غصے کے آثار نظر آنے لگے۔۔۔۔۔

یہ پکڑو بی بی یہ یتیم ہی میرے بیٹوں کے لئے رہ گئی ہیں ہمیں نہیں کرنا یہاں رشتہ جہاں سے جہیز کی رتی برابر امید نہیں۔۔۔

انہوں نے تصویریں میرب کی طرف بڑھاتے ہوئے ہوئے کہا۔ میرب نے ایک نظر ان کے پتھر یلے تاثرات سے سچے چہرے کی جانب دیکھا اور تصویریں تھام کر واپس لفافے میں ڈال کر رکھی اور کھڑی ہو گئی۔

چلیں ظہیر صاحب۔۔۔ یہ لوگ اس قابل نہیں کہ ہم اپنی بچیاں ان کو دیں۔ ویسے آپ کو بتاتی چلو کہ دونوں بچیوں کو جہیز میں تین تین لاکھ دینے تھے ہم نے۔۔۔ خیر ہمیں اجازت دیں۔۔۔

میرب نے کھڑے ہوتے ہوئے ان کے سر پر بم پھوڑا۔

دیکھو بیٹا اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔ بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں۔۔۔

خاتون نے فوراً پینترا بدلہ جس پر میرب کو ہنسی آئی اور اس نے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ ظہیر اس کو ہنستا دیکھ کر مسکرا دیا۔

آپ کو لاکھوں نظر آنے لگے تو فوراً آپ کی سوچ بھی بدل گئی۔۔۔ ہمیں آپ جیسے لالچی لوگوں میں بچیاں نہیں دینی۔۔۔ ہمیں اجازت دے دیر ہو رہی

ظہیر نے قریب جاکر ہاتھ چھوڑا اور گھوم کر گاڑی کے دروازے ہر جھکا۔ وہ گاڑی کا لاک کھول رہا تھا اس لیے میرب کے تاثرات نہ دیکھ سکا جہاں حیرانگی رقم تھی۔

کافی پینے چلیں۔۔۔ پھر دوسرے لڑکوں کے گھر جائیں گے۔۔۔
ظہیر نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا تو میرب نے رخ موڑ کر اس کو دیکھا کچھ دیر پہلے کہی ہوئی بات کا شائبہ تک نہیں تھا اس کے چہرے پر۔
مجھے کافی نہیں پینی میں پہلے بھی بتا چکی ہو۔۔۔
میرب کی آواز میں خستگی نمایاں تھی۔

آج آپ نے میرے ساتھ ضد باندھ لی ہے۔۔۔
اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی وہ میرب کی خفگی سے محفوظ ہو رہا تھا۔
میں نے کوئی ضد نہیں باندھی آپ ہی ایک بات کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔۔۔ میں جس کام کے لیے آپ کے ساتھ آئی ہو اسے ہر حال میں آج ہی انجام دینا چاہتی ہوں تاکہ مجھے بار بار آپ کے ساتھ نہیں آنا جانا نہ پڑے۔۔۔
میرب کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے نم لہجے میں ظہیر سے مخاطب ہوئی۔۔۔ اس کی آواز کا بھیگا پن ظہیر سے مخفی نہیں رہ سکا۔ ظہیر نے گاڑی ایک سائیڈ پر روک دی دوپہر کا وقت تھا اس لیے روڈ سنسان تھی اور ہلکا سا رخ موڑ کر میرب کی جانب دیکھنے لگا جو گاڑی روکنے پر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

اتنی خفا کیوں ہیں۔۔۔ میری باتیں اگر آپ کو بری لگی ہیں تو میں آپ سے معافی مانگتا ہوں میرا ارادہ آپ کو ہرٹ کرنے کا نہیں تھا میں نے بس حقائق آپ کے سامنے رکھے تھے۔۔۔

ظہیر نرم لہجے میں اس سے بات کر رہا تھا۔
وہ بات ختم ہو چکی ہے اس لیے اس بات کو چھیڑنے کا کوئی مقصد نہیں آپ گاڑی چلائیں مجھے جلدی گھر واپس جانا ہے۔۔۔

میرب نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے رکھائی سے کہا وہ اس کے سامنے بے بس نہیں ہونا چاہتی تھی ظہیر چند لمحے یوں ہی اسے دیکھے گیا۔
میرب کی آنکھوں میں نمی اور چہرے پر شگستگی کا گہرا تاثر تھا۔ ظہیر نے ایک گہرا سانس لے کر اپنے آپ کو اگلی بات کرنے کے لئے تیار کیا اور سائیڈ جیب میں ہاتھ ڈال کر چھوٹا سا گفٹ باکس نکالا۔

یہ میں نے آپ کے لیے لیا ہے امید کرتا ہوں پسند آئے گا۔۔۔
اس نے باکس میرب کی گود میں دھرے ہاتھ پر رکھا جسے میرب نے حیرت سے دیکھا۔

میں یہ نہیں لے سکتی۔۔۔

میرب نے باکس اٹھا کر اس کی جانب بڑھایا۔
آپ اسے کھول کر دیکھیں پسند نہیں آیا تو واپس دیکھئے گا۔۔۔۔
ظہیر نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔۔۔

مجھے یہ ایکسیپٹ ہی نہیں کرنا تو پھر دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔
 میرب کا لہجہ سخت تھا۔ ظہیر نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر باکس اٹھا کر خود
 ہی اس کا ریپر اتار کر باکس کھول کر اس کی طرف بڑھایا۔ باکس کھلنے پر چھوٹے
 سے لڑکے نے جھک کر سامنے کھڑی وائیٹ پری کو گلاب کا پھول پیش کیا تھا
 ساتھ میں دل یو میری می کا میوزک بج رہا تھا
 میرب ششدر سی اس کے ہاتھ میں پکڑے پیس کو دیکھ رہی تھی۔ ظہیر نے
 ہاتھ بڑھا کر گاڑی کے ڈیش بوڈ پر رکھا۔۔۔

یہ کیسا مزاق ہے۔۔۔

میرب کی آواز کپکپائی۔
 آپ نے غور نہیں کیا میرب۔۔۔ لڑکے کے پرپوز کرنے کے باوجود ابھی تک
 لڑکی نے پھول نہیں تھاما۔۔۔

ظہیر کی بات سن کر اس نے غور سے پیس کو دیکھا واقعی لڑکا ابھی تک جھکا
 ہوا تھا۔

یہ پیس اتنا ہی چلتا ہوگا۔۔۔

نہیں۔۔۔ وہ لڑکی کی ہاں کا منتظر ہے۔۔۔ مگر لڑکی اس کا صبر آزما رہی ہے۔۔۔ اتنی
 جلدی ہاں کر کے اس لڑکے کو خوشی فراہم نہیں کرنا چاہتی جس نے اسے اتنا
 ستایا۔۔۔

ظہیر مزے سے کہہ رہا تھا۔ میرب نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ ظہیر نے ایک

نظر اسے دیکھا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر۔ اس کی طرف آکر اس نے میرب کا دروازہ کھولا اور ایک گھٹنا فولڈ کر کے زمین پر ٹکا کر بیٹھ گیا۔

ول یو میری می۔۔۔

اپنی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلا کر ظہیر نے سوال کیا۔ میرب نے اس کی پھیلی ہتھیلی پر پڑی رنگ کو تحیر سے دیکھا۔

کیا آپ مجھ ناچیز کو ساتھ اپنی پوری زندگی گزارنا پسند کریں گی۔۔۔ یہ ناچیز اپنی پچھلی تمام کوتاہیوں کی صدق دل سے معافی مانگتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ آئندہ زندگی میں آپ کو ہر خوشی دینے کی کوشش کرے گا۔۔۔

ظہیر کی گھمبیر آواز پر میرب چہرہ جھکا کر زور و شور سے رو دی ظہیر بوکھلا کر مٹھی بند کرتا سیدھا ہوا۔

میرب سوری آپ روئے نہیں۔۔ آپ کو اچھا نہیں لگا تو میں آپ سے معذرت کرتا ہوں۔۔۔

ظہیر گھبرایا ہوا اس سے بولا۔ میرب نے آنسو سے بھرا چہرہ اٹھا کر اس کا ہاتھ دیکھا جس کی مٹھی میں انگھوٹی قید تھی اور اپنا ہاتھ الٹا کر کے اس کے سامنے کر دیا۔ اس بار آنسوؤں کے ساتھ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھی تھی۔
ظہیر ٹکٹکی باندھے اس دھوپ چھاؤں کے منظر کو دیکھے گیا۔



ظہیر ٹکٹکی باندھے دھوپ چھاؤں کا منظر دیکھے گیا اس کا بس نہیں چل رہا تھا

میرب نے اس کی بند مٹھی کی طرف اشارہ کیا جس میں باتوں کے دوران وہ

انگھوٹی دوبارہ قید کر چکا تھا۔

سنجھال کر تو آج سے آپ رکھیں گی اپنے آپ کو میری امانت سمجھ کر۔۔۔
 گود میں دھرا اس کا ہاتھ تھام کر سیدھا کرتا شرارتی انداز میں مخاطب
 تھا۔ میرب کے چہرے پر رنگوں کی برسات اتر آئی تھی۔ ظہیر نے مٹھی کھول
 کر دوسرے ہاتھ سے انگوٹھی اٹھائی۔

قریب آتے موٹر سائیکل سوار نے شعلہ بار نظروں سے دونوں کو گھورا اور
 وہیں بایک روک کر جیب میں ہاتھ گھساتا پلک چھپکتیں میں ان کے قریب
 آیا۔

میری زندگی برباد کرنے والے دونوں لوگ ایک ساتھ مجھے مل گئے۔۔۔ آج تو
 خدا سے کچھ اور بھی مانگتا تو وہ بھی مل جانا تھا۔۔۔۔

ان پر پستول تانے شیدا چہرے پر خباثت سجائے دونوں کو تاڑ رہا تھا۔ میرب نے
 اس کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر چیخنا چاہا مگر آواز حلق میں ہی کہیں دب گئی
 اس نے خوفزدہ ہو کر ظہیر کا ہاتھ تھاما ظہیر انگھوٹی کو دوبارہ مٹھی میں دباتا
 میرب کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہو چکا تھا۔

تم اپنی زندگی برباد کرنے والے خود ہو۔ اگر تم فائزہ کے ساتھ انسانی سلوک روا
 رکھتے تو آج یوں خالی ہاتھ نہ ہوتے۔۔ یہ پستول جو تم ہم پر تانے کھڑے ہو
 اس سے ہونے والے نقصان کا اندازہ ہے تمہیں۔۔ ماں تو تمہارے بچوں کی
 پہلے ہی نہیں اب باپ بھی ان سے چھیننا چاہتے ہو۔۔۔۔۔

ظہیر بنا خوف و خطر ڈٹ کر اس کھڑا سامنے کھڑا تھا۔ میرب دو تین بار اسے ہٹانے کی کوشش کر چکی تھی مگر ظہیر وہیں جما کھڑا رہا۔
یہ لیکچر کسی اور کو دینا جس پر اس کا اثر بھی ہو۔

شیدا خباثت سے ہنستا ہوا بولا اور دور سے آتی گاڑی کو دیکھ کر لمحہ ضائع کیے بغیر فائر کھول دیا۔

ظہیر دو گولیاں لگتے ہی لڑکھڑا کر نیچے ہوا اور اگلی دو گولیاں چیختی ہوئی میرب کے اندر اتر گئیں۔ شیدا اپنی پستول ان پر خالی کرتا گاڑی قریب پہنچنے سے پہلے ہی بایک بھگالے گیا۔ ظہیر نے خون سے بھری مٹھی کھول کر نیم وا آنکھوں سے انگوٹھی دیکھی وہ کمر گاڑی کے ساتھ ٹکائے بمشکل بیٹھا تھا اس نے گردن گھما کر میرب کو دیکھنا چاہا جو ہوش و خرد سے بیگانہ سیٹ سے آدھی نیچے لٹک رہی تھی اس کا بازو نیچے جھول رہا تھا آنکھیں بند ہونے سے پہلے اس نے انگوٹھی کپکپاتے ہاتھ سے میرب کی انگلی میں پہنانے کی کوشش کی اور اسی کوشش میں وہ دہرا ہوتا میرب کے قریب ہی لڑھک گیا تھا۔ قریب آتی گاڑی نے کچھ دور سے ہی بریک لگائی تھی۔



کبیر پتہ کریں زرا یہ جگنو بھائی کہاں غائب ہیں۔۔۔۔

انہوں نے کہا تھا کہ دو گھنٹے کا کام ہے اور اب انہیں چار گھنٹے سے زیادہ ہو گئے ہیں گئے ہوئے۔۔۔۔

فاطمہ کا دل نہ جانے کیوں بے چین تھا۔
 میں نے فون کیا ہے مگر اس کا فون بند جا رہا ہے لگتا ہے۔۔ جہاں وہ گیا ہے
 وہاں سگنل کا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔
 کبیر نے دوبارہ نمبر ڈائل کرتے ہوئے فاطمہ کو آگاہ کیا۔ اسی اثناء میں اس کے
 موبائل پر فاروق کی کال آنے لگی۔ کبیر نے کال اٹینڈ کر کے فون کان کے
 ساتھ لگایا اور اگلی بات سنتے ہی اونچی آواز میں بولتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اس کی
 پریشان آواز پر مراد عفان جلدی سے اس کے قریب آئے تھے۔
 جگنو اور میم میرب کو کسی نے گولیاں ماریں ہیں۔۔۔
 کبیر کی پریشان آواز پر فاطمہ لہرا کر گری ماہم دوڑ کر اس تک آئی مگر وہ زمین
 بوس ہو چکی تھی۔
 کبیر نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کو اٹھا کر صوفے پر لٹایا اس کے ہاتھ
 کانپ رہے تھے۔ کسی انہونی کا خدشہ سر اٹھا رہا تھا۔ ماہم پانی کا گلاس لے کر
 آئی اور جلدی سے اس کے منہ پر چھینٹے مارے کچھ ہی دیر میں کراہ کر ہوش
 کی دنیا میں واپس آئیں۔
 مراد اور عفان دوڑتے ہوئے باہر نکلے تھے کبیر نے ان کو جاتے ہوئے دیکھا
 اس وقت وہ فاطمہ کو اس حال میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔
 فاطمہ کی طبیعت دیکھتے ہوئے کبیر نے ڈاکٹر کو کال کر کے گھر آنے کے لیے کہا
 کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر نے اسے نیند کا انجکشن دیا تاکہ وہ نیند لے سکے جو اس

کے اور بچے کے لیے ضروری تھی کبیر اس کے سوتے ہی ماہم اور سبحان شعبان کو فاطمہ کے پاس چھوڑ کر خود موٹر سائیکل کی چابی اٹھاتا باہر دوڑا سبحان اس کے پیچھے گیا اور گیٹ بند کر کے کے اندر آیا۔
 عفان مطلوبہ ہسپتال پہنچا تو کاریڈور میں فاروق کے ساتھ محسن درانی بے چینی سے چکر لگا رہے تھے وہ دوڑتا ہوا ان تک پہنچا۔
 جگنو کیسا ہے اور میرب۔۔۔۔

اس نے بے تابی سے فاروق سے پوچھا مراد بھی قریب آ چکا تھا۔
 دونوں کی حالت بہت نازک ہے دعا کریں اللہ دونوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔۔۔

فاروق کی بات سن کر عفان کا دل ڈوبنے لگا بچپن کا ساتھ تھا۔ وہ دوسرے دونوں کی نسبت جگنو سے زیادہ قریب تھا اپنے جگر کی ایسی حالت کا سن کر یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے کلیجے میں ہاتھ ڈالا ہے۔ وہ وہیں سجدہ ریز ہو مراد اپنے آپ کو سنبھال تیزی سے محسن درانی کے قریب کیا اور ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی جو بیٹی کے غم سے صدیوں کے بیمار اور نڈھال نظر آ رہے تھے اسی وقت آئی سی یو کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر آئے۔
 آئی ایم سوری۔۔۔ ہم نے دونوں کو بچانے کی پوری کوشش کی مگر ان کو دل کے قریب لگنے والی گولیوں کی وجہ سے ہماری تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔۔۔
 اللہ آپ کو صبر دے۔۔۔۔

محسن درانی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں انہیں آگاہ کیا اور دعا دیتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیے۔ محسن درانی کرسی پر گرتے پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے۔ عفان سجدے سے سر اٹھاتا رونے کی آواز سن کر تیزی سے سیدھا ہوا اور مراد کو فاروق کے گلے لگے روتا دیکھ کر لڑکھڑا کر کھڑا ہوا۔

کیا ہوا ہے کیوں رو رہے ہو بولو۔۔۔۔۔
مراد کو کھینچ کر فاروق سے الگ کرتے عفان دھاڑا۔
جگنو چلا گیا ہمیں چھوڑ کر۔۔۔۔۔

مراد فاروق سے ہٹ کر اس کے گلے لگتا اونچی آواز میں روتے ہوئے بولا۔
عفان ساکت نظروں سے مراد کے کندھے کے اوپر سے پیچھے کرسی پر بیٹھے
محسن درانی کو روتا دیکھ رہا تھا۔

اسی وقت کبیر ان کے نزدیک پہنچا اور انہیں یوں بکھرتا دیکھ کر کسی انہونی کے خیال سے دوڑ کر ان کے قریب پہنچا۔ فاروق نے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا کبیر لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا لیتا نیچے بیٹھ گیا۔

فاروق محسن صاحب کو بازوؤں کے گھیرے میں لئے سہارا دے رہا تھا۔
میں محسن صاحب کے ساتھ میت کو گھر چھوڑ کر پھر شمینہ کو لاؤ گا۔۔۔۔۔ تم
لوگ میت لے کر جانے کی تیاری کرو سارے انتظامات مکمل کرنے کے بعد
میت کو یہاں سے سیدھا گاؤں لے جائیں گے۔۔۔۔۔

فاروق کچھ دیر بعد ان کے پاس آکر بولا۔

فاروق ان کے قریب آکر بولا تینوں غم سے نڈھال فرش پر بیٹھے تھے فاروق نے چند لمحے ان تینوں کو دیکھا اور پھر ایسبولینس کا انتظام کرنے کے لئے باہر چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ میت کو ایسبولینس میں رکھوا کر محسن درانی کو ساتھ لیے لیے نکل آیا وہ تینوں وہی نڈھال بیٹھے تھے ان میں سے کسی کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اٹھ کر ایک بار اندر جا کر اس کا چہرہ دیکھ لیتے۔ عفان کا فون کافی دیر سے بچ رہا تھا اس نے لرزتے ہاتھوں سے موبائل نکال کر سامنے کیا جہاں ماہم کا نام چمک رہا تھا۔

عفان میں کتنی دیر سے کال کر رہی ہوں جگنو بھائی کیسے ہیں ہے۔۔۔۔

ماہم نے کال اٹینڈ ہوتے ہی بے تاب سے پوچھا۔

وہ چلا گیا مجھے اکیلا چھوڑ کر۔۔۔ اسے میرب سے اتنی محبت تھی کہ ہم سب کو یہاں چھوڑ کر اگلے جہان کا سفر اس کے ساتھ کرنے چل دیا۔۔۔۔

اس کا شکستہ لہجہ درد میں ڈوبی آواز نے ماہم کو شدید شاک لگایا وہ فون بند کر کے تیری سے سبحان اور شعبان کی طرف بڑھی جو صوفے پر بیٹھے اس کو چہرے کے اتار چڑھاؤ کو غور سے دیکھ رہے تھے۔

جگنو بھائی کی ڈیبتھ ہو گئی ہے۔۔۔

ماہم فون بند کرتی ان دونوں کے قریب جا کر رندھی ہوئی آواز میں سرگوشی سے بولی تا کہ اس کی آواز اندر سوئی ہوئی فاطمہ تک نہ جائے۔ وہ دونوں بھی

پریشان ہو گئے

اگلے آدھے گھنٹے میں ماہم نے اپنی تیاری مکمل کرنے کے ساتھ فاطمہ کی پیکنگ بھی کی باقی

کبیر اور مراد کی پیکنگ ان کے آنے پر چھوڑ دی۔

وہ قدرت کی اس ستم ظریفی پر انگشت بندھاں تھے۔



ایمبولینس درانی ہاؤس کے گیٹ پر آئی تو چوکیدار نے پریشانی سے دیکھا اور گیٹ کھول دیا۔ ایمبولینس پورچ میں آکر رکی اس کا سائرن سن کر اندر سے سب ہی دوڑتے ہوئے باہر نکلے تھے۔

فاروق نے گاڑی سے محسن صاحب کو تھام کر باہر نکالا ان کی حالت خاصی خراب ہو رہی تھی۔

پاپا ایمبولینس کیوں آئی ہے۔۔۔۔

محسن صاحب دفتر سے سیدھے ہسپتال گئے تھے اس لئے گھر میں کسی کو میرب کے ساتھ ہونے والے حادثے کی خبر نہیں تھی۔

اینق۔! میرب اللہ کی امانت تھی اللہ نے واپس لے لی۔۔۔

فاروق نے بمشکل الفاظ ادا کیے۔ اینق کے پیچھے کھڑی بیگم حلیمہ اور شامل حیرت سے فاروق کے منہ سے نکلنے والے الفاظ کو سن رہی تھی مگر ان کی نظروں میں بے یقینی تھی۔

محسن صاحب نے آگے بڑھ کر روتے ہوئے بیوی اور بیٹی کو گلے لگایا حلیمہ بیگم بے ہوش ہو کر ان کے بازوؤں میں جھول گئیں۔

انیق نے روتے ہوئے باسم کا نمبر ملایا اور اس کا فون آف ہونے پر اس کی پونٹ میں پیغام دے دیا۔

دکھ کی جو آندھی اچانک چلی تھی اس نے سب کو اپنی جگہ سے ہلا دیا تھا یہ زندگی تھی جہاں اگلے قدم پر انسان کو پتا نہیں ہوتا کہ اسے کیسے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تقدیر انسان کے ساتھ ایسا کھیل کھیل جاتی ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا اور انسان کی اصل حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سانسیں مقرر کر رکھی ہیں۔ کچھ کی کم اور کچھ کی زیادہ۔



فاطمہ کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے ارد گرد دیکھا کمرہ خالی تھا ذہن کے پردے پر کبیر سے ہونے والی گفتگو لہرائی تو تیزی سے اٹھ کر نیچے اتری اور سائیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر کندھے پر رکھتی باہر دوڑی۔

ماہم یہ لوگ ابھی واپس کیوں نہیں آئے تمہاری بات ہوئی جگنو بھائی ٹھیک ہیں۔۔۔

باہر آتے ہی اس کی نظر سامنے بیٹھی ماہم پر پڑی تو تیزی سے قریب آتے ہوئے پوچھنے لگی اسی دوران اس کا دھیان ماہم کے چہرے پر گیا جو آنسوؤں سے تر تھا۔

ماہم کیوں رو رہی ہو کیا ہوا ہے بتاؤ۔۔۔۔۔
 وہ اس کو جھنجھوڑتے ہوئے کسی خدشے کے تحت پھٹی ہوئی آواز میں بولی۔
 جگنو بھائی ہمیں چھوڑ کر چلے گئے میرب کی بھی ڈیٹھ ہوگئی۔۔
 ماہم کھڑے ہو کر اس کے گلے لگتے ہوئے زار و قطار رو دی۔ قریب ہی سبحان
 اور شعبان بیٹھے تھے ان کی آنکھیں بھی نم تھیں۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ وہ
 خوشی خوشی جس شادی کو اٹینڈ کرنے آئے ہیں وہاں انہیں ایسی صورتحال کا
 سامنا کرنا پڑے گا۔

ماہم اور فاطمہ نہ ایک دوسرے کے گلے لگی دھاڑیں مار کر رو رہی تھی۔ روتے
 ہوئے فاطمہ نیم بے ہوش ہونے لگیں تو ماہم نے تیزی سے اسے صوفے
 طرف کیا اور بازوؤں کے گھیرے میں لئے پیچھے دھکیلا جب تک وہ صوفے پر
 بیٹھ نہیں گئی اسے سنبھالے رہی تاکہ گرنے سے اس کے اندر پہنچتی ننھی جان کو
 کوئی نقصان نہ پہنچے۔ سبحان تیزی سے اٹھ کر پانی لینے کے لیے دوڑا تھا۔
 اسی وقت گیٹ پر لگی بل بجی شعبان گیٹ کھولنے کے لیے چلا گیا کچھ ہی دیر
 میں عفان اور کبیر نے اندر قدم رکھا دونوں کی حالت بری ہو رہی تھی۔ ماہم
 نے اپنے آنسو صاف کرتے نظر اٹھا کر عفان کو دیکھا جس کا رنگ سفید پڑ چکا
 تھا۔ آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں۔

کبیر فاطمہ کو بے ہوش دیکھ کر تیزی سے قریب آیا اور دونوں ہاتھوں سے
 اس کا چہرہ تھام کر تھپتپایا۔

فاطمہ نے بمشکل چکراتے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے نیم وا آنکھوں سے کبیر کو دیکھا اور دوبارہ زور زور سے رونے لگی کبیر نے اسے کھینچ کر اپنے حصار میں لیا اور خود بھی رو دیا۔

ماہم عفان کے قریب آئی اور اپنے ہاتھوں سے اس کا چہرہ صاف کیا اسے ہاتھ سے پکڑ کر لا کر صوفے پر بٹھایا۔ سبحان نے پانی کا گلاس ماہم کی طرف کیا جسے ماہم نے پکڑ کر زبردستی عفان کے منہ کے ساتھ لگایا چند گھونٹ لینے کے بعد عفان نے گلاس سائیڈ پر کر دیا۔ ماہم نے گلاس واپس سبحان کو دیا جو گلاس کچن میں رکھنے کے لئے چلا گیا۔ اسی وقت دوبارہ گیٹ پر بیل ہوئی تو شعبان باہر نکل گیا۔ کبیر فاطمہ کو پانی پلا رہا تھا جب روتی ہوئی ثمنینہ آپی نے اندر قدم رکھا۔ انہیں دیکھ کر ایک بار پھر سب کے رونے میں تیزی آگئی تھی۔ ان کی گود میں موجود بچوں کو لے کر ماہم نے سبحان اور شعبان کو تھما دیا تھا جو آوازوں سے ڈر کر رونے لگے تھے۔

کتنی ہی دیر سب کا رونا جاری رہا پھر رونا تو کم ہو گیا مگر سب کے چہروں پر جو اذیت رقم تھی وہ بہت تکلیف دہ تھی۔ عفان نے ریان کو فون کر کے بتایا تو وہ شاکڈ رہ گیا۔ ریان اس وقت فیملی کے ساتھ سوات میں تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ سب گاؤں کے لیے نکل گئے۔ مراد ایسبولینس کے ساتھ تھا۔ فاروق نے بندوں کے حساب سے بڑی گاڑی ارنیج کی تھی تاکہ سب آرام سے سفر کر سکیں۔

اگلے تین دن یو ہی گزر گئے کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اچانک انہیں
چھوڑ کر اگلے سفر پر روانہ ہو گیا ہے۔

سب بڑوں نے فیصلہ کیا ہے کہ شادی مقررہ تاریخ پر سادگی سے کر دی
جائے۔

کبیر سب کے درمیان بیٹھا ڈھیلے ڈھالے انداز میں بتا رہا تھا
مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔ بعد میں دیکھی جائے گی۔۔۔ ابھی جگنو کو گئے دن
ہی کتنے ہوئے ہیں اور ہم یہاں خوشیاں منانا شروع کر دیں۔۔۔۔
مراد بات کرتے ہوئے غمگیں ہو گیا اس کی آنکھوں میں آنسو چمکے نے اس نے
بے دردی سے رگڑ کر صاف کیا۔

ہم جانتے ہیں یار مگر تو یہ سوچ کہ اگر وہ آج ہمارے درمیان ہوتا تو تجھے
یوں شادی کی تاریخ آگے کرنے کا دیتا۔۔۔۔

کبیر نے اسے سمجھانا چاہا۔

میرا دل نہیں مانتا مجھے ابھی شادی نہیں کرنی جا کہ بتا دو اماں ابا کو۔۔۔۔

مراد نے آنکھیں صاف کرتے ہٹ دھرمی سے کہا۔

نہ کوئی مہندی ہو رہی ہے اور نہ کوئی فنکشن سادگی سے نکاح کر کے رخصت

کر دیں گے میں اس لیے نہیں کہہ رہا کہ کوکب میری بہن ہے۔۔۔ میں چاہتا
ہوں کہ ہم واپس جائیں تو کوکب ہمارے ساتھ ہو۔۔ فاطمہ کی حالت دیکھی ہے
تو نے۔۔۔ اس کو دوسرا ہٹ مل جائے گی۔۔۔۔

کبیر کی بات پر مراد اسے دیکھتا رہا تب ہی عفان قریب آ کر بیٹھا اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اثبات میں گردن ہلائی۔ مراد نے خاموشی سے سر جھکا دیا وہ جانتا تھا کہ اگر یہ دونوں طے کر چکے ہیں تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی لیکن ان لوگوں کی موجودگی میں ایک ہفتے بعد سادگی سے نکاح کی رسم ادا کی گئی اور اگلے ہی دن سب واپسی کے لیے نکل آئے۔

تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا ماہم سے نکاح کے بارے میں۔۔۔

گھر پہنچنے کے اگلے دن ریان عفان کے سامنے بیٹھا پوچھ رہا تھا اسے تو گاؤں میں عفان کے ساتھ موجود لڑکی کو دیکھ کر حیرت ہوئی کبیر نے انہیں ان کے مابین رشتے کے متعلق بتایا۔

مجھے خود معلوم نہیں تھا کہ یہ رشتہ برقرار رہے گا یا نہیں بس اسی لیے آپ سے ذکر نہیں کیا۔۔۔

ضمیر کے جانے کے بعد وہ مزید سنجیدہ ہو گیا تھا۔

اب کیا ارادہ ہے تمہارا میں اب واپس جانے کا سوچ رہا ہوں کافی وقت ہو گیا ہے پاکستان میں پیچھے کاروبار سنبھالنے کا بھی مسئلہ ہے جس کو چھوڑ کر آئے تھے اسے انگلیٹڈ جانا ہے۔۔۔

ریان نے اسے آگاہ کیا۔

میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا۔ آپ کے ساتھ جانے کا سوچتا ہوں تو ماہم کا خیال آتا ہے اور اگر ماہم کے ساتھ جانے کا سوچوں تو وہاں پر جاب کا

مسئلہ ہو گا۔ میں ماہم کے والد کی مدد نہیں لینا چاہتا۔۔۔

عفان سنجیدگی سے ریان سے ہمکلام تھا۔

اگر تم ماہم کے ساتھ رخصتی چاہتے ہو تو بہتر ہے لندن چلے جاؤ میں تمہارے

اکاؤنٹ میں پیسے ٹرانسفر کروا دوں گا وہاں پر اپنا ذاتی کام شروع کر لینا

۔۔۔۔۔ ماہم کے والد لندن میں کافی ٹائم سے کاروبار کر رہے ہیں ان کے

پاس ساری معلومات ہوں گی تم ان سے مدد لے سکتے ہو۔۔۔

ریان چاہتا تھا کہ اب وہ اکیلا نہ رہے بے شک یہاں سب اس کے ساتھ تھے

مگر اب اس کا قریبی رشتہ ماہم تھی جس کے ساتھ اس نے اپنی ساری زندگی

گزاری تھی۔

اٹھیک ہے بھائی۔۔۔ جیسے آپ کہیں میں ویسے ہی کر لوں گا۔۔۔

اس نے رضامندی دی۔

میں بھی سوچ رہا ہوں کہ اپنا بزنس آہستہ آہستہ پاکستان شفٹ کر لوں میں

سیٹ ہو جاؤں گا تو تمہیں بھی لندن سے بلوا لوں گا تم بھی پاکستان میں ہی

سیٹ ہو جانا کبیر نے بتایا تھا کہ ماہم کے والد کا بزنس پاکستان میں بھی

ہے۔۔۔۔۔

ریان دھیمی آواز میں اس سے اپنا پلان ڈسکس کر رہا تھا۔ عفان نے اثبات میں

سر ہلایا اس کا ارادہ پہلے بھی پاکستان میں ہی کاروبار کرنے کا تھا مگر ماہم کی

پڑھائی زیادہ اہم تھی اس لیے کچھ عرصے کے لیے اس نے اپنا پلین کینسل

کر دیا تاکہ ماہم آرام سے لندن میں اپنی پڑھائی مکمل کر سکے۔
وہ کچھ دیر مزید ان کے ساتھ بیٹھا باتیں کرتا رہا ماہم عائشہ اور عبداللہ کے
ساتھ فاطمہ کے کمرے میں تھی جگنو کو گزرے پندرہ دن ہو گئے تھے مگر
ایسے لگتا تھا جیسے کل کی بات ہے پورا گھر خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا ایک شخص
جاتے جاتے ان کی مسکراہٹ بھی لے گیا تھا۔

میری چھٹیاں پانچ دن بعد ختم ہو جائیں گی کیا سوچا ہے آپ نے۔۔۔
شام کو ماہم عفان کے ساتھ چھت پر بیٹھی ہوئی تھی جب اس نے عفان سے
پوچھا۔

آپ واپس جا کر اپنی پڑھائی شروع کریں۔۔ میری ٹینشن نہیں لیں۔۔۔
عفان افسردہ تھا۔

ماہم چند لمحے خاموش اسے دیکھتی رہی اور پھر اٹھ کر نیچے چلی گئی۔ اس کے
اٹھتے قدموں پر عفان کے ہونٹوں پر مدہم سی مسکان اور ابھر کر مہدوم گئی
وہ جان چکا تھا کہ ماہم ناراض ہو کر گئی ہے۔

وہ چھت پر بیٹھا کتنی ہی دیر جگنو کے ساتھ گزارا ہوا وقت یاد کر کے روتا رہا
سب کے سامنے وہ اپنے آپ پر جس طرح ضبط کرتا تھا وہی جانتا تھا اب
پاکستان چھوڑ جانے کے فیصلے کی وجہ سے وہ مزید ڈسٹرب تھا۔

نیچے آیا تو گھر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی سبحان اور شعبان ایک دن پہلے ہی
واپس گئے تھے کیونکہ ان کی چھٹیاں ختم ہو گئی تھی۔ ریان بھی اپنی تیاری میں

مصروف تھا۔



ماہم نے سامان پیک کر کے ایک نظر دوبارہ جائزہ لیا کی بھی عفان لیپ ٹاپ پر کسی کام میں مصروف تھا۔

آپ کب لندن آئیں گے۔۔۔

ماہم نے عفان کے قریب بیٹھتے ہوئے پوچھا اس کا ذرا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ افغان کے بغیر واپس جائے مگر عفان سے انکار کر چکا تھا۔

ابھی میرا کوئی ارادہ نہیں جب پروگرام بنا تو میں آپ کو کو کال کر کے بتا دوں گا۔۔۔۔

عفان لیپ ٹاپ پر جھکے ہی دھیمی آواز میں بولا تو ماہم نے بھیگی آنکھوں کو سائیڈ میں پڑے ٹشو اٹھا کر صاف کیا وہ نہیں چاہتی تھی کہ عفان اس کے آنسو دیکھے اور پریشان ہوں۔

ریان آسٹریلیا واپس جا چکا تھا۔



دروازہ کھٹکنے کی آواز پر جمیلہ نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے محسن درانی کو دیکھ کر حواس باختہ ہو گئیں۔

سر آپ تشریف لائیں۔۔۔

فورا ہی سائیڈ پر ہو کر ان کو اندر جانے کا رستہ دیا یا اور سیدھی مہمان والے کمرے میں میں لے کر آئیں ان کے ساتھ باسم بھی تھا۔

جمیلہ بہن ہماری بیٹی نے ہم سے ایک وعدہ لیا تھا آج ہم وہ وعدہ پورا کرنے آئے ہیں۔۔۔۔

بیگم منزہ نے بات کرتے ہوئے ہاپنی نم آنکھوں کو صاف کیا۔۔
کیسا وعدہ بیگم صاحبہ۔۔۔

جمیلہ کی آواز میں حیرانگی تھی۔

اس کی خواہش تھی کہ ہم آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی کو اپنی بہو بنا لیں آج ہم اسی سلسلے میں آئے تھے۔ ہمارا بیٹا ابھی پڑھ رہا ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس کا نکاح سادگی سے کر کے اپنی امانت لے جائیں۔۔۔۔

بیٹی کی بات کرتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔ آج اس کو گئے دو ماہ سے زیادہ ٹائم ہو گیا تھا مگر دل کو سکون نہیں آتا تھا۔
بیگم صاحبہ ہم کہاں اور آپ کہاں یہ بے جوڑ رشتہ ہو گا۔۔۔۔۔

جمیلہ نے فوراً ہی انکار کر دیا اسے اپنی حیثیت کا اندازہ اچھی طرح تھا۔
جمیلہ بہن آپ ہماری حیثیت کو نظر انداز کر دیں آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کی بیٹی کو ہمارے گھر کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔۔ میرب نے آپ کی بڑی دونوں بیٹیوں کے لئے بھی رشتے دیکھنے کا کہا تھا جس دن اس کی ڈیبتھ ہوئی وہ اس دن بھی آپ کی بچیوں کے لیے رشتے دیکھنے گئی تھی اس کی زندگی اللہ نے اتنی ہی لکھی تھی ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس کا کام پورا کریں اس لیے ہم نے آپ کی بڑی دونوں بیٹیوں کے لیے بھی رشتے دیکھے ہیں۔

آپ ان لوگوں سے مل کے دیکھنے اگر آپ کو پسند آئے تو ہم بات آگے بڑھائیں گے جہاں تک آپ کی چھوٹی بیٹی کی بات ہے آپ اس کو یہاں بلائیں اور ہمارے سامنے اس کی رائے لے لیں پھر جو بھی آپ کی بیٹی کا فیصلہ ہوگا ہمیں قبول ہوگا۔۔۔

محسن صاحب کی بات سن کر جمیلہ اٹھی اور اندر چلی گئیں۔ بیٹیوں سے مشورہ کرنے کے بعد وہ چھوٹی بیٹی کو لے کر کمرے میں آئی اور اپنے قریب بٹھا لیا۔ باسم نے ایک نظر اس کو دیکھا اور پھر نظریں جھکا لیں اس کے چہرے پر افسردگی نمایاں تھی جو بہن کے ذکر پر چھائی تھی۔

بیٹا آپ کی والدہ نے آپ سے یقیناً ذکر کیا ہوگا اور ہمارے آنے کی وجہ بھی بیان کی ہوگی آپ بلا جھجک اپنی رائے بتائیں۔۔۔۔

ماہ رخ نے نظر اٹھا کر ان سب کو دیکھا۔ ان کے چہرے پر پر بے چینی واضح تھی اس نے باسم کو بھی دیکھا جو سر جھکائے کے بیٹھا تھا۔

میرے لئے میری والدہ جو فیصلہ کریں گی مجھے وہ منظور ہوگا۔۔۔۔

ماہ رخ جمیلہ کو دیکھ کر سنجیدگی سے جوابا بولی۔

اب آپ کی کیا رائے ہے یا پھر آپ اپنے بیٹے سے بھی مشورہ کرنا چاہتی ہیں۔۔۔

انہیں خیال آیا کہ میرب نے ان کے بیٹے کے متعلق بھی بتایا تھا۔

میرا بیٹا میرے لیے نہ ہونے کے برابر ہے۔۔۔ اسے گھر کے کسی بھی مسئلے سے

سروکار نہیں آپ یہاں بہت محبت سے تشریف لائے ہیں۔۔۔ میں اس رشتے کے لئے راضی ہو آگے جو بچوں کا نصیب۔۔۔۔۔
وہ سر جھکائے آزر دگی سے بولیں۔

ٹھیک ہے بہن۔۔۔ باسم کی چھٹی کم رہ گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ چھٹی ختم ہونے سے پہلے باسم کا نکاح کر دو اور بچی رخصت کر والو دونوں بچے پہلے اپنی پڑھائی مکمل کریں گے اس کے بعد میں ان کا ولیمہ رکھو گا۔۔۔۔۔
محسن صاحب نے ان کے سامنے ساری بات رکھی۔

جیسا آپ مناسب سمجھیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔۔
کل آپ ہمارے ساتھ چل کے اپنی دوسری دونوں بیٹیوں کے رشتے بھی دیکھ لیں وہ لوگ میرے دور پار کے رشتہ دار ہیں۔۔۔ آپ کی بیٹیاں ان کے گھر خوش رہیں گی یہ میرا گارنٹی ہے دونوں لڑکے میری فیکٹری میں ملازمت کرتے ہیں۔۔۔ ماشاء اللہ حافظ قرآن ہیں مگر اگر ان دونوں بچوں کے ایک ہاتھ میں پیدائشی نقص ہے جس کی وجہ سے وہ ٹھیک کام نہیں کر سکتے میں آپ کو اسی لیے آج بتا رہا ہوں تاکہ آپ سوچ لیں دونوں بچے ماشاء اللہ خوبصورت ہی۔

محسن صاحب نے ان کو تفصیل سے بتایا تو انہوں نے حیرانگی سے ان دیکھا۔
آپ مجھے لے کر جانے کے بجائے ان دونوں بچوں کو پہلے یہاں لے آئے تاکہ وہ میری بیٹیوں کو دیکھ لیں اگر انہیں بچیاں پسند آئی تو مجھے کوئی اعتراض

نہیں ان رشتوں پر۔ کیونکہ آپ کچھ اچھا ہی سوچ کر آئیں ہو گے۔۔۔
 انہوں نے سارا بھار محسن صاحب کے کندھوں پر ڈالا
 محسن صاحب اگلے ہی دن اس فیملی کے ساتھ ان کے گھر موجود تھے۔
 بہن ! میں اپنے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر آئی ہو۔۔۔ انہوں نے آپ کی
 بچیاں دیکھنے سے انکار کر دیا ہے یہ حافظ قرآن ہیں ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے ان کے لیے جو فیصلہ لیا ہے وہ بہترین ہوگا آپ ان کو دیکھیں لیں جو
 پوچھنا چاہتی ہیں پوچھ لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ آپ حق ہے۔۔۔
 میں آپ سے غلط بیانی نہیں کروں گی آج تک جہاں بھی اپنے بچوں کے
 رشتے دیکھنے گئی انہوں نے ان کی معذوری دیکھ کر انکار کر دیا آپ اپنی بیٹیوں
 کو پہلے ان سے ملوا دیں میں نہیں چاہتی کل کو بچیاں میرے بیٹوں کو اپنے لئے
 عذاب سمجھیں۔۔۔

شکیل اور عقیل سر جھکائے بیٹھے تھے دونوں کے چہروں پر عجیب نور تھا۔ داڑھی
 ان کے چہرے پر بہت سج رہی تھی۔۔۔

بہن یہ تو نصیبوں کی بات ہے ایسے حادثات تو شادی کے بعد بھی ہو جاتے
 ہیں مجھے آپ کے بچے بہت پسند آئے ہیں اور جہاں تک میری بیٹیوں کا سوال
 ہے تو میں ابھی ان کو آپ کے سامنے یہی بلوا لیتی ہوں آپ بھی ان کو دیکھ
 لیں۔۔۔۔

انہوں نے نرمی سے کہا اور وہیں سے بیٹھے ہوئے آواز دی کچھ ہی دیر میں

دونوں دروازے سے اندر داخل ہوئیں
 دونوں کے سر جھکے ہوئے اور تاثرات سپاٹ تھے۔
 اندر داخل ہو کر دونوں نے قدر اونچی آواز میں سلام کیا اور ماں کے قریب
 بیٹھ گئیں۔

گندمی رنگت نین نقش عام سے تھے سادہ سی چٹیاں بنائے دونوں نے سلیقے
 سے دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔

ماشاء اللہ بہن مجھے آپ کی بچیاں بہت پسند آئی ہیں ماں کو دیکھ کر ہی اندازہ ہو
 جاتا ہے کہ بچیاں کیسی ہوگی اور ماشاء اللہ آپ کی اپنی بول چال اور انداز اتنا
 دلفریب ہے تو آپ کی سیٹیاں بھی ایسی ہی ہوں گی۔۔۔۔
 آنٹی میری عمر اس وقت انیس سال ہے اور میری بہن کی ستائیس سال۔۔۔۔
 صفیہ کو لگا کہ ماں نے ہر بار کی طرح ان کی عمر چھپائی ہوگی اس لیے دھیمی
 آواز میں بولی۔

بیٹا میرے دونوں بیٹوں کی عمر اکتیس سال ہے یہ جڑواں ہیں اور بیٹا دونوں
 ایک ہاتھ سے پیدائشی معذور ہیں ان کے ہاتھ حرکت نہیں کرتے مگر دونوں
 ہی محسن صاحب کی فیکٹری میں ملازمت کرتے ہیں۔۔۔۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے بتایا اسی وقت چاروں کی نظر ایک دوسرے کی
 طرف اٹھی اور جھک گئی۔ چاروں ہی اپنی بے اختیاری پر جھینپ گئے تھے۔
 ماشاء اللہ جب آپ دونوں میں سے کسی کو رشتوں پر اعتراض نہیں تو پھر ہم یہ

رشتہ پکا سمجھیں۔۔

محسن درانی نے دونوں طرف سے جب سارا معاملہ دیکھا تو بے اختیار پوچھ بیٹھے۔

جی بھائی صاحب ہماری طرف سے بھی ہاں ہے آپ لوگ جب چاہیں شادی کے لیے تشریف لا سکتے ہیں۔ بس مجھے اتنا وقت ضرور دے دیجئے گا کہ میں اپنی بیٹیوں کے لئے کچھ تیاری کر سکوں۔۔۔

بات کرتے ہوئے ان کی آواز رندھ گئی انہوں نے دوپٹے کے پلو سے اپنی نم آنکھیں پونچھیں۔

بہن جہیز کے نام پر ایک تنکا بھی نہیں چاہیے بس آپ اللہ کا نام لے کر اپنی بیٹیوں کو رخصت کرنے کی تیاری کریں ہماری طرف سے برات میں بھی زیادہ سے زیادہ دس لوگ شامل ہوں گے میں آپ پر کوئی فالتو بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی۔۔۔

ان کی بات سن کر جمیلہ کو مزید رونا آگیا اور انہوں نے دوپٹہ چہرے پر رکھ کر زور زور سے رونا شروع کر دیا پروین جلدی سے اٹھ کر ان کے پاس گئیں اور انہیں اپنے ساتھ لگا لیا جانتی تھی بیٹی رخصت کرنے کا دکھ اور خوشی دونوں ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔

دیکھیں میری بیٹی نے دونوں بچیوں کی شادی کا خرچہ اٹھانے کا وعدہ لیا تھا مجھ سے۔۔۔ میں اپنی بیٹی سے کیا وعدہ نبھانا چاہتا ہوں آپ لوگ شادی کی تاریخ

دے دیں انتظامات کرو آنا میرا کام ہے۔۔۔۔

محسن صاحب نے کہا تو جمیلہ نے تشکر سے ان کی طرف دیکھا جو رحمت کا فرشتہ بن کر آئے تھے۔

دس دن بعد وعدے کے مطابق محسن صاحب نے جمیلہ کی دونوں بچیوں کو انتہائی عزت کے ساتھ رخصت کیا ان دونوں کو جہیز میں ہر وہ چیز لے کر دیں جس کی ایک گھر میں ضرورت ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ برات اور مہندی کا سارا خرچہ بھی انہوں نے خود اٹھایا مختصر سی بات تھی اور مہندی پر بھی مختصر سے لوگ تھے محسن صاحب نے سارے انتظامات انتہائی شاندار کروائے تھے کھانے میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں رہنے دی۔

دونوں بچیوں کی شادی کے ایک ہفتے بعد محسن صاحب انتہائی سادگی سے نکاح کر کے ماہ رخ کو گھر لے گئے۔

میں جانتا ہوں کہ آپ ابھی بہت ڈسٹرب ہوں گی میں نے آپ کا ایڈمیشن کروا دیا ہے آپ اپنی پڑھائی دوبارہ شروع کریں میں نہیں چاہتا میری بیگم ہمارے بچوں کے لیے ٹیوٹر لگوائے۔۔۔۔

باسم کی بات کر ماہ رخ نے شرما کر چہرہ جھکا لیا۔

وہ خوش تھی۔ یہاں سب نے اسے عزت اور محبت دی تھی۔ کسی نے اسے اس کی غربت یا اتنے بڑے گھر میں بیاہ کر آنے کا طعنہ نہیں دیا تھا بلکہ اسے لگتا تھا جیسے وہ کب سے ان کے ساتھ ہی رہتی آرہی ہے۔



سب لوگ تیار ہو چکے تھے۔ ماہم کے اسرار پر مراد کو کب کو اپنے کمرے میں رخصت کروانے کے لیے مان گیا تھا۔ گاؤں سے رخصت کروانے کے بعد مراد کی بات مان کر کو کب کو الگ کمرے میں رکھا گیا تھا۔ اور اب ماہم ضد پر تھی کیونکہ ماہم کی چھٹیاں ختم ہونے والی تھی اور دوبارہ چھٹی کا کوئی امکان نہیں تھا۔

ماشاء اللہ آج کیا میاں کی جان لینے کا ارادہ ہے۔۔۔
 عفان اندر آیا تو اس کو سجا سنورا دیکھ کر بے اختیار بولا۔ ماہم کا چہرہ اس کی تعریف پر سرخ ہوا اور وہ جھینپتی ہوئی رخ موڑ گی عفان نے قریب آکر اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا۔
 یہ غلط بات ہے آپ اپنا چہرہ کیوں چھپا رہی ہیں۔۔۔
 اسے اپنے مقابل کھڑا کرتے عفان نے شرارت سے کہا۔
 عفان کی گمشدہ مسکراہٹ ماہم کو دیکھتے ہی پلٹ آتی۔
 پلیز مجھے شرم آرہی ہے آپ ایسے نہیں دیکھیں۔۔۔
 ماہم گھبراتی شرماتی نظر جھکائے ہوئے بولی تو عفان کو بے ساختہ ہنسی آگئی۔
 میں تو بس آپ کو محبت سے دیکھ رہا ہوں اب میں نہیں جانتا کہ میرے محبت سے دیکھنے پر آپ کو اتنی شرم کیوں آرہی ہے۔۔۔
 عفان اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

مجھے باہر جانے دیں فاطمہ میرا انتظار کر رہی ہوگی۔۔
 اس کی نظروں کی تپش سے بچنے کے لیے ماہم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں
 کہاں تو عفان نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور بہت نرمی
 سے دبا کر چھوڑ دیا۔

ٹھیک ہے جائیں میں نے آپ کو روک کر کیا کرنا ہے ظالم سماج نے وارننگ
 دی ہے کہ بیگم کو صرف دیکھنا ہے اور میں ٹھہرا شریف بندہ ان کے حکم
 سے انکار کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔

عفان نے منزہ بیگم سے ہونے والی بات کا حوالہ دیا جس میں پہلی بار فون پر
 بات کرنے پر انہوں نے شرارت سے اسے باور کرایا تھا کہ ابھی صرف ماہم
 امانت کے طور پر اس کے پاس اس کے کمرے میں رہے گی کیوں کہ اسے
 ویسے بھی امانت سنبھال کر رکھنے کی پریکٹس ہے جس پر اسے کوئی اعتراض نہیں
 تھا اس کی خوشی کے لیے یہی بہت تھا کہ ماہم اس کے پاس اس کے ساتھ
 موجود ہے۔

کوکب کو رخصت کروا کر وہ لوگ سیدھا لاہور واپس آئے تھے اتنا لمبا سفر
 کرنے کے بعد سب کی حالت بہت بری ہو رہی تھی ایک پوری رات اور اگلا
 آدھا دن سب نے سو کر گزارا۔

ماہم آپ اپنی چھٹیاں بڑھا لیتی میں ابھی آئی ہوں اور آپ کل واپس
 جانے لگی ہیں۔۔۔

کوکب اس کے پاس بیٹھی خفگی سے بولیں تو ماہم نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھاما۔

میری جان میرے ایگزام ہونے والے ہیں اس لیے اتنی ہی چھٹی ملی تھی اگلے سال چھٹیوں میں دوبارہ چکر لگاؤں گی اور سارا چھٹیاں آپ لوگوں کے ساتھ گزاروں گی۔

ماہم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ماہم کی اگلے دن واپسی تھی وہ اپنی تیاری پہلے ہی مکمل کر چکی تھی۔ عفان سے پوچھنے پر اس نے فی الحال اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا جس پر ماہم خاصی دلبرداشتہ تھی۔

اگلا دن اداسی بھرا تھا ماہم کے جانے پر فاطمہ اور کوکب دونوں منہ لٹکائے پھر رہی تھی عفان مراد کے ساتھ مل کر سارا سامان گاڑی میں رکھ چکا تھا سب نے ہی ماہم کو ایئرپورٹ چھوڑنے کے لیے عفان کے ساتھ جانے کا پلان بنایا تھا۔

ماہم دیکھو تمہارے جانے سے عفان بھائی کتنے اداس ہو رہے ہیں۔۔۔ کوکب نے کہا تو ماہم نے نظر اٹھا کر دشمن جاں کو دیکھا جو مسکراہٹ سجائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اگر میرے جانے سے انہیں کوئی فرق پڑتا ہوتا تو یہ اس وقت یہاں رہنے کے بجائے میرے ساتھ جا رہے ہوتے۔۔۔

ماہم نے بھیگے لہجے میں نظر چراتے ہوئے فاطمہ سے کہا۔ جس پر سب نے معنی

خیز نظروں سے عfan کو دیکھا عfan نے سب کو آنکھیں نکالیں۔
ایئر پورٹ پہنچنے تک ماہم نے کتنی بار ٹشو سے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کیں۔
Efan نے دو تین بار اسے ٹوکا اور پھر چھوڑ دیا تاکہ رو کر اپنی بھڑاس نکالے
Efan نے ماہم کا سامان ان ایک طرف کھڑا کیا اور ماہم کو دیکھا جو فاطمہ کے
گلے لگی رونے میں مصروف تھی۔ Efan نے گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ فلائٹ کا وقت
ہونے والا تھا۔

ماہم بس کریں ورنہ آپ کی فلائٹ مس ہو جائے گی۔۔۔
ماہم اپنے آپ کو سنبھالتی ایک بار پھر دونوں کے گلے لگی اور مراد کبیر نے
اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی Efan کے قریب رک کر اس نے ڈبڈبائی
نظروں سے اپنے شریک حیات کو دیکھا اور خدا حافظ کہتی ہینڈ کیری اور ٹرالی
بیگ گھسیٹتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ چند قدم چلنے کے بعد اس طرح پیچھے
دیکھا اور پھیکی سی مسکراہٹ ان کی طرف اچھالتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔
Efan کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا اس کے نظروں سے غائب
ہونے پر وہ مڑا اور ان سب کے قریب آ کر ٹھہر گیا۔

جب بھی گاؤں چکر لگے ماں جی اور جگنو کی قبر پر ضرور جانا اور بارشوں کے
موسم میں چاچا کو کہنا قبروں کا خاص دھیان رکھیں گے۔۔۔
مجھے نہیں پتا میں وہاں تم لوگوں کے بغیر کیسے رہوں گا۔۔۔
کبیر کے گلے لگے Efan رو دیا کبیر اور مراد کا بھی اس جیسا ہی حال تھا تینوں

کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں یہی حال پاس کھڑی فاطمہ اور کوکب کا بھی تھا۔

تو بھی اپنا بہت خیال رکھنا اور دیکھ یہ نہ ہو وہاں جا کر ہمیں بھول جائے روز فون کیا کرنا تیری صورت دیکھے بغیر ہمیں سکون نہیں آتا۔۔۔

عفان کے گلے گلے مراد نے اسے خود میں بھینچتے ہوئے کہا۔

خالی میری ذمہ داری نہیں فون کرنا تم لوگ بھی روزانہ مجھے فون کرنا ورنہ میں نے تم لوگوں کو واپس آکر ایک اچھی سی پھینٹی لگانی ہے تاکہ تم لوگوں کی یادداشت واپس آجائیں۔۔۔۔

ان کے سامنے کھڑے ہو کر عفان نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا تو دونوں ایک ساتھ اس کو بازو کے گھیرے میں لے گئے اگر ان کے بس میں ہوتا تو وہ کبھی بھی اسے خود سے جدا نہ کرتے اتنا پیار تھا انھیں عفان سے۔

ان سے مل کر عفان بولا فاطمہ اور کوکب کو پیار کیا اور آخری الوداعی نظر ڈال کر پاس پڑا۔ ٹرائی بیگ کا ہینڈل کھینچتا اندر کی جانب بڑھ گیا جو کچھ دیر پہلے مراد گاڑی سے نکال کر لایا تھا۔

ماہ بار بار ٹیشو سے اپنی آنکھیں خشک کر رہی تھی اس کا دل شدید اداس تھا بار بار دل کر رہا تھا کہ اترے اور سیدھا عفان کے پاس چلی جائے مردانہ پرفیوم کی خوشبو اس کے قریب سے اٹھی تو وہ تھوڑی سمٹ کر بیٹھ گئی بے شک

دونوں سیٹوں کے مابین خاصا فاصلہ تھا مگر اسے عجیب سی خفگی شروع ہو گئی تھی۔

اگر مزید دوسری طرف کھسکی تو جہاز کی کھڑکی سے نیچے گر جائیں گی
آپ۔۔۔۔

قریب سے ابھرنے والی متبسم آواز پر جھٹکے سے سر اٹھا کر ماہم نے تھیر سے پاس بیٹھے عفتان کو دیکھا جس کی پلکوں پر ابھی بھی نمی تھی۔
عفتان آپ۔۔۔

وہ حیرت کی زیادتی سے اتنا ہی بول سکی۔

جی جان۔۔۔۔ میں آپ کا عفتان۔۔۔۔
عفتان نے سینے پر ہاتھ رکھے آگے کو جھک کر کہا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

آپ میرے ساتھ لندن جا رہے ہیں آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا مجھے اتنا
رلایا۔۔۔۔

ارد گرد کی پرواہ کیے بغیر ماہم اس کے بازو پر پے در پے مکے برساتی اونچی آواز میں بول رہی تھی عفتان نے بہت مشکل سے اسے قابو کیا۔

بس کر دیں باقی سب گھر جا کر بدلہ لے لینا ابھی یہ جہاز والے کیا سوچیں گے کتنی ظالم بیوی ہے آپ اتنی بے دردی سے میاں کو پیٹ ڈالا۔۔۔

اس کے دونوں ہاتھوں کو قابو کرتا عفتان دل کھول کر ہنسا

بے شک وہ یہاں بہت قیمتی رشتے چھوڑ کر جا رہا تھا مگر ان سب سے بھی قیمتی اس کی زندگی اس کے ساتھ تھی جس کے لیے اس نے یہ فیصلہ لیا تھا اور وہ اپنے فیصلے سے بہت مطمئن تھا۔

لندن ایئرپورٹ پر شہباز صاحب کے ساتھ منزہ بیگم اور سبحان شعبان دونوں موجود تھے شہباز صاحب اور منزہ بیگم نے اس کا استقبال ایسے ہی کیا جیسے کوئی اپنے بیٹے کا کرتا ہے عفاں کی جھجک چند منٹوں میں دور ہو گئی۔

ان سب کے ہمراہ ماہم کا ہاتھ تھامے ہلکے قدم اٹھاتے وہ اندر سے پوری طرح مطمئن ہو چکا تھا اس نے چلتے ایک نظر اپنی متاع حیات پر ڈالی اور اس کا ہاتھ مزید مضبوطی سے تھامے آگے بڑھ گیا۔



Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

♥ ختم شدہ ♥

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
 ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی
 ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ
 کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے
 ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات
 کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین